سلسلہ تعلیماتِ قرآن نمبر ۳

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے

کہ تیری زندگی قرآن کی تفسیر ہو جائے (اسد ملتانی)

احکامِ قرآنی

184

مرتبہ

ایم عبدالرحمٰن خاں

چہلیک۔ ملتان شہر

ناشر

ایم ثناءُ اللہ خاں پبلشر و بک سیلر ریلوے روڈ ۲۶ لاہور

Marfat.com

DATA ... RED

(بدوں اجازت مؤلف کوئی صاحب چھاپنے کا قصد نہ کرے)

اشاعت اول ۱۹۶۲ء
اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ء
۱۰۰۰

اشاعت دوم
ستمبر سنہ ۱۹۴۷ء
۲۰۰۰

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY ARABIC SECTION

قیمت
تین روپے آٹھ آنے

ایم ثناء اللہ خاں پبلشر نے کوا پریٹو کیپٹل پریس لاہور سے چھپوا کر
کتب خانہ ایم ثناء اللہ خاں ۲۶ ریلوے روڈ لاہور
سے شائع کی

DATA ENTERED

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

184

تحفہ

ایک ہمسایہ عورت کا جنازہ دیکھ کر میری شش سالہ عزیزہ خورشید نے مجھ سے دریافت کیا کہ "اسے قبر میں چارپائی پر رکھا جائیگا یا زمین پر"

میں نے کہا "زمین پر"

عزیزہ نے سر جھکا کر زمین پر ہاتھ سے لکیریں کھینچتے ہوئے کچھ مایوسانہ انداز میں کہا کہ "کیا مجھے بھی زمین پر سلایا جائیگا"

میں نے کہا "بالکل"

اس پر وہ دبی زبان سے کہنے لگی کہ "کیا سانپ اور بچھو نہ کاٹ کھائینگے"

میں نے کہا کہ اگر انہیں کاٹنا ہوگا تو وہ چارپائی پر بھی چڑھ کر کاٹ سکتے ہیں، اس جواب نے اسے خاموش کر دیا مگر میں نے اسکے سکوت کو توڑنے کیلئے فی الفور کہا کہ قبر میں سانپوں اور بچھوؤں سے بچنے کا ایک اور طریقہ ہے یہ سنتے ہی اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور بولی کہ "وہ کیا؟" میں نے کہا اگر شرارتیں نہ کرو۔ کہا ماننا کرو اور اچھے کام کیا کرو تو وہ کچھ بھی نہ کہیں گے۔

چونکہ یہ کتاب راہِ نجات کی راہنمائی کی غرض سے مرتب کی گئی ہے اسلئے اسے تحفۃً اس عزیزہ کے پیش کرتا ہوں۔

عبدالرحمٰن خاں

فہرس

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دستورِ حیات	۱۱
۲	دستور العمل	۱۲
۳	مشعلِ راہ	۱۳
۴	مصلحت	۱۷
۵	گذارش	۲۹
	باب اول	
۶	قرآن کن عقائد کی تعلیم دیتا ہے؟	۳۲
	باب دوم	
۷	کس کی اطاعت کی جائے؟	۱۰۴
۸	کس کی اطاعت نہ کی جائے؟	۱۰۵
۹	کس کا اتباع کیا جائے؟	۱۰۷
۱۰	کس کا اتباع نہ کیا جائے؟	۱۰۹
۱۱	کس سے دور رہنا چاہیئے؟	۱۱۱
۱۲	کس سے دوستی رکھنی منع ہے؟	۱۱۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳	کیا ہونا ممنوع ہے ؟	۱۱۶
۱۴	کس کی مدد کرنی چاہیئے ؟	۱۱۸
۱۵	کون سی چیزیں حرام ہیں ؟	۱۱۹
۱۶	کون سے کام حرام ہیں ؟	۱۲۲
۱۷	کس کو حلال قرار دیا گیا ہے ؟	۱۲۳
۱۸	کن کا احترام لازم ہے ؟	۱۲۶
	باب سوم	
۱۹	اللہ تعالےٰ کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۲۸
۲۰	رسول اکرمؐ کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۳۳
۲۱	قرآن کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۳۶
۲۲	والدین کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۳۸
۲۳	یتیم کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۴۱
۲۴	مطلقہ کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۴۷
۲۵	بیوہ کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۵۰
۲۶	غلام اور لونڈیوں کے کیا حقوق ہیں ؟	۱۵۱
۲۷	حقوق العباد کیا ہیں ؟	۱۵۳

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۸	حقوقِ جان کیا ہیں؟	۱۶۳
۲۹	مقروض کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟	۱۶۶
۳۰	خاوند کے کیا فرائض ہیں؟	۱۶۸
۳۱	بیوی کے کیا فرائض ہیں؟	۱۷۴
۳۲	نویسندہ کے کیا فرائض ہیں؟	۱۷۶
۳۳	گواہ کے کیا فرائض ہیں؟	۱۷۷
۳۴	حاکم کے کیا فرائض ہیں؟	۱۸۰
۳۵	مبلغ کے کیا فرائض ہیں؟	۱۸۱
۳۶	مجاہدین کے کیا فرائض ہیں؟	۱۸۴
۳۷	تحفظ حقوقِ مہاجرین کیسے ہو؟	۱۸۸
	باب چہارم	
۳۸	ارکان اسلام کون سے ہیں؟	۱۹۰
۳۹	اوقاتِ نماز کیا ہیں؟	۱۹۳
۴۰	شرائطِ نماز کیا ہیں؟	۱۹۵
۴۱	نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے؟	۱۹۷
۴۲	نماز جنازہ پڑھنی کس کی منع ہے؟	۲۰۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۳	کن چیزوں کی زکوٰۃ دینی لازم ہے؟	۲۰۴
۴۴	زکوٰۃ کن پر خرچ کی جائے؟	۲۰۷
۴۵	روزہ کے احکام کیا ہیں؟	۲۰۹
۴۶	فریضۂ حج کس طرح ادا ہوتا ہے؟	۲۱۱
۴۷	ادائیگی عمرہ کا طریق کیا ہے؟	۲۱۵
۴۸	احرام میں شکار کھیلنا کیسا ہے؟	۲۱۸
۴۹	شکارِ حرم کے کیا احکام ہیں؟	۲۱۹
۵۰	جہاد کس لئے ضروری ہے؟	۲۲۱
۵۱	جہاد کس چیز سے کیا جائے؟	۲۲۹
۵۲	جہاد کی تیاری کیسے کی جائے؟	۲۳۱
۵۳	طریقِ جہاد کیا ہو؟	۲۳۴
۵۴	جہاد سے کون معذور ہے؟	۲۳۵
۵۵	مالِ غنیمت کن پر تقسیم ہو؟	۲۳۷
۵۶	مالِ فیٔ کن کا حق ہے؟	۲۳۹
۵۷	اسیرانِ جنگ سے کیا سلوک کیا جائے؟	۲۴۱
۵۸	صلح کن شرائط پر کی جائے؟	۲۴۲

Marfat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۹	معاہدوں کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟	۲۴۴
	باب پنجم	
۶۰	احکامِ خیرات کیا ہیں؟	۲۴۶
۶۱	مستحقِ خیرات کون ہیں؟	۲۵۱
۶۲	قربانی کے متعلق کیا حکم ہے؟	۲۵۳
۶۳	ہجرت کب اور کس پر لازم ہے؟	۲۵۶
۶۴	شرائطِ بیعت کیا ہونی چاہئیں؟	۲۵۸
۶۵	مسلمانوں کی لڑائی کیسے بند کرائی جائے؟	۲۶۰
۶۶	تبلیغ دین کس طرح کی جائے؟	۲۶۲
۶۷	اصلاحِ نفس کیسے ہو؟	۲۶۴
	باب ششم	
۶۸	نکاح کن سے جائز نہیں؟	۲۷۳
۶۹	نکاح کن سے جائز ہے؟	۲۷۹
۷۰	احکامِ نکاح کیا ہیں؟	۲۸۱
۷۱	احکامِ مہر کون سے ہیں؟	۲۸۶
۷۲	عورت سے کب مقاربت منع ہے؟	۲۹۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۷۳	رضاعت کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟	۲۹۱
۷۴	طلاق کا کیا قانون ہے؟	۲۹۴
۷۵	عدت کی میعاد کتنی ہے؟	۲۹۸
۷۶	عدت کی شرائط کیا ہیں؟	۳۰۰
۷۷	احکام وصیت کیا ہیں؟	۳۰۲
۷۸	ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟	۳۰۵
۷۹	والدین کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟	۳۰۸
۸۰	زوجین کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟	۳۰۹
۸۱	اولاد کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟	۳۱۰
۸۲	اخیافی بھائی بہن کا کیا حصہ ہے؟	۳۱۱
۸۳	اولاد نہ ہو تو ترکہ کیسے تقسیم ہو؟	۳۱۲
۸۴	پردہ کے احکام کون سے ہیں؟	۳۱۴
۸۵	کن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے؟	۳۲۲
۸۶	بیوی کو ماں کہہ دینے کا کیا اثر ہے؟	۳۲۵
۸۷	متبنّٰے بنانا کیسا ہے؟	۳۲۷
۸۸	باب ہفتم۔ گھر میں آنے جانے کی کیا شرائط ہیں؟	۳۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۸۹	آدابِ مجالس کون سے ہیں؟	۳۳۱
۹۰	بوقتِ دعوت کون سی احتیاط ضروری ہے؟	۳۳۴
۹۱	کھانا کھانے میں کہاں مضائقہ نہیں؟	۳۳۵
۹۲	ناپ تول کیسا ہو؟	۳۳۷
۹۳	لین دین کن اصولوں پر ہو؟	۳۳۹
۹۴	سود لینا کیسا ہے؟	۳۴۱
۹۵	قسمیں کھانا کیسا ہے؟	۳۴۵
۹۶	گواہان کب ضروری ہیں؟	۳۵۰
۹۷	نزاع تہمت کیسے ختم ہو؟	۳۵۳
۹۸	قصاص کے احکام کون سے ہیں؟	۳۵۶
۹۹	قتل خطا کی کیا سزا ہے؟	۳۵۹
۱۰۰	قتل عمد کی کیا سزا ہے؟	۳۶۲
۱۰۱	بدکاری کی کیا سزا ہے؟	۳۶۳
۱۰۲	بغاوت اور بدامنی پھیلانے کی کیا سزا ہے؟	۳۶۶
۱۰۳	چور کس سلوک کا مستحق ہے؟	۳۶۸
۱۰۴	احکامِ الٰہی پر نہ چلنے کا کیا اثر ہوگا؟	۳۷۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دستورِ حیات

(از حضرت العلامہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی دامت فیوضہم)

"احکامِ قرآنی" کے نام سے قرآن پاک کے احکام کا جو خلاصہ مرتب کیا گیا ہے وہ درحقیقت ایک مسلمان کی حیات کا دستور ہے۔ اس کی فہرست سے ہی ظاہر ہے کہ یہ کس قدر ضروری اور مفید کتاب ہے۔ مولف سلمہ اللہ تعالیٰ کی فرمائش تھی کہ میں ان اسے پوری طرح دیکھ کر اس پر ایک مقدمہ لکھے لیکن اپنی صحت کی خرابی کے سبب سے معذرت کرنی پڑی اور بحمداللہ کہ مجھ سے بہتر اہلِ علم اور اہلِ نظر اور اہلِ دل بزرگوں نے اس پر نظر ڈالی ہے جن کے علم و نظر پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر اس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے

والحمد للہ اولاً و آخراً

۸ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

سلیمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دستور العمل

(از حضرت مولانا خیر محمد صاحب مدظلہ مہتمم مدرسہ خیر المدارس جالندھر)

بعد الحمد والصلوٰۃ لائح باد کہ اس دورِ پرفتن وفساد اور خود رائی والحاد میں ہر شخص کی پریشانی واضطراب کا علاج بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں قوانین الٰہیہ کو اپنا دستورِ حیات بنالے ایک نیک دل جوان اور صالح محبی محمد عبد الرحمٰن خاں صاحب ملتانی نے اسی ضرورت کو محسوس فرما کر کتاب "احکامِ قرآنی" کو کثیر التعداد عنوانات سے معنون فرمایا ہے۔ میں گو اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے غور وفکر سے تفصیلی مطالعہ نہیں کر سکا۔ تاہم عنوانات وآیات پر اجمالی نظر ڈالنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر شخص اسکو حرزِ جاں بنائے اور اپنے دائرہ اثر میں بھی اس کو دستور العمل بنانے کی ترغیب دے۔ حق تعالےٰ مؤلف سلمہٗ کو مزید ہمت خدمتِ دین عطا فرمائے اور کتاب کو مقبولِ عام ونافع بنائے۔ آمین

جالندھر

۱۷ محرم الحرام

احقر

خیر محمد حنفی۔ چشتی۔ اشرفی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مشعلِ راہ

(از حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب صدر مدرس جامعہ محمدیہ حنفیہ ملتان)

قرآن مجید خداوندِ ذوالجلال کے فرستادوں میں سے زمانہ کے لحاظ سے سب سے آخر مگر مرتبت و منقبت کے اعتبار سے اس گروہ کے امام علیہ الف الف تحیۃ اسلام پر اُترا۔ جو اپنے منجانب اللہ ہونے کے ثبوت میں قلب سلیم نہ رکھنے والوں ضدیوں اور ہٹ دھرمیوں کو ڈنکے کی چوٹ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ (سو بنا کر لے آؤ ایک سورۃ اس کی مانند) کا چیلنج دے کر قیامت تک کے لئے ان کی عاجزی اور اپنے اعجاز کے متعلق یوں پیشگوئی کرتا ہے کہ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج (بقرہ ۳)

پس تم اگر یہ نہ کر سکے اور نہ کر سکو گے تو پھر ڈرو دوزخ کی اس آگ سے بچتے رہو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

احکم الحاکمین کا روح الامین کی وساطت سے سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا ہوا یہ وہ انقلابی پروگرام ہے جس کی

کایا پلٹ تاثیرات کا یگانے تو یگانے بیگانے بھی انکار نہیں کر سکتے۔ مگر نسخہ استعمال کئے بغیر اس کی تاثیر کی توقع رکھنا محض فریب نفس ہے قوم مسلم کی موجودہ بے عملی اسی فریب کا نتیجہ ہے جس کا ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ان الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے ؎

غلام قوموں کے علم و عرفاں کی ہے یہی رمز آشکارا
زمین اگر تنگ ہے تو کیا ہے فضائے گردوں ہے بیکرانہ
خبر نہیں کیا ہے نام اس کا خدا فریبی کہ خود فریبی
عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

حالانکہ کار خیر میں بہانہ جوئی سنتِ انبیاء کے قطعاً خلاف ہے۔ اپنے اسلاف کی سی قوت و شوکت اور غلبہ و عزت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی طرح قرآن کو دستور العمل بنایا جائے ؎

آں عزمِ بلند آور آں سوزِ جگر آور
شمشیرِ پدر خواہی بازوئے پدر آور

عمل بالقرآن کے لئے علمِ قرآن کی ضرورت ہے اور قرآن فہمی کیلئے عربی دانی کی ضرورت ہے اور یہی زبان محبوبِ خدا کو بھی پیاری تھی جس کے متعلق اس مدنی آقا کا ارشاد ہے کہ

انی احب العربی الثلاث لانی ۔۔۔ مجھے تین وجہوں سے عربی زبان سے

عربیٌ وکلام اللہ عربی ولسان اھل الجنۃ عربی او کما قال۔

محبت ہے (اولاً) میں خود عربی ہوں۔ (ثانیاً) اللہ کا کلام عربی ہے (ثالثاً) جنتیوں کی زبان عربی ہوگی۔

مگر بے ذوقی کی اتنی انتہا ہو چکی ہے کہ اس کی طرف قطعاً توجہ نہیں دی جاتی چونکہ پیغامِ قرآن کا خود جاننا اور دوسروں تک پہنچانا فرض ہے۔ اس لئے مسلموں اور غیر مسلموں کی آگاہی کے لئے قرآن مجید کے تراجم و مطالب کو سہل ترین طریقوں سے مستعملہ زبانوں میں شائع کرنے کی عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں میرے محترم ایم عبدالرحمٰن خاں صاحب کی سعی قابل ستائش ہے۔ جنہوں نے قرآن مجید کے بحرِ مواج کی غواصی کر کے نوع انسانی کے لئے بالعموم اور عربی سے نابلد سہل انگار و آسائش طلب گر اسلامی جذبہ رکھنے والے حضرات کے لئے بالخصوص جدید طرز پر احکامِ قرآنی مستند ترجمہ و ضروری شرح کے ساتھ جمع کئے ہیں۔ جو زندگی کا بہترین نظامِ عمل پیش کرتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزا۔

چونکہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب کم فرصتی کے سبب اس کتاب کو تفصیلی نظر سے نہیں دیکھ سکے اور محترم محمد اسد خاں صاحب اسد ملتانی نے بھی اسے اجمالاً اصلاحی نظر سے دیکھا ہے اسلئے مجھے اس کتاب کو

Marfat.com

بالتفصیل دیکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ میں نے حتی المقدور کتاب کو بغور دیکھا اور حسب فہم بعض مواقع پر حسب ضرورت ترمیم۔ تصحیح اور فوائد کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جیسے بزرگوں کی تقریظات کی موجودگی میں مجھ جیسے بے بضاعۃ کے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اظہار واقعہ کے طور پر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میری رائے میں یہ کتاب نہ صرف عوام کے حرزِ جان بنانے کے قابل ہے بلکہ اہل علم حضرات کے لئے بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

قرآنی احکام کو آسانی سے سمجھنے اور محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کم از کم اس کتاب کو زیر مطالعہ رکھے اور اسے مشعلِ راہ بنائے خصوصاً طلباء اسکیل (مدارس) کے ضروری نصاب میں ایسی کتابوں کے داخل کرانے کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو موجودہ بے عملی اور ناگفتہ بہ اخلاقی پستی کے ازالہ کی بہت کچھ توقع ہو سکتی ہے۔

۴ ربیع الاول
سنہ ۱۳۶۵ھ

حبیب الرحمٰن الہزاروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصلحت

دنیا کا کوئی ملکی اور ملی نظام ایسا نہیں جس کی کوئی غرض و غایت اور منزلِ مقصود نہ ہو۔ ہر مذہب اپنا ایک خاص نظریہ اور مطمح نظر رکھتا ہے جس پر وہ دوسروں کو گھیر کر لانا چاہتا ہے۔ جب انسانی نظام و دستور بلا ضرورت و بے فائدہ نہیں بنایا جاتا۔ تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جس علیم و خبیر اور حکیم و بصیر کی مشیت و ارادہ کے بغیر دنیا کا کوئی نظام ایک دقیقہ کے لئے بھی نہیں چل سکتا اس کے نظام کا کوئی منشا و مقصود نہ ہو۔ چنانچہ مولا پاک خود فرماتے ہیں کہ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا	ہم نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان کے
بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا	بیچ میں ہے۔ یونہی کھیل تماشہ نہیں
بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝	بنایا بلکہ ہم نے ان کو کسی مصلحت پر بنایا
(دخان ۲/۴۵)	ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ ایسی کونسی غرض تھی جس کی خاطر اتنا بڑا کارخانہ وجود میں لایا گیا۔ انسان اپنے وجود سے نظر ہٹا کر اپنے ماحول پر نظر ڈالے تو یقیناً محسوس کریگا کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی

سب چیزیں انسان کی خدمت پر مامور ہیں جو بلا چون وچرا اسکی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ اگر انسان کو اس کائنات سے نکال دیا جائے تو یہ سب چیزیں اپنا کام بدستور جاری رکھ سکتی ہیں لیکن اگر ان سب چیزوں کو انسان کی خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے تو انسان ایک لمحہ کیلئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان جسکی خدمت پر زمین و آسمان کی تمام چیزیں مامور ہیں کسی بڑے مقصد کی تکمیل کیلئے پیدا کیا گیا ہے جس سے اس کا خالق یوں آگاہ فرماتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (الذاریت ۳/۲۷)

میں نے جن و انسان کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔

جب انسان کا مقصدِ حیات ہی عبادت ٹھہرا تو عبادت کے معنی و مفہوم کا جاننا از حد ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر اس مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی عبادت کا لفظ دراصل عبد سے نکلا ہے عبد کے معنی بندہ و غلام کے ہیں اسلئے عبادت کے معنے بندگی اور غلامی یا خضوع و تذلل کے ہوئے یعنی انسان اپنے مالک و آقا کا اس طرح مطیع و فرمانبردار بن کر رہے کہ اسے وہاں سے جو بھی حکم ملے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی سخت و ناگوار کیوں نہ ہو اسے تعظیم و تکریم کے ساتھ بجا لانے میں دیر نہ کرے اور جس بات سے اسے روکا جائے۔ خواہ وہ بظاہر کتنی ہی مفید و دلکش کیوں نہ ہو اس

سے بہ ادب و احترام فی الفور رُک جائے۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جو بلا امتیاز رنگ و نسل اور ملک و ملت ہر قسم کی روحانی مذہبی۔ اخلاقی۔ سیاسی معاشرتی اور معاشی فلاح و بہبود اور رشد و ہدایت کا علمبردار بن کر آیا ہے اس کا منتہائے مقصود صرف دنیوی ترقی ہی نہیں بلکہ ابدی سعادت اور رضائے الٰہی کا حصول بھی ہے۔ دوسرے مذاہب کی طرح اسلام میں خدا کے انکار اس کی عاجز و بے بس مخلوق کی پرستش۔ ترکِ دنیا اور راہبانہ زندگی بسر کرنا۔ غیر شرعی ریاضتوں۔ مجاہدوں اور مراقبوں کے ذریعہ نفس کشی کرنا عبادت نہیں بلکہ اسلام میں عبادت کا تصور دوسرے تمام مذاہب سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔

اسلام میں عبادات کی اساس عقائد پر ہے تاوقتیکہ انسان اپنے معبود کی ذات و صفات اس کی پسند و ناپسند اور اس کے اقتدار و اختیار کے متعلق پورا علم و یقین حاصل نہ کرے اور اس کے مطابق اپنے عقائد درست نہ کرلے اس کی عبادت صحیح نہیں ہو سکتی جب آپ کو خدا کی ہستی کا پورا یقین ہو جائیگا تب ہی آپ اس کی اطاعت کرینگے جب آپ اس کی صفات مختصہ کا صحیح علم حاصل کرلیں گے تو پھر ہرگز شرک نہ کرینگے جس وقت آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ فلاں فلاں کام اللہ تعالےٰ کے نزدیک اچھے ہیں اور فلاں فلاں برے ہیں۔ تو آپ یقیناً اس کے

Marfat.com

پسندیدہ کام اختیار کرینگے اور ناپسندیدہ سے احتراز کریں گے اور جب آپ پر یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ جزا و سزا صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی مختار مطلق ہے تو آپ بالیقین حصولِ جزا کے لئے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور سزا سے بچنے کیلئے نافرمانی سے باز رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں بالعموم تاکید عبادت کے ساتھ ہی درستیِ عقائد کا ذکر آیا ہے۔

۳ اسلام دنیا کے سامنے عبادت کا یہ ارفع و اعلیٰ اور جامع و نادر اصول پیش کرتا ہے کہ

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا (الحج ع ۴) سو معبود تمہارا صرف ایک اللہ ہی ہے اسی کے تابعدار رہو یعنی

(الف) اللہ تعالےٰ کو ہی اپنا خالق و رازق اور مالک و مختار جانو اسکے سوا کسی کو اپنا حقیقی بادشاہ یا حاکم تسلیم نہ کرو۔ کسی انسانی آئین و دستور پر نہ چلو۔ کسی کو مستقل ولی و کارساز۔ حامی و ناصر حمایتی و سفارشی۔ حاجت روا و مشکلکشا۔ دستگیر و فریادرس شارع و قانون ساز اور صاحب اقتدار و اختیار نہ سمجھو۔ نہ اس کے سوا کسی کو سجدہ کرو۔ نہ کسی کو غائبانہ فوق الاسباب خوف اور توقع سے پکارو اور نہ کسی کو اسکے انتظام میں دخیل و مختار سمجھو۔

(ب) ہر مسئلہ حیات مثلاً تعلیم و تربیت۔ تہذیب و اخلاق سیاست و معیشت

علم و حکمت تمدن و معاشرت۔ تجارت و حکومت۔ تعلقات و معاملات عادات و اطوار۔ خیرات و صدقات صبر و توکل اور ادائیگی حقوق و فرائض میں احکامِ الٰہی اور اسوۂ رسولؐ کو ہی اپنا دستور العمل بناؤ اور ان کی مقرر کردہ حدود و قیود سے ایک قدم بھی باہر نہ نکالو+

غرضیکہ اسلام کے نزدیک قرآن کے نظامِ عمل پر چلنے کا نام ہی عبادت ہے۔

(۲)

تاریخِ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ عین کفر و ضلالت اور جہالت و سفاہت کے زمانہ میں قرآنی تعلیم نے بت پرستوں کو توحید پرست۔ وحشیوں کو مہذب۔ دشمن کو دوست۔ بدویوں کو بادشاہ بنایا اور افتراق کو اتفاق انتشار کو اجتماع۔ برائی کو بھلائی اور غریبی کو امیری میں بدل کر ایک قلیل عرصہ میں ساری دنیا کی کایا پلٹ دی اور بنی نوع انسان کو اس معراج ترقی پر پہنچایا جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ عالم عاجز ہے اور جس کا دشمنوں کو بھی اعتراف ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اسی قرآنی تعلیم کی موجودگی میں آج مسلمان کیوں انتہائی ذلت و خواری اور افلاس و ناداری میں مبتلا ہیں۔ اس کا جواب مختصراً یہ ہے کہ جس خدائی قانون یا خدائی ضابطہ پر چل کر ہم نے اقوامِ عالم کی صدر نشینی کی تھی۔ اسی قانون سے

روگردانی و انحراف کرنے کے باعث آج ہمیں اقوامِ عالم کی صفِ نعلین میں بھی جگہ نہیں مل رہی۔

عہدِ جاہلیت میں راہ چلتے جو بھی خوبصورت پتھر مل جاتا تھا۔ لوگ اسے پوجنے بیٹھ جاتے تھے۔ یہی حالت آج ہماری ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ پتھر پوجتے تھے۔ ہم اغراض کو پوجتے ہیں۔ افراد کو سجدے کرتے ہیں۔ قبور سے استمداد طلب کرتے ہیں۔ سرود و نغمہ کو عبادت سمجھتے ہیں مطلب براری کے لئے قرآن ہی کو بدل دیتے ہیں۔ احکامِ الٰہی پر رسومات و بدعات کو ترجیح دیتے ہیں۔ اُس زمانہ کی طرح حکومت میں امانت تجارت میں دیانت معاملات میں صداقت۔ عادات میں شرافت نہیں رہی۔ اخلاق میں راستی اور دلوں سے حدود اللہ کا احترام اُٹھ گیا ہے۔ حلال و حرام کی تمیز جاتی رہی ہے۔ علاوہ ازیں رہنمایانِ قوم کی یہ حالت ہے کہ وہ خود قرآن پر عامل نہیں رہے۔ ان کی صورت و سیرت ان کے افکار و نظریات قطعاً غیر اسلامی ہیں۔ ان کی نظر غیر حقیقی اور ہنگامی چیزوں پر لگی ہوئی ہے۔ علماء کرام کی اکثریت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ کر بدعات کی ترویج میں مصروف ہے۔ امرا کو اپنی عیاشیوں۔ پارٹی بازیوں۔ انتخابوں اور دعوتوں سے ہی فرصت نہیں۔ اکثر شیوخ اپنی نفسانی اغراض۔ دنیوی مفاد اور تعویذ گنڈوں کو ہی اصلی مقصد سمجھے

19720
PANJAB UNIVERSITY

ہوتے ہیں۔ واعظین کا سارا زورِ بیان مذہبی مناقشات جھوٹی روایات فروعی مسائل اور کفر کی مشین چلانے میں صرف ہو رہا ہے اور عوام مادیت و دہریت کے سیلاب کی نذر ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔

(الف) آج آئینۂ قرآن میں اسلام کے نام لیواؤں کی شکلیں تو کجا ان کے خط و خال تک نہیں پہچانے جاتے۔

(ب) جو برائیاں اور خرابیاں قرآن کی بیان کردہ مقہور و مغضوب اقوام میں فرداً فرداً پائی جاتی تھیں وہ مسلمانوں میں من حیث المجموع موجود ہیں

(ج) اغیار ہماری اس زبوں حالی پر نہ صرف خوش ہو رہے ہیں بلکہ ہماری کمزوریوں سے ہر ممکن فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور اسلام کا مضحکہ اُڑا رہے ہیں اور

(د) فرزندانِ اسلام تعلیماتِ قرآنی کو ناقابلِ عمل۔ لغو اور بیکار بتلا رہے ہیں۔

آج جبکہ حالات بد سے بدتر صورت اختیار کر چکے ہیں اور مستقبل نہایت پرخطر اور تاریک نظر آ رہا ہے ہمارا خاموش رہنا اور اس حالت کو بدلنے کیلئے عملی جد و جہد نہ کرنا یقیناً اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔ اسلئے جہد للبقاء کیلئے ضروری ہے کہ ہم ہمت سے کام لیں۔ مایوسیوں اور نا اُمیدیوں کو دل سے نکال دیں۔ اپنے دلوں میں اس یقین کو محکم کر لیں کہ ہماری دینی اور دنیوی

۵۲۲۴

Marfat.com

صلاح و فلاح صرف کتاب الٰہی پر عمل کرنے سے ہی ہو سکتی ہے اور بلا تاخیر قرآن کے پروگرام پر عامل ہو جائیں تو یقیناً ہم بھی عزت و عظمت اور شان و شوکت اور دبدبہ و حکومت حاصل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے صاف و صریح اور سچے وعدے آج بھی اپنے مقام پر موجود ہیں کہ

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (روم ۵/۲۱)، وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (آل عمران ۱۴۰/۳)، وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ ۝ (منافقون ۸/۶۳)، وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ (نور ۵۵/۲۴)

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی
اور تم ہمت مت ہارو۔ اور غمگین مت ہو
اور تم ہی غالب رہو گے۔ اگر تم پورے
مومن رہے اور اللہ ہی کی ہے عزت
اور اس کے رسولؐ کی اور مسلمانوں کی۔
اللہ تعالےٰ نے وعدہ کیا ہے۔ ان
لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے
اور انہوں نے عمل صالح کئے تو ان کو
ضرور ملک میں حکومت دیگا۔

متذکرہ صدر آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے یہ وعدے صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنے آپ کو صفتِ ایمان سے متصف کریں گے اور خدا اور رسولؐ کے احکام پر سختی سے پابند رہیں گے۔

(۳)

قرآن پاک قیامت تک کے لئے ایک مکمل دستور العمل ہے۔ جو ہماری دینی و دنیوی فلاح و بہبود کا ضامن ہے اس کا ہر حکم فرض اور ہر مسئلہ ضروری اور مہتم بالشان ہے اس کی عظمت اور جامعیت کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج تک اس کی تشریح و تفسیر کے لئے لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جائیں گی مگر یہ قطعاً ناممکن ہے کہ کسی آیت کی تشریح و تفسیر اس قدر ہو سکے کہ جس کے بعد اس کے تحت میں کچھ اور نہ لکھا جا سکے۔ اسی طرح قرآن کریم کا انداز تعلیم و تفہیم بھی نرالا ہے۔ اس میں دوسری دنیاوی کتابوں کی طرح ہر امر کے متعلق الگ الگ باب نہیں باندھے گئے۔ بلکہ اوامر و نواہی۔ ترغیبات و ترہیبات قصص و امثال اور دیگر مضامین کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک ایک آیت سے بیسیوں معانی و مطالب نکلتے ہیں۔

جہاں تک قرآن کے عملی پروگرام کا تعلق ہے۔ وہ صرف اوامر و نواہی پر مشتمل ہے۔ جو اپنے مقام پر تو نہایت صاف و واضح ہیں۔ مگر اس حکیم و بصیر نے انسانی عقل و فکر اور فہم و فراست کے امتحان کے لئے انہیں دوسرے مضامین قرآن میں مخلوط کر کے اس سے انسان کو آگاہ کر دیا ہے کہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وہی ہے جس نے آپ پر یہ کتاب اتاری

مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ج وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ م

(آل عمران ۱/۳)

ہے۔ اس میں بعض محکم آیتیں ہیں یعنی ان کے معنی واضح ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں۔ اور دوسری متشابہ آیات ہیں جن کے معنی معلوم یا متعین نہیں، سو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ گمراہی پھیلانے کیلئے اور مطلب معلوم کرنے کی خاطر متشابہات کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس سے ظاہر ہے کہ قرآن پاک میں دو قسم کی آیات پائی جاتی ہیں ایک محکمات جو قرآن کی تمام تعلیمات کی جڑھ اور احکام و اصول ہیں جن کے معنوں میں کسی قسم کا ہیر پھیر نہیں اور جو سرمایہ علم و عمل ہیں۔ اس لئے جو شخص بھی احتیاط و استقلال کے ساتھ اوامر و نواہی کے قائم کردہ راستہ اور مقررہ حدود کے اندر اندر چلتا جائیگا وہ بلا خوف و خطر "مقام صالحین" تک جا پہنچیگا اور جس نے اس میں ذرا غفلت و بے پرواہی کی۔ اسکا انجام اس مسافر کی طرح ہونا یقینی ہے۔ جو پہاڑ پر چڑھتے وقت پختہ و صاف سڑک کو چھوڑ کر پیچ در پیچ راستہ اختیار کر کے وحشی جانوروں کی خوراک یا پہاڑ کی عمیق غاروں کا لقمہ بن جاتا ہے اور جس نے احکام و اصول کی

پیروی چھوڑ کر متشابہات کا مطلب معلوم کرنے یا ان کی تاویلات کرنے کی کوشش کی تو اس کا حشر اس مسافر کا سا ہوگا۔ جو سیدھے راستہ سے بھٹک کر اس وسیع اور گھنے جنگل میں داخل ہو جائے جہاں عمر بھر سر ٹپکتا پھرے۔ مگر باہر نہ نکل سکے۔

اس لئے اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ تعلیماتِ قرآن کی عوام الناس میں نہایت ہی سہل اور سادہ دلچسپ اور پسندیدہ طریقہ سے نشر و اشاعت کی جائے۔ تاکہ ان کو براہِ راست ان پر غور و فکر کا موقعہ مل سکے اور وہ اس پر بہ آسانی عمل پیرا ہو سکیں۔ بحمداللہ کہ اس ضرورت کا احساس اب روز بروز بڑھ رہا ہے۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے مختلف طبقوں سے عملی کوششیں ہو رہی ہیں۔ "احکام قرآنی" بھی اس غرض و مصلحت کے ماتحت مرتب کی گئی ہے۔

عوام کی سہولت و آسانی کے لئے اس کتاب میں قرآن کے عملی پروگرام کو دیگر مضامینِ قرآن سے الگ کر کے نہایت ہی آسان اور احسن طریقہ سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور زندگی کے قریباً ہر پہلو مثلاً اعتقادات۔ عبادات۔ واجبات۔ جائزات۔ محرمات اور معاملات وغیرہ پر قرآنی احکام و اصول کسی قدر شرح و تفصیل کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے قریباً تمام قرآنی تعلیمات کا نقشہ بوضاحت آنکھوں

Marfat.com

کے سامنے آجاتا ہے۔ حوالہ کے لئے سورۃ کے نام کے ساتھ رکوع کا نمبر اور نیچے سیپارہ کا نمبر دے دیا گیا ہے صحت و برکت کیلئے ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب رحمہم اللہ تعالےٰ کے ترجمہ قرآن سے پیش کیا گیا ہے اور حواشی کے ساتھ بھی حتی الامکان حوالہ جات درج کر دئے گئے ہیں۔

دعا ہے کہ جس طرح مولا پاک نے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل اپنے خاص فضل و کرم سے مجھ ایسے بے علم و خطا کار کو اس کتاب کی ترتیب و تکمیل کی توفیق بخشی ہے۔ اس طرح ہم سب کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی دولت سے سرفراز فرماوے اور اس پر عمل کرنے کی بھی توفیق بخشے آمین ثم آمین

چھلیک۔ ملتان شہر
یکم ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

خاکپائے بزرگان
عبدالرحمٰن خاں

گذارش

اگرچہ احکام قرآنی حضرت مولانا نیر محمد صاحب جالندھری حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی اور جناب استاد ملتانی کی تسہیل و ترمیم کے بعد طبع کرائی گئی تھی۔ مگر شائع ہونے کے بعد احتیاطاً چند مزید بزرگان دین کی خدمت میں بھی نظر ثانی کے لئے بھیجی گئی۔ تاکہ اگر کہیں کوئی نقص نظر آئے تو اسے دوسرے ایڈیشن میں دور کیا جا سکے۔ چنانچہ سب سے پہلے محترم مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے توجہ کتاب دیکھنے کے بعد چند مقامات پر تشریحی نوٹ ایزاد کرنے کا امر فرمایا۔ تاکہ کسی غلط فہمی کا احتمال نہ رہے۔ بعد ازاں محترم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے کتاب حرفاً حرفاً مطالعہ فرمانے کے بعد چند مقامات پر کچھ ترمیم و تنسیخ کا مشورہ دیا۔ اور چند مقامات پر نوٹ بھی ایزاد فرمائے اور قارئین کرام کی راہنمائی کیلئے یہ سطور تحریر فرمائیں کہ

چونکہ احکام قرآنیہ کی پوری تفسیر جو ان کے سمجھنے کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اس مختصر کتاب میں نہ آ سکتی تھی۔ اس لئے جناب مؤلف نے محض ترجمہ اور معمولی توضیح پر اکتفا فرمایا ہے

لہٰذا حضرات ناظرین احکامِ قرآنیہ خصوصاً وہ احکام جن میں مختلف صورتوں پر مختلف احکام عاید ہوتے ہیں۔ ان کیلئے محض اس کتاب پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان کی تحقیق علماء اہل فتویٰ سے کرلیں اور اس کتاب سے اجمالی فائدہ حاصل کریں کہ بلا واسطہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا ارشاد مسلمان کے پیش نظر ہو کر اس کے لئے عمل کی طرف داعی اور محرک ہو جائے۔ جو سعادتِ کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ ہے۔

اوہر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر جمعیۃ العلماء اسلام سلسلہ تعلیمات قرآن کی تینوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ احکام قرآنی کی نظر ثانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے کرالینی چاہیئے چنانچہ وہ اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں کہ

میں ان کتابوں (تعارفِ قرآنی بصائر قرآنی اور احکامِ قرآنی) کو بالاستیعاب نہیں دیکھ سکا۔ بلکہ قلتِ فرصت اور طویل علالت کے سبب اکثر حصہ کے مطالعہ سے محروم رہا چند متفرق مقامات پر کیفما اتفق نظر ڈالی۔ ان کو صحیح پایا لیکن احکامِ قرآنی میں خصوصیت کے ساتھ اس کی شدید ضرورت ہے کہ کسی عالم مستبصر کو دکھلا دی جائے کیونکہ احکام کی اہمیت کے پیش نظر

ادنیٰ غلطی یا فروگذاشت بھی سخت خطرناک ہے۔ میرے محترم عزیز مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی اس کے اہل ہیں۔ یہ تقریظ لکھتے وقت حسنِ اتفاق سے وہ موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے احکام کا حصہ بالاستیعاب دیکھا ہے اور اس میں جو اغلاط یا کوتاہیاں نظر آئیں۔ ان پر مؤلف کو مطلع کر دیا ہے۔ امید ہے کہ مؤلف محترم ان کی اصلاح کا اعلان کر دیں گے۔"

چنانچہ ان بزرگوں کے مشورہ کے مطابق اس ایڈیشن میں مزید تصحیح کر دی گئی ہے۔ اسلئے جو حضرات اس کتاب کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کے شائق ہیں وہ اسی نسخہ کو ہی پیش نظر رکھیں اور جن تک یہ کتاب یا اس سلسلہ کی دوسری کتابیں پہنچیں۔ وہ اپنے احباب کو بھی ان کا مطالعہ کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

۱۱ مارچ ۱۹۴۷ء

مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

قرآن کن عقائد کی تعلیم دیتا ہے؟

اللہ ایک ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ (اخلاص ۱/۱۱۲) تو کہہ دے کہ اللہ ایک ہے۔

رب ایک ہے

وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (آل عمران ۳/۶۴) اور کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ بناوے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ (فاتحہ ۱/۱) سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا رب[1] ہے۔

---

[1] رب کے معنی صرف پروردگار کے ہی نہیں بلکہ قرآن کی اصطلاح میں مالک و آقا، کفیل و نگراں پروردگار و مختار کار اور سچی معبود کے بھی ہیں۔

اِلٰہ ایک ہے

اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط (النسا ۲۳/۶) بیشک اللہ اکیلا اِلٰہ[1] ہے۔

تین نہیں ہیں

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ ط (النسا ۲۳/۶) سو مانو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔

اللہ کو کسی نے پیدا نہیں کیا

وَلَمْ یُوْلَدْ ۙ (اخلاص ۱/۳) (اللہ کو) کسی نے نہیں جنا۔

اللہ نے کسی کو نہیں جنا

لَمْ یَلِدْ ۙ (اخلاص ۱/۳) (اللہ نے) کسی کو نہیں جنا۔

اللہ کی کوئی بیوی نہیں

اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ط (انعام ۱۳/۶) جب اس (اللہ) کی کوئی عورت نہیں تو اسکا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے۔

اللہ اولاد سے پاک ہے

سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ م (النسا ۲۳/۶) اس کے لائق نہیں ہے کہ اسکی اولاد ہو۔

---

[1] اِلٰہ بتوں اور دیوتاؤں کے بجائے قرآن میں حاجت روا مشکلکشا پناہ دہندہ بہت مدد معاون خبر گیر محافظ مقتدر اعلیٰ۔ فرمانروا۔ فریادرس۔ حامی و ناصر۔ دلی و کارساز۔ خالق۔ رازق۔ مربی۔ منتظم۔ آمر اور شارع وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اللہ کبھی نہیں بھولتا

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۚ (مریم ۴۴) اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے

اللہ کو نیند نہیں آتی

لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (بقرہ ۳۴) نہیں پکڑ سکتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔

دنیا میں اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (انعام ۱۳) اس کو نگاہیں نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا سکتا ہے اور وہ نہایت لطیف اور خبردار ہے۔

قیامت میں اللہ سے کوئی نہیں بول سکتا

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۚ (النبا ۳۷) قدرت نہیں کہ کوئی اس سے بات کرے۔

لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ (النبا ۳۸) (اس سے) کوئی نہیں بولتا مگر جسکو رحمٰن نے حکم دیا[1]۔

سوائے نبی کے اللہ کسی سے نہیں بولتا

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اور دنیا میں کسی آدمی کی طاقت

[1] یعنی کوئی شخص درباراِلٰہی میں بغیر حکم اللہ نہیں بول سکے گا۔

اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ	نہیں کہ اللہ اس سے باتیں کرے
اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا	مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے
(شوریٰ ۵ع)	یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا

اللہ کسی سے نہیں مانگتا

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ	میں اُن سے روزینہ نہیں چاہتا
اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ (الذریت ۳ع)	اور نہیں چاہتا کہ مجھ کو کھلائیں۔

اللہ بے نیاز ہے

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ	(اخلاص ۱ع) اللہ بے نیاز ہے

اللہ عاجز نہیں ہے

وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ (الواقعہ ۲ع)	اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

اللہ محتاج نہیں ہے

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۝	اور وہ سب کو کھلاتا[۲] ہے اور اسکو

[۱] کوئی بشر اپنی عنصری ساخت اور موجودہ قویٰ کے اعتبار سے یہ طاقت نہیں رکھتا کہ خداوند قدوس اس دنیا میں اسکے سامنے ہو کر مشافہۃً کلام فرمائے اور وہ متحمل ہو سکے اسکے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں (۱) بلا واسطہ پردہ کے پیچھے سے کلام فرمائے (۲) بواسطہ فرشتہ کلام فرمائے مگر فرشتہ متجسد ہو کر سامنے نہ آئے (۳) فرشتہ متجسد ہو کر نبی کے سامنے اور اس طرح خدا کا کلام و پیام پہنچا دے (موضح الفرقان)

[۲] کھلانا اشارہ ہے سامان بقا کی طرف یعنی ایجاد و ابقاء دونوں میں سب اسی کے محتاج ہیں اسکو کسی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز میں بھی ہماری احتیاج نہیں پھر اس سے علیحدہ ہو کر کسی کو (باقی صـ۳۶)

(انعام ۲ع) کوئی نہیں کھلاتا۔

اسے کسی کی پرواہ نہیں

فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (آل عمران ۱۲ع) سو اللہ تعالےٰ جہان کے لوگوں کی پرواہ نہیں رکھتا۔

اسے کوئی نہیں تھکا سکتا

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ط (فاطر ۵ع) اور اللہ ایسا نہیں کہ اسے کوئی چیز تھکا (ہرا) سکے۔ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔

اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا

وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا ط (آل عمران ۱۵ع) اور جو کوئی الٹے پاؤں[1] پھر جائیگا تو اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑے گا۔

اس کا ہمیشہ بول بالا ہے

وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا ط (توبہ ۱۳ع) اللہ ہی کا بول بالا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵) مددگار بنانا انتہائی حماقت نہیں تو اور کیا ہے (موضح الفرقان)

[1] جو شخص دین کے راستہ سے پھر جائیگا وہ اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑیگا بلکہ کچھ اپنا ہی نقصان کریگا کیونکہ وہ تو کسی کی مدد کا محتاج نہیں۔ البتہ دین پر چلنے والوں کو اسکا شکر گزار ہونا چاہیے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ان کو صحیح راستہ پر لگا دیا۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمے کنی منت شناس ازو کہ بخدمت گزاشتت

اللہ سے پہلے کوئی نہ تھا

هُوَ الْاَوَّلُ (حدید ۲/۳) اور وہی ہے سب سے پہلا

سب کے بعد اللہ ہی رہے گا

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (حدید ۲/۳) وہی سب سے پہلا ہے اور سب سے پچھلا[1]

ہر چیز فنا ہونے والی ہے

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (قصص ۹/۲۰) بجز اس (اللہ) کی ذات کے سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔

ہر قوم کی میعاد مقرر ہے

لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ (یونس ۵/۱۱) ہر فرقہ کا ایک وعدہ (مقرر) ہے جب ان کا وعدہ آپہنچے گا۔ تو ایک گھڑی نہ پیچھے[2] سرک سکیں گے اور نہ آگے سرک سکیں گے۔

اللہ ہمیشہ رہے گا

وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (طٰہٰ ۳/۱۴) اور اللہ بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے

---

[1] جب کوئی نہ تھا وہ موجود تھا۔ اور جب کوئی باقی نہ رہے گا۔ تو اللہ ہی موجود رہیگا۔

[2] جب کسی فرد یا قوم کی میعاد پوری ہوگئی تو ایک سیکنڈ کی دیر بغیر وہ اپنے انجام کو پہنچ جائیگی

اللہ چھپا ہوا ہے

وَالْبَاطِنُ ج (حدید ۱/۲) اور وہ مخفی ہے۔

اللہ ظاہر بھی ہے

وَالظَّاهِرُ (حدید ۱/۲) اور وہی ظاہر ہے[1]۔

اللہ بندے کے قریب ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط (بقرہ ۲۳/۲) آپ سے جب میرے بندے مجھ کو پوچھیں (تو کہہ دیں کہ) میں تو قریب[2] ہوں۔

اللہ رگِ جاں کے نزدیک ہے

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (ق ۲/۲۶) ہم رگِ گردن (شہ رگ) سے زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔

اللہ ہر وقت ساتھ ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط (حدید ۱/۲) اور جہاں کہیں تم ہو۔ وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اللہ انسانی تخیل سے بالاتر ہے

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ (انعام ۱۲/۶) وہ پاک ہے اور ان باتوں سے بہت دور ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں

---

[1] یعنی ہر چیز اسکی ہستی کی بذاتِ خود ایک دلیل ہے [2] مگر یہ قرب فہم و ادراک سے بالاتر ہے

اللہ کا کوئی ہمنام نہیں

هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝ (مریم ۶۵) تو کسی کو اس کا ہم[1] نام پہچانتا ہے؟

اللہ کا کوئی شریک نہیں

لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ (انعام ۱۶۳) اس کا ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں۔

اللہ ہر شرک سے بالاتر ہے

فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (اعراف ۱۹۰) سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے۔

اللہ فہم و ادراک سے بالاتر ہے

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ ۱۱۰) اس (اللہ) کو ان کا علم[2] احاطہ نہیں کر سکتا۔

---

[1] اللہ کے نام اس کی صفات ہیں یعنی کوئی ہے اس کی صفت کا جس میں اس جیسی صفات موجود ہوں؟ (موضح الفرقان)

[2] جب اللہ تعالیٰ کی صفات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا تو اس کی ذات کی معرفت کیسے ممکن ہے چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کو سمجھ سکنے سے اپنے عجز کا اعتراف ہی اس کی صحیح معرفت ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کیلئے کوئی راہ اپنی جانب بجز معرفت سے عاجز ہونے کے پیدا نہیں کی ؎

جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

اللہ کا کوئی ہمسر نہیں

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (اخلاص ۱/۴)

اور اس کے برابر کا کوئی نہیں۔

اللہ کا کوئی ثانی نہیں

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ (روم ۳/۲۱)

آسمان اور زمین میں اس کی شانِ اعلیٰ[1] (سب سے) اوپر ہے

اللہ بے مثل و بے مثال ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (شوریٰ ۲/۴۲)

اس[2] کی مثل کوئی چیز نہیں۔

اللہ ہر عیب سے پاک ہے

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ (حشر ۳/۲۸)

وہ بادشاہ ہے سب عیبوں سے پاک ذات ہے۔ سالم

---

[1] وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور اونچی سے اونچی شان والا ہے زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس کی صفات غیر متناہی ہیں، اور باقی ہر چیز متناہی ہے بھلا ان کا مقابلہ کہاں؟ جیسا کہ شیخ سعدی علیہ رحمتہ فرماتے ہیں کہ

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم — وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
منزل تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرقِ من و تمثیل من

اللہ کی کاریگری بے عیب ہے

مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝

(الملک ۱/۲۹)

تو خدا کی صفت میں کچھ فرق[1] دیکھتا ہے؟ سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے؟ پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ لے۔ (تیری) نگاہ ذلیل و درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی۔

علمِ الٰہی سب کو محیط ہے

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ

(اعراف ۱۱/۹)

ہمارے رب کا علم[2] ہر چیز کو محیط ہے۔

علمِ الٰہی محاط نہیں ہو سکتا

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

(بقرہ ۳۴/۲)

وہ سب اس کی معلومات میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہی چاہے۔

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں قطعاً کوئی نقص۔ خرابی۔ فرق اور اختلال نہیں پایا جاتا۔

[2] کل مخلوقات کا سارا علم اللہ تعالیٰ کے علم میں سے اتنا ہے جتنا سمندر کے پانی سے وہ قطرہ جو چڑیا کے منہ میں گیا۔

اللہ سب کچھ جانتا ہے

اَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (بقرہ ۲۹/۲)

اللہ تو سب چیزوں کے جاننے والا ہے (یعنی)

اسے ہر چیز کا پتہ ہے

وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا ۝ (انعام ۷/۶)

جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے۔ وہ جانتا ہے کوئی پتا تک نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے۔

اسے ذرہ ذرہ کا علم ہے

وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط (آل عمران ۳/۳)

اس کو معلوم ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

اللہ سے کچھ نہیں چھپا ہوا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝ (آل عمران ۱/۳)

اللہ سے کوئی چیز نہیں چھپی ہوئی زمین میں اور نہ آسمان میں۔

اللہ سے کچھ نہیں چھپایا جا سکتا

وَلَا یَکْتُمُوْنَ اللّٰہَ حَدِیْثًا ۝ (النساء ۶/۵)

اور اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔

ہر چیز اللہ کے سامنے ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔
(الحج ۱۷)

ہر فعل اس کی نگاہ میں ہے

وَاللّٰہُ شَہِیْدٌ عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ ۝ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اللہ کے روبرو
(آل عمران ۹۸) ہے۔

ظاہر و باطن سے واقف ہے

اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ چھپاتے
یُعْلِنُوْنَ ۝ (بقرہ ۹) ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

حال و مستقبل کی خبر رکھتا ہے

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ وہ ان کے تمام حاضر و غائب حالات
(بقرہ ۲۵۵) کو جانتا ہے۔

دلوں کے بھید تک جانتا ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اللہ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم
(آل عمران ۱۲) ہیں۔

اللہ ہی غیب دان ہے

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ جو کوئی آسمانوں

Marfat.com

اَلْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط (النمل ۵/۲۷)

اور زمین میں ہے (خواہ آدمی ہوں فرشتے۔ جن) کسی کو بجز اللہ تعالےٰ کے غیب کا علم نہیں۔

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ط (انعام ۷/۵۹)

اور غیب کی کنجیاں اس کے پاس ہیں کہ اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔

ہر ایک کو بھید نہیں دیتا

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن ۲/۷۲)

(اللہ) بھید جاننے والا ہے۔ سو وہ اپنے بھید (علم غیب) کی کسی کو خبر نہیں دیتا۔ مگر کسی برگزیدہ پیغمبر کو۔

کلی علم غیب اور کسی کو نہیں

قُلْ لَّوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب کی باتیں جان لیا کرتا

لہ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں جاننا چاہیئے کہ انبیاء غیب نہیں جانتے مگر وہی بات جس کی اللہ تعالےٰ ان کو کسی وقت اطلاع دے اور آیت بالا کے پیش نظر علماء حنفیہ نے سرکار دو عالم ﷺ کے کلی علم غیب جاننے کا عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر فرمائی ہے۔

وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ (اعراف ۲۳/۹) تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو کبھی کوئی مضرت (تکلیف) نہ پہنچتی[1]

اللہ سب قوتوں کا مالک ہے

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ (بقرہ ۲۰/۲) بیشک سب قوت حق تعالیٰ ہی کو (حاصل) ہے۔

---

[1] اظہار واقعہ میں خوش عقیدگی کو دخل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ واقعات کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ سرکارِ دو عالمؐ کا علم باقی تمام مخلوق کے مجموعی علم کے مقابلہ میں سمندر و قطرہ کی نسبت رکھتا ہے مگر ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ انہیں کل علم غیب تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ان فرمانوں کی تردید و تکذیب کرنا ہے۔ جن میں اللہ تعالےٰ نے خود فرمایا کہ زمین و آسمان میں تیرے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور جن کا سرورِ کائنات کو اعلان فرمانا ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں غیب جانتا تو اپنے آپ کو آنے والی تکالیف سے بچا لیتا۔ جبرائیل اور نزولِ قرآن ہی لوگوں کے اس عقیدہ کا ابطال کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ کو کل علم غیب تھا اولاً جو بتایا جائے وہ غیب نہیں ہوتا۔ ثانیاً اگر سرکارِ دو جہاں کو کل غیب تھا تو انہوں نے قبل از نزولِ قرآن دنیا کو کیوں قرآن نہ سنا دیا اور احکامِ الٰہی کے نزول کا کیوں انتظار فرماتے رہے اور افک کے واقعہ میں کئی دنوں تک وحی کے کیوں منتظر رہے۔ ثالثاً حضورؐ نے خود ایسے لوگوں کے عقیدہ کی حجۃ الوداع میں یوں تردید فرمائی کہ "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْیَ" یعنی اگر میں پہلے سے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اور حدیث فانک لا تدری ما احدثوا بعدک سے آخر عمر میں کل علم غیب دئے جانے کی بھی تردید ہو جاتی ہے۔

اللہ ہر چیز کا مالک ہے

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ (بقرہ ۳۴/۴) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔

ہر چیز پر اس کی حکومت ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ (یٰس ۸۳/۵) سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے

ہر چیز اس کے قابو میں ہے

وَكَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا (النساء ۱۲۶/۵) اور سب چیز اللہ کے قابو میں ہیں۔

ہر چیز کو تھامے ہوئے ہے

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ (بقرہ ۳۴/۴) اللہ اسکے سوا کوئی الٰہ نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا۔

ہر چیز کا تھامنا اس کے لئے مشکل نہیں

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ (بقرہ ۳۴/۴) اس کی کرسی میں تمام آسمانوں اور زمین کی گنجائش ہے۔ اور اس کو ان کا تھامنا گراں نہیں

ہر چیز اللہ کی مشیّت کے تابع ہے

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا (آل عمران ۹/۳)

جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے خوشی سے یا لاچاری سے اسی کے حکم[1] کے تابع ہے۔

ہر چیز ایک اندازہ پر ہے

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (طلاق ۳/۶۵)

اللہ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

اللہ ہر چیز کا نگہبان ہے

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (ھود ۵/۱۲)

بیشک میرا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔

اللہ ہی سب کا بادشاہ ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ

کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کیلئے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی۔ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا

---

[1] فرشتے اور صالحین خوشی سے احکامِ الٰہی کی متابعت کرتے ہیں اور شیاطین و کفار اللہ کے قہر و عتاب سے مجبوراً نہیں بچ سکتے۔ جو کام مخلوق کی خواہش و ارادہ کے ماتحت نہیں ہوتا۔ وہ بھی حق تعالیٰ کی مشیت و ارادہ کے تابع ہوتا ہے۔

Marfat.com

(بقرہ ۱۳/۴) کوئی حمایتی اور مددگار نہیں۔

نظامِ کائنات اللہ کے ہاتھ میں ہے

اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ — تحقیق اللہ تعالےٰ تھام رہا ہے
اَنْ تَزُوْلَا ج وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ — آسمانوں اور زمین کو۔ کہ ٹل[1] نہ جائیں
اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِہٖ ط — اور اگر ٹل جائیں تو ان کو اس کے
(فاطر ۵/۲۲) — سوا کوئی نہ تھام سکے۔

ہر کوئی اس کے زیرِ اقتدار ہے

وَلَہٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ ط — اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ رات میں
(انعام ۲/۱۳) — اور دن میں آرام[2] پکڑتا ہے۔

ہر وقت اس کا حکم چلتا ہے

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط — اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں[3]
(انعام ۷/۵۷) — (چلتا)

---

[1] یعنی اسی کی قدرت کا ہاتھ ہے جو اتنے بڑے بڑے کرات عظام کو اپنے مرکز سے ہٹنے اور اپنے مقام و نظام سے اِدھر اُدھر سرکنے نہیں دیتا۔ اگر بالفرض یہ چیزیں اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔ تو پھر بجز خدا کے کن کی طاقت ہے کہ ان کو قابو میں رکھ سکے۔
(موضح الفرقان)

[2] یعنی ہر جگہ اور ہر وقت اسی کا قبضہ و اقتدار ہے۔

[3] اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کا حکم اور زور ہر جگہ اور ہر وقت نہیں چلتا ہے۔

اللہ کا حکم سب پر فوقیت رکھتا ہے

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ (مائدہ ۶)

اور اللہ سے بہتر حکم کرنے والا یقین کرنے والوں کے واسطے کون ہے

اس کا حکم ٹلا نہیں کرتا

وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (النساء ۱۷)

اور اللہ کا حکم تو ہو کر ہی رہتا ہے

احکامِ الٰہی چھپانے والے ملعون ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ (بقرہ ۱۹½)

بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں[۲] جو کچھ کہ ہم نے صاف حکم اور ہدایت کی باتیں اتاریں بعد اس کے کہ ہم ان کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ان پر اللہ اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

---

[۱] جو صاحبِ ایمان ہیں وہ احکامِ الٰہی کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو لائقِ التفات نہیں سمجھتے۔ اور جو اللہ کے دروازہ سے بھٹک کر مخلوق کے دروازوں کی خاک چھانتے ہیں۔ ان کے دلوں سے احکامِ الٰہی کی عزت و عظمت ہمیشہ کے لئے اٹھ جاتی ہے اور وہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتے نظر آتے ہیں۔

[۲] ہر حق جاننے والے پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہے جس کی طرف آج کل بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔

Marfat.com

زمین و آسمان سے کوئی نہیں بھاگ سکتا

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ	اے جنوں اور انسانوں کے گروہ!
اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ	اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو آسمانوں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا	اور زمین کے کناروں سے۔ تو
لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ج	نکل بھاگو (مگر) مگر بدوں سند[1]
(رحمٰن ۲/۲۷)	(یا زور) کے نہیں نکل سکتے۔

سب اسی کے بندے ہیں

اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	کوئی نہیں آسمان اور زمین میں
اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ط (مریم ۶/۱۹)	جو اللہ کا بندہ[2] ہو کر نہ آئے۔

ہر شخص پر اس کا زور چلتا ہے

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط	اور اسی کا اپنے بندوں پر زور
(انعام ۲/۶)	(چلتا) ہے۔

---

[1] اگر زمین پر ایک کی بجائے مختلف افراد کی مختلف ملکوں پر حکومت ہو۔ تو قانوناً پاسپورٹ یا پروانہ راہداری کے بغیر ایک ملک کا باشندہ دوسرے ملک میں داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ ایک ملک کا مفرور خفیہ طور پر دوسرے ملک میں داخل ہو کر جان بچا سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی حکومت تمام زمین اور آسمانوں پر ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی اس جیسا دوسرا حاکم ہے نہ کسی کی مملکت۔ اسلئے انسان زمین و آسمان سے کبھی باہر نہیں نکل سکتا۔

[2] یعنی سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بندے ہیں اور بندے ہی کی حیثیت میں اسکے روبرو حاضر ہونگے

اللہ کے مقابلہ میں سب حقیر ہیں

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ — اور وہی (اللہ) سب سے برتر[1] عظمت والا ہے۔ (بقرہ ۳۴/۳)

اللہ کے سامنے سب عاجز و بے بس ہیں

قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ط

آپ کہہ دیجئے کہ پھر اللہ کے آگے کس کا بس چل سکتا ہے۔ اگر وہ مسیح مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ زمین میں ہیں (ان) سب کو ہلاک[2] کرنا چاہیئے۔ (مائدہ ۳/۷)

سب اللہ کے محتاج ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى

اے لوگو تم (سب) اللہ تعالیٰ کے

---

[1] یعنی تمام چیزوں اور سب عقلوں سے برتر ہے اسکے مقابلہ میں سب حقیر ہیں (موضح الفرقان)

[2] اوست سلطاں ہر چہ خواہد آں کند
عالمے را در دمے ویراں کند۔

مگر حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تاکہ ان کی امت بندگی کی حد سے زیادہ نہ چڑھا دے ورنہ نبی اس لائق کاہے کو ہیں۔

اللہ ج (فاطر ۳/۱۵) محتاج[1] ہو۔

سب اُسی کے دروازے کے سائل ہیں

یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں

(رحمٰن ۲۹/۵۵) اس سے مانگتے[2] ہیں۔

اللہ سب کو کافی ہے

قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے خدا

(زمر ۳۸/۳۹) کافی ہے۔

---

[1] جب بلا تخصیص سب اللہ کے محتاج ٹھہرے تو پھر کسی محتاج کو حاجت روا ماننا اور پکارنا حماقت و گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ جبکہ وہ خود بھی قولاً و فعلاً اپنے کو اللہ کا محتاج ظاہر کرتا ہو ؎

کیوں نہ ہم ہوں ملتجی اپنے خدا کے سامنے
عرض حاجت چاہیئے حاجت روا کے سامنے

اس لئے ہر حال میں اسی سے استعانت طلب کرنی چاہیئے جو سب کی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔

[2] ہر شخص بزبانِ حال و قال اس سے اپنی حاجات طلب کرتا ہے اور جو اسکا دروازہ چھوڑ کر اس کے سائلوں کے دروازوں پر بھٹکتا پھرا۔ وہ بالآخر ضرور نامراد ہوا ؎

جو چاہیئے سو مانگئے اللہ سے اے امیر
اس در پہ آبرو نہیں جاتی سوال سے،

اللہ صحیح راہنمائی کرتا ہے

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ آپ کہہ دیں کہ اللہ نے جو راہ بتلائی
(انعام ۹ ع) وہی سیدھی راہ ہے۔

اللہ ہی توبہ کی توفیق بخشتا ہے

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اور اللہ جس کو چاہے گا توبہ نصیب
(توبہ ۲ ع) کرے گا

اللہ ہر ایک کی سنتا ہے

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بے شک تو ہی اصل سننے والا
(آل عمران ۴ ع) اور جاننے والا ہے۔

اسے سب کی پکار پہنچتی ہے

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ بے شک تو ہی دعا[1] کا سننے والا
(آل عمران ۴ ع) ہے۔

---

[1] دعا عجز و انکسار کے اظہار کا نام ہے۔ جو اوب و بندگی کا طریقہ بتلاتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ یعنی اللہ سے دعا و سوال کرنا یہ عبادت کا مغز ہے۔ حق تعالیٰ کی رحمت واسطہ آداب کی پابند نہیں ہے بلکہ ہر وقت ہر جگہ اور ہر حال میں قبولیت دعا کی امید رکھنی چاہیئے۔

کوئی دعا مسترد نہیں ہوتی

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (بقرہ ۲۳/۴)

دعا مانگنے والے کی دعا[1] قبول کرتا ہوں جب مجھ سے دعا مانگے۔

غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز نہیں

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ط (فاتحہ ۱/۴)

ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد[2] چاہتے ہیں۔

---

[1] مگر قبولیت دعا کے ساتھ یہ شرط نہیں کہ وہ اسی وقت قبول ہو اور وہی چیز ملے جس کی طلب کی گئی۔ عموماً اس کا ثمرہ اس وقت مرتب ہوتا ہے۔ بعض اوقات دیر بعد اور شاذ حالات میں آخرت میں۔ مگر وہ یونہی رد نہ جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا کفیل ہے جو وہ اپنے بندہ کے لئے مفید و بہتر جانے۔ مگر کم فہمی کے باعث انسان بسا اوقات ایسی چیز طلب کرتا ہے جو بظاہر تو اچھی ہوتی ہے مگر بباطن اس میں کئی مضرتیں ہوتی ہیں اس لئے وہ اپنی شفقت و رحمت سے مطلوبہ چیز کے بدلے کوئی دوسری بہترین چیز عطا فرماتا ہے۔ اور لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اگر مطلوبہ صورت میں قبول نہیں ہوتی تو کسی دوسری صورت میں اس کا ثمرہ مرتب ہو جاتا ہے۔ اسلئے کسی کو دعا مانگنے سے رک نہ جانا چاہیئے بلکہ برابر اپنے مولیٰ سے مانگتا رہے وہاں نہ کسی چیز کی کمی ہے اور نہ وہ دینے میں کبھی تھکتا ہے۔ بشرطیکہ خلوص عاجزی اور ادب کے ساتھ سوال کیا جائے۔

[2] کسی کو بالذات ممد و معاون سمجھ کر اس سے مدد مانگنا آیت بالا کی روشنی میں سراسر ناجائز ہے۔ البتہ کسی مقبول بندہ کو غیر مستقل سمجھ کر اس سے ظاہری مدد لینا۔ یا اس کو واسطۂ رحمتِ الٰہی بنانا یا اس سے توسل کرنا جائز ہے۔ توسل کا یہ طریقہ ہے دعائی ص۵۵

مدد صرف اللہ کر سکتا ہے

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ (آل عمران ۱۳/۴)

مدد[1] صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے

اللہ کے سوا کوئی مدد نہیں کر سکتا

وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۝ (آل عمران ۱۶۰/۴)

اور اگر اللہ تمہاری مدد نہ کرے تو اسکے بعد پھر ایسا کون ہے جو مدد کر سکے۔

اللہ ہی سب کا کارساز ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ (انعام ۱۰۲/۷)

اور وہ (اللہ) ہر چیز کا کارساز[2] ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴) کہ اے اللہ فلاں بندہ آپ کا موردِ رحمت ہے یا فلاں اعمال آپ کے نزدیک موجب رحمت ہیں اور ہم اس بندہ سے محبت رکھتے ہیں یا ان اعمال پر اعتقاد رکھتے ہیں (کیونکہ موردِ رحمت سے محبت و اعتقاد رکھنا موجب جلبِ رحمت ہوتا ہے) اس لئے ہم پر رحم فرما۔ چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا توسل ثابت ہے۔ جیسا کہ ابن ماجہ میں صلوٰۃ والحاجہ کے باب میں عثمان بن حنیف کی روایت سے ظاہر ہے۔

[1] کسی کو امداد دینے کی نہ مستقل طاقت ہے اور نہ اختیار۔ اگر کسی کے اپنے اختیار میں مدد کرنا ہوتا۔ تو وہ سب سے پہلے اپنی مصیبت و گرفتاری کے وقت آپ اپنی مدد کرتا۔

[2] خدا ہی ہے نہیں اس کے سوا حاجت روا کوئی
خلاف اسکے جو ہو مشرک ہے۔ میں ہوں۔ تم ہو یا کوئی

اللہ ہی سب کا دستگیر ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ (بقرہ ۳۳/۲)	اور اگر اللہ تعالےٰ ایک کو دوسرے سے دفع نہ کرایا کرتا تو زمین فساد سے خراب ہو جاتی۔
قَالَ رَبِّ ..... اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (یوسف ۴/۱۲)	یوسفؑ بولے اے رب اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع[1] نہ کرے گا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔

[1] یوسفؑ نے عورتوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اور کہا کہ اگر تو مجھ سے ان کے مکر کو دور نہ کریگا بلکہ مجھ کو میرے نفس کے سپرد کر دیگا۔ تو مجھ کو کچھ قدرت نفس پر نہیں اور نہ میں اسکے نفع اور ضرر کا مالک ہوں لیکن تیرے حول اور قدرت سے تجھ سے مدد (دستگیری) چاہتا ہوں۔ تو مجھ کو میرے نفس کے حوالے نہ کر کہ میں گناہوں میں پھنس کر جاہلوں میں ہو جاؤں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان کو گناہ سے محفوظ رکھا (ابن کثیر)

آیات بالا سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر شخص بلکہ ہر نبی کی دستگیری کرنیوالا ہے باایں ہمہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو دستگیر مان کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لِلّٰہ کا وظیفہ پڑھا جاتا ہے۔ حالانکہ حضرت موصوف نے خود کبھی دستگیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ نہ ان کی تعلیمات ایسا کہنے یا سمجھنے کی تائید کرتی ہیں نہ اُن کے فیضان سے اصلاح یافتہ بزرگ کسی ایسی تعلیم کی تائید کرتے ہیں جس صاحب کرامت و فراست بزرگ سے احقر نے اولاً اصلاح لی وہ براہ راست حضرت کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں (باقی صفحہ ۵۷)

اللہ کے سوا کوئی مشکلکشا نہیں

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (اعراف ۲۴/۹)	اس (اللہ) کے سوا جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ تمہاری مدد نہیں کر سکتے اور نہ اپنی جان[1] بچا سکتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶) ایک دفعہ غلطی سے انہیں خط میں "پیر و دستگیر" لکھ کر خطاب کیا گیا تو انہوں نے فوراً لکھا کہ "دستگیر صرف اللہ کی ذات ہے اور پیر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو محض (اس اللہ) کے دروازے کا بھکاری اور منگتا ہوں" چنانچہ اس کی تائید خود حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اقوال سے ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ

۱۔ مخلوق کی طرف منہ کرنا بعینہٖ حق تعالےٰ کی طرف پشت کرنا ہے۔

۲۔ جب تک سطح زمین پر ایک شخص بھی ایسا ہے جس کا تیرے دل میں خوف ہو۔ یا اس سے کسی قسم کی توقع ہو۔ اس وقت تک تیرا ایمان کامل نہیں۔

انکے یہ ارشاداتِ عالیہ متذکرہ بالا عقائد کا قطعاً ابطال کرتے ہیں۔ کیونکہ آخر وہ بھی تو مخلوق ہیں جنہیں خوف و توقع سے پکارا جاتا ہے اسلئے انکے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا نہ صرف انکے فرمان کی تکذیب و تردید اور توہین کرنا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی شانِ دستگیری میں شرک کرنا ہے

[1] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکلکشا پکارنے والے اس واقعہ سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ انہیں بروایاتِ صحیحہ اپنی شہادت اور اپنے قاتل کا علم ہو چکا تھا۔ مگر باایں ہمہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یوں مشکل کشائی کی درخواست کی کہ "خدایا میں ان سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں۔ مجھے ان سے راحت دے اور انہیں مجھ سے راحت دے" (ابن سعد) جب کوئی اپنی مشکل حل کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ تو وہ خلاف مشیتِ ایزدی دوسروں کی مشکل کیسے حل کر سکتا ہے۔

وہی فریادرس ہے

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل ۶۲)

بھلا بیکس[1] کی پکار کون سنتا ہے؟ جب اس کو پکارتا ہے۔ تو اللہ سختی دور کر دیتا ہے۔

وہی شفا دینے والا ہے

وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ (شعرا ۸۰)

(ابراہیمؑ نے فرمایا کہ) جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی شفا[2] دیتا ہے۔

وہی پناہ دینے والا ہے

اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ (توبہ ۱۱۸)

اللہ (کے عذاب یا غصہ) سے کہیں پناہ نہیں (مل سکتی)

وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا (کہف ۲۷)

تو اس (اللہ) کے سوا کہیں[3] پناہ کی جگہ نہ پائے گا۔

---

[1] اللہ تعالےٰ اس شخص کی بھی پکار سنتا ہے جس کی پکار کوئی دوسرا سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

[2] ؎ طبیب کا تو فقط کام ہے دوا دینا
خدا کے ہاتھ ہے۔ بیمار کو شفا دینا

[3] خدا کے مجرموں کے لئے کہیں پناہ نہیں۔ ہاں وفاداروں کو پناہ دینے کے لئے اس کی رحمت وسیع ہے۔ (موضح الفرقان)

سب کچھ اللہ سے ملتا ہے

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران ۴) تو ہی سب کچھ دینے[1] والا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں دے سکتا

اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ط (انعام ۵)

اگر اللہ تعالےٰ تمہارے کان اور آنکھیں چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے۔ تو ایسا اللہ کے سوا کون الٰہ ہے جو تم کو یہ چیزیں لا دے (گا)

---

[1] بعض بے بصیرت عالم لوگوں کو یوں گمراہ کرتے ہیں کہ جو کچھ ملتا ہے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ حالانکہ یہ متذکرہ بالا فرمانِ الٰہی کی صریحاً تکذیب ہے اور حضور پُر نور پر قطع رحمی کا الزام عائد کرنا ہے۔ کیونکہ اگر ان کے عقیدہ کے مطابق سب کچھ سرورِ دو جہاں سے ملتا ہے۔ تو پھر انہوں نے خلافت سے امام حسین علیہ السلام کو محروم کر کے یزید علیہ اللعنت کو کیوں نوازا (عیاذاً باللہ) اور جب وہ خود سب کچھ بانٹنے والے تھے اور ہر چیز ان کے قبضہ و قدرت میں تھی۔ تو پھر آپ نے اس کی یوں تردید کیوں فرمائی کہ انما انا قاسم واللہ یعطی یعنے اللہ دینے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں ؎

تمہیں جو مانگنا ہے اے رسا اللہ سے مانگو
بڑی سرکار ہے اس کی بڑا وہ دینے والا ہے

Marfat.com

اللہ جسے چاہے ملک عطا کرے

وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ مَنْ یَّشَآءُ ط (بقرہ ۳۷/۲) اور اللہ جس کو چاہے[1] اپنا ملک دیتا ہے۔

جسے چاہے بے حساب رزق دے

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ہ (آل عمران ۳/۳) اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دے۔

جسے چاہے گدا کر دے

وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز (آل عمران ۳/۳) اور جس سے چاہے سلطنت چھین لیوے۔

جسے چاہے بخش دے

یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ (مائدہ ۳/۶) جس کو چاہے بخش دے۔

جسے چاہے عذاب کرے

وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ط (مائدہ ۳/۶) اور جس کو چاہے عذاب کرے۔

---

[1] من یشاء سے یہ مراد نہیں کہ مولا پاک ایک مطلق العنان بادشاہ کی طرح جو کچھ چاہے بغیر کسی اصول و قاعدہ کے کرتا ہے بلکہ خداوند تعالےٰ کی مشیت ہمیشہ عدل کے مطابق ہوتی ہے۔

اللہ کے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ص (آل عمران ۱۴/۴) اور اللہ کے سوا کون گناہ بخشنے والا ہے؟

اللہ جسے چاہے سیدھی راہ چلائے

يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بقرہ ۱۷/۲) جس کو چاہے سیدھی راہ چلائے۔

جسے چاہے بزرگی دے

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط (آل عمران ۷۳/۳) تو کہہ دے کہ بڑائی اللہ کے ہاتھ میں ہے جسکو چاہے دیتا ہے۔

جسے چاہے ہدایت دے

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط (ابراہیم ۴/۱۳) جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے۔

جسے چاہے عزت بخشے

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ (آل عمران ۲۶/۳) اور جس کو چاہے عزت دیوے۔

جسے چاہے ذلت دے

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط (آل عمران ۲۶/۳) اور جس کو چاہے ذلیل کرے۔

ذلیل کو کوئی معزز نہیں بنا سکتا

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط اور جس کو اللہ ذلیل کرے اسے

(حج ۲/۱۷) کوئی عزت دینے والا نہیں۔

جسے چاہے سمجھ عنایت کرے

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ج جس کو چاہے سمجھ عنایت

(بقرہ ۳۷/۳) کرے۔

جسے چاہے گمراہ کردے

فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ پھر جس کو چاہے راستہ سے بھٹکا

(ابراہیم ۱/۱۳) دیتا ہے۔

اللہ سب کچھ کرسکتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ بے شک اللہ ہر چیز پہ قادر

(بقرہ ۲/۱) ہے۔

جو چاہتا ہے سو کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ط بے شک اللہ جو چاہے سو کرتا

(الحج ۲/۱۷) ہے۔

جو چاہتا ہے ہو جاتا ہے

وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ اور جب (اللہ) کسی کام کو حکم کرتا

كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ ہے تو اس کو یہی فرماتا ہے کہ ہو جا

(بقرہ ۱۴/۱) پس وہ ہو جاتا ہے۔

چشم زدن میں ہوتا ہے

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ بِالْبَصَرِ (قمر ۳/۲۷) — اور ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے۔ جیسے نگاہ[1] کی جھپک

اللہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں

لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ (انبیاء ۲/۲۳) — (اللہ) جو کرے اس سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے باز پرس کی جا سکتی ہے۔

اللہ ہی بندوں پر مختار ہے

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ (کہف ۵/۱۵) — بندوں پر اس کے سوا کوئی مختار نہیں۔

ہر جگہ اللہ کا اختیار چلتا ہے

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (کہف ۵/۱۵) — یہاں سب اختیار اللہ سچے کا ہے۔

سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا (رعد ۴/۱۳) — بلکہ سب کام تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں

---

[1] یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں۔ کسی چیز کے بنانے یا بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی نہ کچھ مشقت ہوتی ہے (توضیح الفرقان)

اور کسی کے اختیار میں کچھ نہیں

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (اے پیغمبر، تیرا کچھ اختیار[1] نہیں۔) عمران ۱۳/۴

ارباب من دون اللہ بھی بے اختیار ہیں

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيٰوةً وَلَا نُشُورًا ۝

(لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اور ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو (خود) کچھ نہیں بناتے بلکہ وہ خود بنائے گئے ہیں اور خود اپنے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کا)

---

[1] حق تعالیٰ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو تربیت فرمائی کہ بندے کو اختیار نہیں اللہ جو چاہے سو کرے (موضح القرآن) اس سے ثابت ہے کہ کسی نبی۔ ولی بزرگ یا پیر کے اختیار میں کچھ نہیں چنانچہ کبھی کسی نے اپنے صاحب اختیار ہونے کا دعویٰ یا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ سب بزرگانِ دین بزبانِ حال وقال اللہ ہی کو صاحبِ اختیار مانتے ہیں۔ ہر وعدہ پر انشاء اللہ کہتے ہیں اور ہر درخواست پر بارگاہِ رب العزت میں ہاتھ اٹھا کر سرنگوں ہو کر نہایت الحاح وعاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ طالب کو مطلوب مل جائے۔ اگر وہ بذاتِ خود مختار ہوتے تو انہیں قطعاً ایسا کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر کتنا غضب ہے کہ یہ سب کچھ سننے اور دیکھنے کے بعد یہی کہا جاتا ہے کہ یہ سب پیر صاحب کی عطا اور بخشش ہے۔ انہی نے سب کچھ دیا ہے اور اصل دینے والے کا سرے سے نام ہی نہیں لیتے۔

(فرقان ۴) اور نہ مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ جینے کا۔ اور نہ دوبارہ (یعنے بعد مرگ) جی اُٹھنے کا۔

فنا و بقا اللہ کے اختیار میں ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيٰى ۝ (النجم ۴) اور یہ کہ وہی (اللہ تعالیٰ) مارتا ہے اور جلاتا ہے۔

رُلانا ہنسانا اللہ کے اختیار میں ہے

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ (النجم ۴) اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے۔

بیٹا بیٹی دینا اللہ کے اختیار میں ہے

يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۝ (شوریٰ ۵) جس کو چاہے بیٹیاں بخشتا ہے۔ اور جس کو چاہے بیٹے بخشتا ہے۔

ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (الحج ۷) اور ہر کام کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔

کسی کو اپنا انجام معلوم نہیں

قُلْ ..... مَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ (اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے

لہ انسان کا فرض ہے کہ وہ محنت کرتا ہے اسکو بار آور کرنا اللہ کے اختیار میں ہے۔

بِیْ وَلَآ بِکُمْ طاِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا یُوْحٰٓی اِلَیَّ (احقاف ۴)

کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ مجھ سے اور تم سے (بالآخر) کیا ہونا ہے۔ میں تو اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو حکم آتا ہے۔

ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے

وَکُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ (القمر ۲)

اور ہر کام کا وقت ٹھہرا (مقرر کر) رکھا ہے۔

ہر خبر کا وقت مقرر ہے

لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (انعام ۵)

ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے (وقت آنے پر) اس کو جان لوگے۔

اللہ سب خوبیوں کا مالک ہے

قُلِ اللّٰھُمَّ ..... بِیَدِکَ الْخَیْرُ (آل عمران ۳)

تو کہہ یا اللہ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔

لہ آخرت کا معاملہ مولا پاک کے ہاتھ میں ہے وہی جانتا ہے کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ انسان کو اس بحث میں پڑنے کی بجائے احکام الٰہی کی تعمیل کی فکر کرنی چاہیئے اور اللہ سے بہتری کی امید رکھنی چاہیئے۔

اللہ کسی کی حق تلفی نہیں کرتا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ (النساء ۵/۶) بیشک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر حق نہیں رکھتا۔

کسی کی محنت ضائع نہیں کرتا

لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ (آل عمران ۲۰/۴) تم میں سے کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

اللہ ظالم نہیں ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْئًا (یونس ۵/۱۱) اللہ تعالےٰ لوگوں پہ کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔

لوگ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں

وَلٰکِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝ (یونس ۱۱/۵) لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں۔

ہر شخص پہ نگہبان مقرر ہے

اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ ط (طارق ۱/۳۰) کوئی شخص ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان (فرشتہ مقرر) نہ ہو۔

اللہ سب کا خالق ہے

قُلِ اللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (رعد ۲/۱۳) کہہ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

اللہ سب کا وارث ہے

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (آل عمران ۱۸۰)

زمین و آسمان کا اللہ ہی وارث ہے۔

اللہ سب کا رازق ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (صود ۱۲)

اور جو کوئی زمین پر چلنے والا ہے اس کی روزی اللہ تعالےٰ کے ذمہ ہے۔

وہی تنگی و فراخی کرتا ہے

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ (رعد ۳)

اللہ جس کو چاہے زیادہ رزق دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے

اس کے سوا کوئی روزی رساں نہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا (عنکبوت ۲)

تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوجتے ہو۔ وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ ہی صادق القول ہے

وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ (توبہ ۱۴)

اللہ سے زیادہ کون قول کا پورا ہو سکتا ہے۔

اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ۔ (النساء ۱۲۲) اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

اللہ سے بڑھ کر کوئی سچا نہیں

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ۔ (النساء ۸۷) اور اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۔ (بقرہ ۱۶۳) اور تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عبادت صرف اللہ کے لئے ہے

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۔ (زمر ۳) یاد رکھو اللہ ہی کے لئے ہے۔ بندگی خالص[1]۔

اللہ ہی سجدوں کا سزاوار ہے

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ ۔ سجدہ نہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے

---

[1] جو عبادت شرک و ریا سے پاک ہو وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے اور جو عمل اخلاص سے خالی ہو۔ وہ اس کے نزدیک قابل قبولیت نہیں۔

Marfat.com

(حم سجدہ ۵ع)

ان کو بنایا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ط (الحج ۲ع)

تو نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔

ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج (الحدید ۱ع)

سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہیں۔

پکار صرف اللہ کا حق ہے

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ط (اعراف ۳ع)

اس (اللہ) کو اسکے خالص فرمانبردار بن کر پکارو۔

اللہ کے سوا کوئی پکار کا مستحق نہیں

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ط وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ

اسی (اللہ) کا پکارنا سچ ہے اور جن لوگوں کو اس کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ اُن کے کچھ بھی کام نہیں

لہٗ یعنی اسی کو پکار کا سزاوار سمجھو اور اس کے علاوہ کسی کو نہ پکارو۔

إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ط (رعد ۲/۱۳)	آتے (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کسی نے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے کہ وہ اس کے منہ تک آپہنچے۔ اور وہ اس کے منہ تک آنے والا نہیں۔

اللہ تمہاری پکار کا محتاج نہیں

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ج (فرقان ۶/۲۵)	آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اس کو نہ پکارا کرو گے، تو میرے رب کو اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

لہ یعنی پکارنا اسی کو چاہیئے۔ جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ہے۔ عاجز کو پکارنے سے کیا حاصل؟ اللہ کے سوا کون ہے جس کے قبضہ میں اپنا یا دوسروں کا نفع و ضرر ہے؟ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے بلانا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا کوئیں کی من پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ۔ ظاہر ہے کہ قیامت تک پانی اس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں بلکہ اگر پانی اس کی مٹھی میں ہو۔ تب بھی خود چل کر منہ تک نہیں جا سکتا (موضح الفرقان)

لہ مولا پاک کسی کا محتاج نہیں۔ زمانے کسی کی کوئی پرواہ ہے۔ البتہ ہم سراپا اس کے محتاج ہیں۔ اگر ہم نے اس سے منہ پھیرا۔ تو کچھ اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اگر اس سے تعلق کا تنتھے رکھیں گے تو ہمیشہ سرسبز رہیں گے۔

Marfat.com

جن کو پکارتے ہو وہ محض بندے ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ (اعراف ۲۴/۸)	اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔

معبودِ حقیقی کے سامنے وہ اظہارِ بیزاری کرینگے

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لِّیَکُوْنُوْا لَھُمْ عِزًّا ۔ کَلَّا سَیَکْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِھِمْ وَیَکُوْنُوْنَ عَلَیْھِمْ ضِدًّا (مریم ۵/۱۶)	لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے اِلٰہ (معبود) اس لئے پکڑ رکھے ہیں کہ وہ ان کی مدد کریں۔ ہرگز نہیں[۵]۔ وہ تو ان کی عبادت ہی کا انکار کریں گے اور انکے مخالف ہو جائیں گے۔

---

[۵] آج جن کو مدد کیلئے ہر وقت باہتمام پکارا جاتا ہے وہ عین مدد کے دن یعنی یوم حشر میں اپنے پکارنے والوں کی قطعاً کوئی مدد نہ کریں گے۔ بلکہ برملا ان کے اس فعل سے اظہارِ بیزاری کریں گے۔ صاف کہہ دیں گے کہ ہم نے ان کو ایسا کرنے کے لئے کبھی نہ کہا تھا۔ جن ہستیوں کو معبود و مستعان سمجھ کر پکارا جاتا ہے۔ وہ خود قربِ الٰہی کے طالب رہتے ہیں۔ اور مقرب بندوں کی دعا وغیرہ کو حصولِ قرب کا وسیلہ بناتے ہیں جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ (بنی اسرائیل ۵۷/۱۷) یعنی جن کو یہ پکارتے ہیں وہ لوگ خود اپنے رب تک کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کونسا بندہ مقرب ہے۔

غیر اللہ کی پکار لغویت ہے

اَللّٰہُ ھُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ ۔

(لقمٰن ۳۰)

اللہ ہی ہستی کامل ہے اور اس کے سوا جس کسی کو پکارتے ہیں۔ وہ جھوٹ ہے۔

غیر اللہ قطعاً مختار مطلق نہیں

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۔

(فاطر ۲)

اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

معبودانِ باطلہ مکھی کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ۔

(الحج ۷۳)

جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر وہ سارے جمع ہو جائیں۔ تو ہرگز ایک مکھی نہ بنا سکیں گے۔ اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے وہ اس سے نہیں چھڑا سکتے

اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا

وَھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ ۔

(مومنون ۸۹)

اور وہ (اللہ) بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ج (مومن ۴ع۴) — تم کو اللہ سے کوئی بچانے والا نہیں۔

عذابِ الٰہی کوئی نہیں ہٹا سکتا

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ (طور ۱ع۱) — بیشک تیرے رب کا عذاب ہو کر رہیگا اسکو کوئی نہیں ہٹانے والا۔

عذابِ الٰہی سے کوئی نہیں بچا سکتا

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ج (یونس ۱۱) — اور اگر تجھ کو اللہ تعالےٰ کچھ تکلیف پہنچاوے تو اس کو اس کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔

فضلِ الٰہی کو کوئی نہیں روک سکتا

وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (یونس ۱۱) — اور اگر اللہ تجھ کو کچھ بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی پھیرنے والا نہیں۔

لہ جب تم کو مولا پاک نے اپنے کلام پاک کے ذریعہ نشیب و فراز سے آگاہ کر دیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عمل کر کے سمجھا دیا۔ اس کے بعد بھی اگر تم نہ مانو۔ تو پھر قصور کس کا؟ تب تم خود ہی اپنے فعل کے ذمہ دار ٹھیرو گے۔

۲ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی تکلیف کو دنیا میں کوئی نہیں ہٹا سکتا۔

گمراہی سے کوئی نہیں بچا سکتا

وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ط

(مائدہ ۶)

(اے پیغمبر) سو آپ اللہ کے ہاں اس کے لئے کچھ نہیں کر سکتے جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا۔

کوئی کسی کو راہ ہدایت پر نہیں لا سکتا

اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ج وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

(قصص ۶)

(اے پیغمبر) آپ جس کو چاہیں راہ[1] پر نہیں لا سکتے لیکن اللہ جس کو چاہے راہ پر لائے۔ اور وہی خوب جانتا ہے جو ہدایت پکڑیں گے۔

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) کے واسطے بہت سعی کی کہ مرتے وقت تک کلمہ پڑھ لے۔ اس نے قبول نہ کیا۔ اس پر یہ آیت اتری (موضح القرآن) یعنی جس سے تم کو طبعی محبت ہو۔ یا دل چاہتا ہو کہ فلاں کو ہدایت ہو جائے لازم نہیں کہ ایسا ضرور ہو کر رہے۔ آپ کا کام صرف رستہ بتانا ہے۔ آگے یہ کہ کون رستہ پر چل کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے یہ آپ کے قبضۂ اختیار سے خارج ہے اللہ کو اختیار ہے جسے چاہے قبولِ حق اور وصول الی المطلوب کی توفیق بخشے۔ کیونکہ وہی جانتا ہے کہ کون راہ پر آنے والا ہے۔ یا آنے کی استعداد و لیاقت رکھتا ہے۔ اس سے زائد اس مسئلہ میں کلام کرنا اور ابو طالب کے کفر و ایمان کو خاص موضوع بحث بنا لینا (جیسا کہ بے بصیرت علماء کا قاعدہ ہے کہ امر بالمعروف کی بجائے ایسے غیر ضروری مبحث میں لوگوں کا وقت ضائع کرتے ہیں ۱۲) غیر ضروری ہے (موضح الفرقان)

Marfat.com

اللہ کو کوئی سفارش نہیں کر سکتا

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ (بقرہ ۳۴/۲)

ایسا کون ہے جو اس (اللہ) کے پاس[1] سفارش کرے۔

معتوب کی کوئی سفارش نہیں کرتا

وَلَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝ (انبیاء ۲/۱۷)

اور وہ (بندگانِ خاص) سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے اللہ راضی[2] ہو۔ اور وہ اس (اللہ) کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

کوئی کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا

(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ میں

---

[1] اللہ کے ہاں سفارش کرنے کا کسی کو نہ استحقاق ہے اور نہ مجال۔ البتہ جسکو مولا پاک سفارش کا حکم بخشیں گے۔ وہی سفارش فرما دیں گے۔ چنانچہ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیامت کے دن جب طویل مدت سربسجود ہو کر حمد و ثنا کر تو رہیں گے تو اس کے بعد ان کو شفاعتِ امت کی اجازت بخشی جا دے گی۔ اور آپ تب سفارش فرما دیں گے۔

[2] چونکہ اللہ تعالیٰ سے کسی کا ظاہری و باطنی حال مخفی نہیں ہوتا۔ اس لئے بندگانِ خاص اس امر کے پیش نظر ہمہ وقت اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہتے ہیں کہ کوئی حالت اس کی مرضی کے خلاف نہ ہو اور نہ اس کی مرضی معلوم کئے بغیر کسی کی سفارش کرتے ہیں۔

وَلَآ اَخَافُ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط

(اعراف ۲۳/۴)

اپنی ذات کے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ مگر جو اللہ چاہے۔

ہمارے نفع و نقصان کو اللہ بہتر جانتا ہے

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ج وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(بقرہ ۲۶/۲)

اور شاید کہ تم کو بُری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید کہ تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بُری ہو۔ تمہارے حق میں (نافع و مضر کو) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط

(النساء ۱۱/۵)

کہہ دیجئے کہ سب کچھ اللہ کی طرف سے (ہوتا) ہے۔

لہ اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو نہ اپنے اندر "اختیار مستقل" رکھتا ہے نہ "علم محیط" سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں مگر جس قدر اللہ چاہے اتنے ہی پر میرا قابو ہے (موضح الفرقان)

Marfat.com

بھلائی اللہ کی طرف سے ہے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز (النساء ۱۰) تجھ کو جو بھلائی پہنچے سو وہ اللہ کی طرف سے ہے۔

برائی اعمالِ سیئہ کا نتیجہ ہوتی ہے

وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط (النساء ۱۰) اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس[1] کی طرف سے ہے۔

ہر مصیبت پہلے سے لکھی جا چکی ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ کوئی مصیبت[2] نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں پر

---

[1] یعنی شامتِ اعمال ہے۔

[2] حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایسا آدمی تو دنیا میں کوئی نہیں کہ راحت سے کسی قدر خوشی اور مصیبت سے کسی قدر رنج دل پہ نہ لاتا ہو۔ اس لئے مطلب آیت کا یہ ہے کہ رنج اور مصیبت کے وقت بالکل بے صبر ہو جانا اور راحت کے وقت اترانا نہیں چاہیئے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہر طرح کا رنج اور ہر طرح کی راحت تقدیرِ الٰہی کے موافق ہے اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث کا مضمون یہ ہے کہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ نے تمام چیزوں کا حال لوحِ محفوظ میں لکھ لیا تھا" جس کے یہ معنی ہیں کہ مولا پاک نے اپنے علم سے وہ واقعات جو بعد میں ظہور پذیر ہونے تھے۔ لوحِ محفوظ میں لکھ لئے تھے کہ فلاں وقت یہ ہوگا اور فلاں وقت وہ ہوگا۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۔ (الحدید ۲۲/۵۷)

جو لکھی نہ ہو ایک کتاب میں قبل اس کے کہ ہم اس کو دنیا میں پیدا کریں۔

ہر مصیبت اللہ کے حکم سے آتی ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (التغابن ۱۱/۶۴)

کوئی تکلیف بدوں حکم اللہ کے نہیں پہنچتی۔

اللہ ہر طرح آزماتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۔ (بقرہ ۱۵۵/۲)

البتہ ہم تم کو آزمائیں گے کچھ ڈر سے اور بھوک سے اور مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے نقصان سے

ہر شخص کو اپنا مقدر ملے گا

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۔ (توبہ ۵۱/۹)

آپ کہہ دیجئے کہ ہم کو ہرگز نہ پہنچیگا۔ مگر جو کچھ اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔

دستورِ الٰہی نہیں بدلتا

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ ۔

سو تو اللہ کا دستور بدلتا ہوا

تَبۡدِیۡلًا ۝ (فاطر ۴۳) نہ پائے گا۔

کفار مومنین کی بیخ کنی نہیں کر سکتے

وَلَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا ۝ (النساء ۱۴) اور اللہ ہرگز کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ نہ دے گا۔[1]

اقلیت اکثریت پر غالب آسکتی ہے

کَمۡ مِّنۡ فِئَۃٍ قَلِیۡلَۃٍ غَلَبَتۡ فِئَۃً کَثِیۡرَۃًۢ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ (بقرہ ۲۵۰) بارہا اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب ہوئی ہے۔

جس کا اللہ مددگار ہو وہ مغلوب نہیں ہو سکتا

اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ (آل عمران ۱۶۰) اگر اللہ تمہاری مدد کریگا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا۔

ہر شخص نے مرنا ہے

کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ (آل عمران ۱۸۶) ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

---

[1] یعنی جب تک مسلمان احکام الٰہی پر چلتے رہیں گے۔ کافران پر ہرگز غلبہ نہ پا سکیں گے اور جونہی مسلمان اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ کو چھوڑ دینگے ان پر ذلت و مسکنت طاری ہو جائے گی اور ان کے دشمن اور ظالم لوگ ان پر حاکم مقرر کر دیے جائیں گے جیسا کہ آج کل مشاہدہ میں آرہا ہے۔ تاہم بیخ کنی نہیں کر سکتے۔

موت سے کوئی نہیں بھاگ سکتا

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ (النساء ۱۱)

تم جہاں بھی ہوگے۔ موت تمہیں آپکڑے گی۔ خواہ تم مضبوط قلعوں میں بھی محفوظ ہو۔

اللہ کے حکم بغیر موت نہیں آتی

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا (آل عمران ۱۵ ع)

اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نہیں مرسکتا (موت) کا ایک وقت مقرر لکھا ہوا ہے۔

ہر شخص کو کوشش کا پھل ملتا ہے

وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ (نجم ۲ ع)

اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے۔ جو اس نے کمایا (جس کی اس نے کوشش کی)

جیسا کروگے ویسا پاؤ گے

وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (یٰس ۴ ع)

اور تم کو ویسا ہی بدلہ ملے گا۔ جیسے (کام دنیا میں) کرتے رہے۔

حرکت میں برکت ہوتی ہے

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ

اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس

يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۔ (رعد ۱۳/۱۱)

وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں۔

اللہ کے ہاں ایک دن ہزار برس کے برابر ہوگا

وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۔ (الحج ۲۲/۴۷)

اور تیرے رب کے ہاں ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہے تمہارے شمار کے مطابق۔

شیطان کبھی بھلائی نہیں کرتا

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۔ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (بقرہ ۲/۱۶۸)

اور شیطان کی پیروی نہ کرو بیشک وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو تم کو یہی حکم کرے گا کہ برے کام اور بے حیائی کرو اور اللہ پر جھوٹ لگاؤ وہ باتیں جن کو تم نہیں جانتے

اللہ شیطان کا طلسم توڑ دیتا ہے

فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۔ (الحج ۲۲/۵۲)

سو اللہ تعالیٰ شیطان کا ملایا ہوا مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی بات پکی کر دیتا ہے

لہ یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے (موضح القرآن)، قوموں کی زندگیاں اسی طرح شمار ہوتی ہیں یعنی ان کی زندگی کے دن صدیوں کے برابر ہوتے ہیں۔

اللہ کی رحمت غیر متناہی ہے

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ (اعراف ۱۹/۶) اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔

اللہ کی بخشش وسیع ہے

اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ ؕ (النجم ۲/۷) بیشک تیرے رب کی بخشش میں بڑی سمائی ہے۔

اللہ کے انعامات بیشمار ہیں

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ؕ (ابراھیم ۳۴/۵) اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو۔ تو پورے نہ گن سکو۔

اللہ کی باتیں تحریر میں نہیں آسکتیں

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ کَلِمٰتُ اللّٰہِ ؕ (لقمٰن ۲۷/۱۱) اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں (وہ) قلم ہوں۔ اور سمندر ہو اسکی سیاہی اور سات سمندر ہوں اسکے پیچھے (مزید) تو بھی اللہ کی باتیں تحریر ہونے سے ختم نہ ہوں۔

ؕ محدود چیزیں لامحدود کو احاطہ نہیں کر سکتیں۔

Marfat.com

اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے

وَاَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ۝ اور یہ کہ اللہ کا عذاب سخت ہے

(بقرہ ۲۱/۲)

اللہ کی گرفت سخت ہے

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ۝ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت

(بروج ۱۲/۸۵) ہے۔

آگاہ کئے بغیر نہیں پکڑتا

اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی اس واسطے تیرا رب بستیوں کو ان

بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ۝ کے ظلم پر ہلاک کرنے والا نہیں

(انعام ۱۶/۸) (جبکہ) وہاں کے لوگ بے خبر[1] ہوں

اللہ بڑی ڈھیل دیتا ہے

وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا اگر اللہ تعالےٰ لوگوں پر ان کے

كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰی ظَهْرِهَا مِنْ اعمال کے سبب دار و گیر کرتا۔ تو

دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ یُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤی اَجَلٍ زمین پر ایک متنفس بھی نہ چھوڑتا۔

---

[1] یعنی خدا کی یہ عادت نہیں کہ بدوں آگاہ اور خبردار کئے کسی کو اسکے ظلم و عصیاں پر دنیا یا آخرت میں پکڑ کر ہلاک کر دے اسی لئے رسول اور نذیر بھیجے کہ وہ خوب کھول کر تمام جنس وانس کو ان کے بھلے برے اور آغاز و انجام سے خبردار کر دیں (موضح الفرقان)

مُسَمّٰی ح — لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد
(فاطر ۵/۴۴) — مقررہ تک ڈھیل دے رہا ہے۔

شرک ظلمِ عظیم ہے

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ — بتحقیق شرک کرنا ظلمِ عظیم ہے
(لقمٰن ۲/۳۱)

مشرک نہیں بخشا جائیگا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ — بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو
(نساء ۵/۴۸) — اس (اللہ) کا شریک ٹھہرائے

ح جن کمالات کا اختصاص حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ عقلاً و نقلاً ثابت ہے ان کمالات کا کسی دوسرے میں اعتقاد کرنا شرک اعتقادی ہے اور جن معاملات اور افعال کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ثابت ہے وہ بنائے کسی سے کرنا شرک فی العمل ہے (حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

ح اس سے بڑھ کر ظلم عظیم اور کیا ہوگا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے محتاج بندوں کو دستگیر و مشکلکشا بنا کر آقا و غلام کو برابر کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان فرماتے ہیں کہ اگر ایک انسان سے وہ تمام گناہ سرزد ہو جائیں جس قدر کہ زمین و آسمان میں ہوتے ہیں تو اسکی بخشش کی امید ہو سکتی ہے مگر مشرک کی بخشش ناممکن ہے۔ اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو۔ اگرچہ کوئی تجھ کو قتل کرے یا جلا دے۔

جب سراپا عاجز و محتاج انسان وقتی و عارضی حلوت و ملکیت، قبضہ و اقتدار، اختیارات و اعزازات، اور دولت و ثروت میں کسی کو چند لمحوں کے لئے (باقی صفحہ ۸۶ پر)

Marfat.com

مشرک پر جنت حرام ہے

اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ	بیشک جس نے اللہ کا ذات و صفات
اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ	میں شریک ٹھہرایا سو اللہ نے اس پر
(مائدہ ۱۴)	جنت حرام کی اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے

حضرت محمد بشر تھے

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ	(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ میں بھی تم
(کہف ۱۱۰)	جیسا ایک آدمی ہوں (البتہ مجھ پر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵) بھی شریک کرنے کیلئے تیار نہیں بلکہ اپنے جیسا کسی کو دیکھنا پسند نہیں کرتا تو اس قائم دائم کی ذات و صفات میں دوسروں کو کیوں شریک بنایا جاتا ہے کیا نعوذ باللہ من ذالک وہ اس سے بھی گیا گذرا ہے کہ جو اپنے لئے پسند نہیں وہ اس ساری خوبیوں والے کے لئے پسند کیا جائے ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔

ا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ سمجھنا ان کی شان و عظمت کو سراسر گھٹانا ہے۔ فرشتہ سے برائیوں کا صدور ہونا کوئی کمال نہیں کیونکہ وہ ان کا مکلف نہیں۔ مگر ایک انسان کا انسان ہوتے ہوئے اس بلند ترین مقام پر پہنچنا۔ جہاں فرشتے اس کی دربانی کریں۔ ایک بہت بڑا کمال ہے۔

مگر ان کو اپنی طرح کا ایک بشر سمجھنا سراسر ظلم عظیم ہے کیونکہ ہم سراپا خطا کار وہ بالکل منزہ عن الخطا۔ ہم دوسروں کے لئے زحمت وہ سارے جہان کے لئے رحمت۔ ہمارا کلام ہمارے خیالات کا عکس۔ ان کا فرمان سراپا وحی۔ کہاں ذرہ کہاں آفتاب۔

حضور سرکار دو عالم کا مقام بشریت انسانی فہم و ادراک سے اس طرح ورا ورا ہے جس طرح کہ آفتاب۔ جس کو نزدیک سے دیکھنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور اس سے دور رہنے والا اس کی حقیقت و ماہیت کو نہیں پہنچ سکتا۔

وحی آتی ہے۔

سرکارِ دوجہاںؐ اللہ کے رسول ہیں

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ (آل عمران ۱۴۴) اور محمدؐ تو ایک رسول ہیں۔

سرورِ کائنات خاتم نبوت ہیں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (احزاب ۴۰) حضرت محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں۔ اور مہر[1] سب نبیوں پر

[1] یعنی آپ کی تشریف آوری سے سب نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی بس جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اسلئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا گیا۔ جو قیامت تک چلتا رہیگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپ کے امتی کے آئینگے خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاء اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ مگر کوشش جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر آج موسیٰ (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بھی بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند و ستارے سورج کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم احباب میں آفتاب پر ختم ہوتے ہیں۔ اس طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں وجہ آپ رتبی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں (موضح الفرقان) اسلئے حضورؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کذاب کافر اور ملتِ اسلام سے خارج سمجھنا عین ایمان ہے۔

آپ آفتابِ نبوت و ہدایت ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (احزاب ۶/۲۲)

اے نبیؐ ہم نے آپ کو بھیجا بتانے والا۔ اور خوشخبری سنانے والا۔ اور ڈرانے والا اور اس کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ[1]

سارے جہاں کے لئے رحمت ہیں

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء ۱۰۷/۲۱)

ہم نے آپ کو سارے جہانوں کیلئے[2] رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آپ تمام دنیا کیلئے بھیجے گئے

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا ۲۸/۳۴)

(اے پیغمبر) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بھیجا ہے۔

آپ امتی امت کے خواہاں ہیں

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

تمہارے پاس تم میں سے رسول

---

[1] شاید چراغ کا لفظ اس جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ نوح میں فرمایا وجعل الشمس سراجا یعنی آپ آفتاب نبوت و ہدایت ہیں جس کے طلوع ہونے کے بعد کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اس نور اعظم میں محو و مدغم ہو گئیں (موضح الفرقان)

[2] آپ اللہ کا پیغام کسی خاص ملک یا فرقہ کے لئے نہ لائے تھے۔ بلکہ تمام دنیا کو سنانے کے لئے لائے تھے۔

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ — آیا ہے تم کو جو تکلیف پہنچتی ہے۔
(توبہ ۱۶/۱۱) — ان پہ بھاری[1] ہے۔

بھلائی اُمت کے حریص ہیں

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ (توبہ ۱۶/۱۱) — آپؐ تمہاری بھلائی پر حریص[2] ہیں۔

مومنین پر شفیق ہیں

بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ — اور ایمان والوں پر خاص طور پر
(توبہ ۱۶/۱۱) — نہایت شفیق و مہربان ہیں۔

عظمتِ نبیؐ کوئی نہیں گھٹا سکتا

وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ — (اے پیغمبرؐ) تیرا کچھ نہیں
(النساء ۱۷/۵) — بگاڑ سکتے۔

مخالفِ نبیؐ کا مقام جہنم ہے

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ — اور جو کوئی مخالفت کرے رسول

---

[1] جس چیز سے آپ کو تکلیف پہنچتی ہے بوجہ غایت شفقت و رحمت ان کو بھی اس سے ویسی ہی تکلیف ہوتی ہے اسی لئے آپ عمال کو فرمایا کرتے تھے آسانی کرو سختی مت کرو۔

[2] یعنی تمہاری نفع رسانی اور خیر خواہی کی خاص تڑپ، ان کے دل میں ہے آپ کی ہر دم یہ خواہش و آرزو ہے کہ آپ کی امت دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے اور صحیح راستہ پر چل کر حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہو۔ نہ دنیا میں اسے کوئی تکلیف پہنچے اور نہ آخرت میں۔ آپ کو اپنی جان سے زیادہ سرخروئی امت کی فکر ہے۔

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط (النسا ۱۵/۱۷)

کی۔ جبکہ ان پر سیدھی راہ کھل چکی ہے اور سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف چلے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دینگے اور (بالآخر) اس کو جہنم میں داخل کرینگے۔

نبیؐ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج (نسا ۱۱/۵)

جس نے حکم مانا رسولؐ کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔

نبیؐ کے ساتھی ذلیل نہ ہونگے

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج (تحریم ۲/۲۸)

جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کریگا نبیؐ کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ یقین[1] لاتے ہیں۔

نبیؐ پر اللہ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط (احزاب ۵/۲۲)

اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت (درود) بھیجتے ہیں۔

---

[1] یعنی جو کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوازے جائیں گے۔

آپ خلقِ عظیم پر پیدا ہوئے

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ اور آپ بڑے خُلق[1] پر پیدا ہوئے ہیں (قلم ۱/۲۹)

آپ کی پیروی باعثِ فلاح ہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب ۳/۲۱) خدا کے رسول میں تمہارے لئے اچھا نمونہ[2] ہے۔

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ اخلاق و ملکات پر پیدا فرمایا۔ آپ کی زبان قرآن ہے اور آپ اعمال و اخلاق قرآن کی خاموش تفسیر۔ قرآن جس نیکی جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ میں فطرتاً موجود اور جس بدی و زشتی سے روکتا ہے۔ آپ طبعاً اس سے نفور و بیزار رہے۔ پیدائشی طور پر آپ کی ساخت اور تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی کوئی حرکت اور کوئی چیز حد تناسب و اعتدال سے ایک انچ ادھر ادھر ہٹنے نہیں پائی۔ آپ کا حسنِ اخلاق اجازت نہ دیتا تھا کہ بھاوجوں اور کمینوں کے طعن و تشنیع پر کان دھریں۔ فی الحقیقت اخلاق کی عظمت کا سب سے زیادہ عمیق پہلو یہ ہے کہ آدمی دنیا کی معتبر ہستیوں سے معاملہ کرتے وقت خداوند قدوس کی عظیم ہستی سے غافل و ذاہل نہ ہو۔ جب تک یہ چیز قلب میں موجود رہے گی تمام معاملات عدل و اخلاق کی میزان میں پورے اُتریں گے۔ (روح الفرقان)

[2] بزرگ قوتِ ایمان سے مالا مال ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ سے ایک دن ملنے کی اُمید ہے۔ وہ قرآن کے عملی مفسر کے ہر قول و فعل کا اتباع کرتے ہیں۔ اور وہی شخص فلاح دارین پا سکتا ہے۔ جو حضور کی ذات مبع البرکات کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے اور ہر معاملہ میں ان کے نقشِ قدم پر چلتا رہے اور جو اس راستہ سے بھٹک گیا وہ ہمیشہ کے لئے خراب ہوا۔

Marfat.com

معراج نبیؐ جسمانی تھا

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (وہ) پاک ذات ہے جو اپنے بندہ
مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد
الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ اقصا تک لے گیا جس کو گھیر رکھا ہے
مِنْ اٰیٰتِنَا ہ ہماری برکت نے تاکہ دکھلائیں اس
(بنی اسرائیل ۵) کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے۔

لہ جو لوگ محض عقلیات پر چلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں سے ناواقف ہیں وہ سرکارِ دو عالمؐ کے معراج کو روحانی یعنی عالمِ رویا یا حالتِ خواب کا واقعہ بتلاتے ہیں۔ حالانکہ مولا پاک نے اس عظیم و بے نظیر واقعہ کا احوال بیان فرمانے سے قبل ان کی آنکھوں میں یوں سرمۂ بصیرت لگایا کہ میری ذات پاک ہے۔ مجھ میں کوئی نقص یا خرابی نہیں ہے کسی کام کے کرنے سے عاجز نہیں ہوں۔ جو چاہوں سو ہو جائے اور وہ یقیناً نہ ہو۔ تمہارے لئے کوئی واقعہ عجیب و غریب ہو سکتا ہے مگر میری قدرت و مشیت کے سامنے اس کی کچھ حقیقت نہیں جس کو سمجھنے سے تمہاری عقلیں ابھی سے جواب دے چکی ہیں۔ میں اس سے بھی بڑھ کر کچھ اور کر سکتا ہوں۔ اس تمہید کے بعد مولا پاک نے یہ واقعہ بیان فرمایا اور اس میں لفظ عبد استعمال فرمایا ہے اور عبد روح و جسد کے مجموعہ کا نام ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ معراج عالم بیداری میں تھا۔ جمہور سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے کہ حضور پُر نورؐ کو عالمِ بیداری میں بجسدہ الشریف معراج ہوئی جس کے تائید میں کئی احادیث صحیحہ موجود ہیں۔ جس کیلئے اگر نشر الطیب مصنفہ جناب حکیم رحمت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا جائے تو بخوبی روشنی حاصل ہو جائے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

(النجم ۷ پ)

اور پھر انہوں نے اس (جبرائیلؑ) کو ایک بار اور بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اُترتے ہوئے دیکھا۔ اسکے قریب جنت الماویٰ ہے۔ جب چھا رہا تھا اس پیری (کے درخت) پر جو کچھ چھا رہا تھا نہیں بہکی نگاہ۔ اور نہ حد سے بڑھی بیشک دیکھے انہوں نے اپنے رب (کی قدرتوں) کے بڑے بڑے نمونے۔

سب آسمانی کتابیں اور پیغمبر برحق تھے

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ کی طرف بھیجا گیا۔ اور اس پر بھی جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو

(بقرہ ۱۶/۱) دیا گیا۔ اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے۔ اس طرح کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ کے مطیع ہیں۔

اللہ، صحائف، قیامت، پیغمبر اور فرشتوں کا منکر گمراہ ہے

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

(نساء ۲۰/۵)

اور جو کوئی یقین نہ رکھے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور کتابوں پر رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑا۔

قرآن اللہ نے نازل کیا

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝

(مائدہ ۳/۶)

تمہارے پاس اللہ جل شانہٗ کی طرف سے روشن اور واضح کتاب آئی ہے۔

یہ سیدھی راہ بتاتا ہے

يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(احقاف ۳۰/۶)

(یہ کتاب) حق اور راہ راست کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

تمام دنیا کیلئے نصیحت ہے

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (ص ۸۷) — یہ قرآن تو دنیا جہاں کیلئے نصیحت ہے۔

ماننے والوں کیلئے رحمت ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ (بنی اسرائیل ۱۵) — ہم قرآن میں ایسی باتیں نازل کرتے ہیں۔ جن سے روگ دفع ہوں۔ اور جو ایمان والوں کیلئے رحمت ہے۔

منکروں کیلئے زحمت ہے

وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۰) — اور ناانصافوں (منکروں) کو تو اور زیادہ نقصان دیتا ہے

قرآن سے نصیحت لینا آسان ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (قمر ۱) — اور ہم نے سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے۔ پھر ہے کوئی سوچنے والا۔

لوح محفوظ میں محفوظ ہے

وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا (زخرف ۴) — اور تحقیق یہ قرآن ہمارے (اللہ کے)

لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝ (زخرف ۴/۵)

پاس لوحِ محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری (کتاب) ہے۔

اللہ اس کا محافظ ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر ۱/۱۴)

ہم نے آپ پر یہ نصیحت اتاری ہے اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

قیامت کی خبر صرف اللہ کو ہے

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ (اعراف ۲۳/۹)

آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اس کے قائم ہونے کا وقت کب ہے۔ سو کہہ دیجئے کہ اس کی خبر تو میرے رب کے پاس ہے وہی کھول دکھائیگا اس کو اسکے وقت پر۔

قیامت اچانک آئے گی

لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ (اعراف ۲۳/۱۲)

تم پر جب آئے گی۔ تو اچانک آئے گی۔

سب اکٹھے کئے جائینگے

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ

تم جہاں کہیں ہوگے۔ اللہ تم کو

جَمِيعًا ۝ (بقرہ ۱۸/۲) اکٹھا کرلائے گا۔

قیامت میں کسی کو تابِ گویائی نہ ہوگی

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ (ھود ۹/۱۲) جب وہ دن آئیگا۔ کوئی جاندار بات نہ کرسکے گا مگر اس کے حکم سے۔

وہاں معذرت یا توبہ کام نہ آئے گی

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ (روم ۶/۳۱) سو اس دن گنہگاروں کو عذر کرنا نفع نہ دیگا اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاویگا۔

قیامت میں کوئی وکالت نہ کرسکے گا

هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ جَادَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَن يُجَادِلُ اللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَم مَّن يَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ (النساء ۱۶/۵) سنتے ہو۔ تم لوگ دنیا کی زندگانی میں ان (مجرموں) کی طرف سے جھگڑا کرتے ہو۔ پھر اُن کیلئے قیامت کے دن اللہ سے کون جھگڑا کرے گا۔ یا ان کا کون وکیل ہوگا۔

یہ یا ۔۔۔ دن (النساء) کو اس عدالتِ عالیہ میں پیش ہونا ہے جس کا ۔۔۔ کبریٰ علی الاطلاق خود وکیل ہے جہاں چوروں۔ ڈاکوؤں۔ قاتلوں۔ دغابازوں اور مجرموں کو مجرم جاننے کے باوجود کوئی شخص وکالت کرکے نہ چھڑا سکے گا بلکہ جو لوگ آج دنیاوی عدالتوں میں وکالت کرتے ہیں وہ خود اس دن اس عادلِ مطلق کے سامنے بحیثیت مجرم ارباقی ص۔۔۔

اُس دن کوئی کسی کا بوجھ نہ اُٹھائیگا

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط — اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا

(فاطر ۳/۲۲) — بوجھ نہ اُٹھائیگا۔

اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئیگا

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ — اے لوگو اپنے رب سے بچتے رہو

وَاخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ — اور اس دن سے ڈرو کہ کوئی باپ

عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ — اپنے بیٹے کے بدلے کام نہ آئیگا

عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ط — اور نہ کوئی بیٹا ہو جو اپنے باپ کی

(لقمٰن ۴/۳۱) — جگہ کام آئے گا۔ کچھ بھی۔

دوست بھی دشمن ہو جائینگے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ — جتنے دوست ہیں اس دن ایک

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝ — دوسرے کے دشمن ہونگے بجز خدا

(زخرف ۶/۲۵) — سے ڈرنے والوں کے[1]۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) پیش ہونگے نامۂ عمال کی مثل انکے ہاتھ میں انکے اپنے اعضا منشی۔ موکل انکے خلاف گواہ ہونگے۔ ان پر اس وقت ان کو جرح کرنے کا نہ حق ہوگا اور نہ مجال بلکہ مولا پاک خود ان سے سوال فرمائینگے اور اس وقت انہیں یہ تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آئیگا کہ وہ حق کو جھوٹ اور جھوٹ کو حق کر دکھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے

[1] جن کی دوستی اللہ کیلئے تھی وہ کام آئے گی۔

سب کے اعمال تولے جائینگے

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ (انبیاء ۴۷)

اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے پھر کسی جی پر ایک ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ برابر بھی ہوگا۔ تو ہم اس کو حاضر کرینگے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں

زیادہ نیکیوں والے بامراد ہونگے

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (مومنون ۱۰۲)

سو جس کی تول بھاری ہوئی تو وہی لوگ کام لے نکلے۔

قلیل نیکیوں والے نامراد ٹھہرینگے

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ

اور جس کی ہلکی تول نکلی سو وہی لوگ ہیں جو اپنی جان ہار بیٹھے

لہ اور بعض حالتوں میں ایسا بھی ہوگا کہ کثیر نیکیاں محض ریا و نمائش کے سبب مسترد ہو جائینگی قلیل نیکیاں رضا و اخلاص کی وجہ سے مقبول ہو جائینگی اور بعض حالتوں میں بہ سبب عفو و مغفرت صرف ایک صالح عمل کے طفیل کفر و شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دئے جائینگے مگر کسی شخص کو معلوم نہیں کہ اسکے پاس کوئی ایسا عمل بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا ایسا درجہ رکھتا ہو کہ اسکے سبب سب گناہ معاف ہو جائینگے اسلئے کسی حال میں بیفکری نہیں ہونی چاہئے اور نیک اعمال کی کثرت کو بفضل تعالیٰ ضروری باعث فلاح ہے

خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ (مومنون ۶/۱۰۴)

دوزخ ہی میں رہا کرینگے آگ انکے منہ جھلس دیگی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہو رہے ہوں گے۔[۱]

دوزخ جنوں اور انسانوں سے بھری جائیگی

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ (ھود ۱۱/۱۱۹)

یہ کہ البتہ دوزخ بھردونگا جنوں اور انسانوں سے اکٹھے۔[۲]

---

[۱] جس طرح برائیوں کی کثرت نے نیکیوں کی شناخت مشکل بنادی ہے۔ اسی طرح وہاں برائیاں متجسم انسان کو ایسا بدشکل بنادینگی کہ جلتے جلتے بدن سوج جائیگا۔ نیچے کے ہونٹ لٹک کر ناف تک اور اوپر کا ہونٹ پھول کر کھوپری تک پہنچ جائیگا۔ اور زبان باہر نکل کر زمین پر لٹکتی ہوگی جسے دوزخی پاؤں سے روندیں گے اور اس دردناک عذاب کے باوجود انسان مر نہ سکے گا۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے اس کی یہ حالت رہے گی (اللھم احفظنا منہ ومن سائر انواع العذاب)

[۲] دنیا کا کارخانہ مولا پاک نے صرف اپنی صفات جمالیہ وقہریہ دکھانے کے لئے چلایا اور اس میں جن وانسان کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ اسلئے لازمی طور پر عذاب وثواب کی مستحق بھی اللہ کی یہی مخلوق ٹھہرے گی۔ سو جن کے اعمال نیک ہوں گے وہ بہشتوں میں بے فکری سے عیش کر رہے ہوں گے اور جو گنہگار ہوں گے وہ دوزخ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے مگر کوئی مسلمان جسکے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہ رہے گا بلکہ دوزخ کی آگ اسے پاک کرے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اللہ تعالےٰ کا فضل اسے بھی بالآخر جنت میں پہنچا دیگا۔

کفر و اسلام کا معرکہ ہمیشہ رہے گا

وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۔

(بقرہ ۲۷/۲)

اور کفار تو ہمیشہ تم سے لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر قابو پا دیں تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔

اندھی تقلید کبھی نافع نہیں ہوتی

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْہِ اٰبَآءَنَا اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَھْتَدُوْنَ ۝

(بقرہ ۲۱/۲)

اور جب کوئی ان سے کہے کہ اس حکم کی تابعداری کرو جو اللہ نے نازل فرمایا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو تابعداری کریں گے اس کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو دیکھا۔ بھلا اگرچہ ان کے باپ دادے کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ جانتے ہوں۔

لہ جس کا علم و عرفان کتاب و سنت کے تابع ہو اس کی تقلید یقیناً نافع ہوگی جیسے ائمہ اربعہ کی تقلید۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم خلاف حکم خدا ہے تو پھر اس پر نہ چلیے۔ کیونکہ شخص کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور دیا ہے وہ رسومات و بدعات اور احکام الٰہی میں بخوبی تمیز کر سکتا ہے اگر قوت استنباط نہیں تو اہل حق سے دریافت کر کے راہ ہدایت پہ چل سکتا ہے۔

دنیا کی زندگی چند روزہ ہے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط

(عنکبوت ۷/۲۱)

اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے (یعنی محض چند روزہ ہے جیسے کھیل تماشہ تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے)

آخرت کی زندگی حقیقی ہے

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ

(عنکبوت ۷/۲۱)

اور اصل زندگی عالمِ آخرت کی زندگی ہے۔

لوحِ محفوظ میں سب کچھ درج ہے

كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

(ھود ۱/۱۲)

سب کچھ مکمل کتاب (لوحِ محفوظ) میں (لکھا ہوا) موجود ہے۔

طواف صرف صفا مروہ اور کعبہ کا جائز ہے

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ط

(بقرہ ۱۹/۱)

بیشک صفا و مروہ (کی پہاڑیاں) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جو کوئی حج بیت اللہ کا کرے یا عمرہ تو اسکو کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں میں طواف کرے

لہ جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (الحج ۲۹) اور پرانے گھر (کعبہ) کا طواف کریں

۱۵ انکے علاوہ ہر جگہ کا طواف ثواب سمجھ کر کرنا ناجائز اور گناہ ہے عام طور پر جب لوگ قبروں پر جاتے ہیں تو نادانستہ طور پر قبر کے گرد چکر کاٹ کر واپس آتے ہیں یعنی ایک طرف سے گیا اور اسکے گرد چکر لگاتا ہوا دوسری طرف سے واپس آیا یہ گناہ ہے اس میں خاص احتیاط برتنی چاہیئے اور بعض پیر خانقاہوں کے طواف کرتے دیکھے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی ان کے مرید بھی ایسا کرتے ہیں۔ قبر پر جانے کی اجازت محض اسلئے ہے کہ وہاں جاکر انسان عبرت پکڑ سکے اور جو قبریں عالیشان گنبدوں اور قبروں میں بنائی جائیں یا جن قبروں پر یہ انتظام ہو اور اس کے ساتھ راگ اور عرس اور میلوں کا اجتماع ہو۔ وہاں عبرت کی بجائے نفس کی لذت کا سامان ہوتا ہے۔ اس لئے وہاں سرے سے جانا ہی نہیں چاہیئے۔ اگر قبور پر ان چیزوں کی ضرورت ہوتی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کی جناب میں آخیر وقت دعا فرما کر لوگوں کو ان بدعات سے کیوں روکا جب حضورؐ کے مزار مبارک پر ان چیزوں کی اجازت سرکارؐ کی طرف سے نہیں۔ تو دوسروں کیلئے کہاں جائز ہے حقیقت یہ ہے کہ ان کے خلاف شرع رسوم سے صاحب قبر کی روح کو بھی اذیت پہنچتی ہے اور بہت سے گناہوں کی بنیاد پڑتی ہے کہا جاتا ہے کہ حضورؐ نے اپنے مزار کی عظمت و احترام کی خاطر وہاں جمع ہونے سے منع فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن بزرگوں کے مزارات پر یہ کرتوت کئے جاتے ہیں وہ قطعاً عظمت و احترام کے مستحق نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باقی رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد کا سوال حضور کے روضہ اطہر سے گنبدوں کے جواز کا استدلال کرنا غلط ہے۔ کیونکہ حضورؐ تو حسب خصوصیت انبیاء حجرہ شریفہ میں جہاں رحلت فرمائی تھی۔ وہیں مدفون ہوئے تھے۔ اس لئے وہاں قبر پر عمارت نہیں بنائی گئی تھی۔ بلکہ عمارت میں ہی قبر بنی اس لئے اس سے قبروں پر عمارت بنانے کا جواز نہیں نکلتا۔

Marfat.com

باب دوم

کس کی اطاعت کی جائے؟

اللہ تعالےٰ کی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ — اے ایمان والو اللہ جل علا کا حکم[1] (نساء ۵) مانو۔

رسولِ اکرم کی

وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (نساء ۵) — اور رسول مقبولؐ کا حکم[2] مانو۔

مسلم حاکمِ وقت کی

وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج — اور جو تم میں سے حاکم ہوں (ان کا حکم مانو۔ (نساء ۵)

---

[1] اللہ و رسول کی اطاعت باعثِ رحمت اور ان کی نافرمانی موجبِ زحمت ہے۔

[2] کلامِ پاک میں آیا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا اس نے اللہ تعالےٰ کا حکم مانا یعنی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے سرتابی کی۔

کس کی اطاعت نہ کی جائے؟

غافل کی

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (کہف ۲۸/۱۵) — ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کا دل ہم نے اپنی یاد[1] سے غافل کر دیا ہے

مُسرِف کی

وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ (شعراء ۱۵۱/۲۶) — اور مسرفین (حد سے تجاوز کرنیوالے بیباک لوگوں) کا کہنا نہ مانو۔

کافر کی

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ (فرقان ۵۲/۲۵) — سو کافروں کا کہا مت مانو۔

کاذب کی

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ (القلم ۸/۶۸) — جھٹلانے والوں کا کہا نہ مانئے۔

منافق کی

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (احزاب ۴۸/۳۳) — آپ منکروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیں۔

---

[1] یعنی جس کے دل میں یاد الٰہی کی بجائے طلب دنیا ہو۔

بے اعتبار کی

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ اور تو کہا نہ مان کسی قسمیں کھانے

(قلم ۹/۲) والے بے قدر کا

لہ قسم محض اعتبار اور یقین دلانے کے لئے کھائی جاتی ہے اور قسم کھانے والا دوسرے فریق کو تسلی اور اطمینان کی خاطر بالعموم بڑی سے بڑی ہستی یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے جب خدائے بزرگ و برتر کے نام کی قسم کھائی جاوے۔ تو یہ سمجھنا چاہیئے قسم کھانے والے نے گویا اس معاملہ میں خدا تعالےٰ کو اس بات کا گواہ یا ضامن بنایا کہ وہ بہرحال اس حلف کا پابند رہے گا اور قطعاً خیانت و بدعہدی نہ کرے مگر آج کل اس بات کا قطعاً کوئی احساس نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بات بات پر جھوٹی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ اور فریب و دغا مکاری و حیلہ سازی کے لئے اللہ جل شانہ کے نام پاک کو آلہ کار بنا کر اس کی سخت بے حرمتی اور بے عزتی کی جاتی ہے۔

اس لئے ایسے لوگوں پر قطعاً اعتماد نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ان کا کہا ماننا چاہیئے جن کے دلوں سے خدا تعالیٰ کے نام کی عظمت و وقعت اٹھ گئی ہو۔ اور جو جھوٹی قسم کھا لینا ایک معمولی بات سمجھتے ہوں۔

دراصل زیادہ قسمیں کھانے والا اپنے حال پر خود اس بات کا گواہ ہوتا ہے کہ اس کی تجارت و معاملت درست نہیں ہے جس کے سبب لوگوں کے دلوں میں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں رہی۔ اس لئے وہ محض اپنا اعتبار قائم کرنے کی خاطر قسمیں کھاتا چلا جا رہا ہے ؛

کس کا اتباع کیا جائے؟

احکامِ الٰہی کا

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (زمر ۶/۲۴)

اور بہتر بات (قرآن حکیم) پر چلو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اُتری پیشتر اس کے کہ تم پر اچانک عذاب[1] نازل ہو اور تم کو خبر نہ ہو۔

اسوۂ نبیؐ کا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب ۳/۲۱)

خدا کے رسول میں تمہارے لئے (اتباع کا) اچھا نمونہ[2] ہے۔

---

[1] یعنی قرآنی ہدایات پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کر لو۔ ورنہ معائنۂ عذاب کے بعد کچھ بھی تدارک نہ ہو سکے گا۔ نہ کوئی تدبیر بن پڑے گی۔ عذابِ الٰہی اس طرح ایک دم آدبائیگا کہ خبر بھی نہ ہوگی کہاں سے آگیا (موضح الفرقان)،

[2] سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی عملاً تفسیر کر دکھائی ہے۔ اس لئے دین و دنیا کے ہر معاملہ میں آپ کے نقشِ قدم پر چلنا چاہیئے۔ اور دنیا کے تمام عالموں۔ پیروں اور درویشوں کی پیروی پر اتباعِ رسول کو مقدم سمجھنا چاہیئے۔

متبع دین کا

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ج اور راہ چل اس کی جو میرؔ ہا

(لقمٰن ۲۱ ع) رجوع ہوا۔

لہ یعنی جس پیر یا بزرگ کا ہر قول و فعل دین متین کے مطابق ہو۔ وہ قابل تقلید ہے اور اگر وہ پابند شریعت نہیں تو وہ ہرگز اتباع کے قابل نہیں خواہ اس سے ہزاروں کرامتیں بھی ظاہر ہوں۔

آج کل اہل اللہ کی تقلید کی بجائے ان کی پرستش زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے اور رسوم و بدعات کو ترویج دینے والے علماء لوگوں کو یوں گمراہ کرتے ہیں۔ کہ "اللہ والوں سے منہ پھیرنا اللہ سے منہ پھیرنا ہے"۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ انہیں قبلہ و کعبہ اور ملجا و ماویٰ بنا کر ان کو سجدے کرتے رہیں یا انہیں بڑھا چڑھا کر اللہ کا شریک بنا دیں یا اللہ کے تمام اختیارات چھین کر ان کے حوالے کر دیں جیسا کہ عام رواج ہے بلکہ اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ انسان کو اللہ والوں کے نقش قدم پر چل کر ان کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ان کی تعلیم سے روگردانی کرنی چاہیئے آپ دیکھتے نہیں کہ اگر آپ کسی کے نقش قدم پر چل رہے ہوں تو آپ کا منہ پیش کی طرف ہوتا ہے۔ مگر جونہی آپ اس کے نقش قدم پر چلنا چھوڑ کر چند قدم آگے بڑھ جائیں تو آپ انہیں پیٹھ دکھا رہے ہوں گے۔

کس کا اتباع نہ کیا جائے؟

خواہش نفس کا

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى — سو تم دل کی (بُری) خواہش کی
(النساء ۲۰/۵) — پیروی نہ کرو۔

شیطان کا

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ — اور شیطان کی پیروی
(بقرہ ۲۰۸/۲) — نہ کرو۔

شاعر کا

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۭ — شاعروں[1] کی راہ[2] تو بے راہ لوگ
(شعرا ۲۲۴/۱۹) — چلا کرتے ہیں۔

گمراہ کا

وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا — ان لوگوں کے خیالات پر نہ چلو جو
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا — پہلے سے (افراط و تفریط کی وجہ سے)

---

[1] شاعر سے مراد اصطلاح قرآن میں لغو گو۔ تخیل پرست ہے حکیمانہ اور نصیحت آمیز اشعار کہنے والا اس میں داخل نہیں۔ حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔
[2] شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی (موضح القرآن)۔

Marfat.com

عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ ۝ (مائدہ ۱۰/۶) — گمراہ ہو چکے ہیں اور بہتوں کو گمراہ کر گئے اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے

مفسد کا

وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (اعراف ۱۷/۹) — اور مفسدوں[1] کی راہ مت چلنا۔

بے علم کا

وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یونس ۹/۱۱) — اور ان لوگوں کی راہ نہ چلنا جن کو علم[2] نہیں۔

نادان کا

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (جاثیہ ۲/۲۵) — اور نادانوں[3] کی خواہش پر نہ چل۔

---

[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فسق و فجور کے مقامات سے دور رہ کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اسکے عذاب کے محل ہیں۔

[2] حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری اور بسیار دانی پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت اور ابلہی پیدا کرتی ہے۔

[3] حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جاہلوں کی دوستی متغیر الحال اور سریع الزوال ہے اور جاہل کا عمل وبال اور اس کا علم گمراہی و ضلال ہے۔

کس سے دُور رہنا چاہیئے؟

جاہل سے

اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (اعراف ۲۴/۹) اور جاہلوں[۵] سے کنارہ کرو۔

بے عمل سے

ذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا (انعام ۷۰/۶) اور انکو چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا رکھا ہے

کج روش سے

ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ (اعراف ۱۲/۹) ان کو چھوڑ دو جو اس (اللہ) کے ناموں میں کج رَوی[۵] کرتے ہیں۔

ظالم سے

فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ سو یاد آجانے کے بعد تو ظالموں

---

[۵] جاہلوں سے مراد ان بے خبر لوگوں سے ہے جو اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبر کی تعلیم سے بے خبر ہیں۔ [۵] جہالت آمیز حرکتوں کا ارتکاب کرتے ہیں چنانچہ ایام جاہلیت میں عرب کے اندر نہ صرف مرد بلکہ بعض عورتیں بھی لکھی پڑھی موجود تھیں۔ مگر وہ حقائق سے جاہل تھے۔ اسلئے رسمیات و خرافات میں مبتلا تھے۔ [۵] یعنی جو اللہ تعالیٰ کے نام و صفات کا اطلاق غیر اللہ پر کرتے ہیں یا انکے معانی بیان کرتے ہیں بے اصول تاویل یا کھینچ تان کرتے ہیں یا سرے سے اپنی خواہش کے مطابق معنے کرتے ہیں۔ جیسے علماء سو۔ اور گمراہ و بدعقیدہ لوگ۔

Marfat.com

الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (انعام ۶۸) کے ساتھ نہ بیٹھ[۱]۔

مشرک سے

وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (انعام ۱۰۶) اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

کج رَو اقربا سے

لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط (توبہ ۲۳) اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو رفیق نہ بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو ایمان کے مقابلہ میں عزیز رکھیں[۲]۔

---

[۱] ظالموں سے اعراض بہتر ہے اور اگر نصیحت کرنے کی ہمت و استعداد ہو۔ تو پھر ان سے ترک تعلق بہتر نہیں شاید وہ بدبخت نصیحت سن کر اپنے انجام سے ڈر جائیں۔

[۲] جس کے والدین کافر ہوں۔ اور وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ عزیز رکھیں تو اولاد کا بھی فرض ہے کہ دین کی محبت کو والدین کی محبت پر ترجیح دیتے ہوئے ان سے اپنے تعلقات منقطع کر لے۔ البتہ

(۱) جس کافر کے اسلام لانے کی امید ہو اور اس مصلحت سے اس سے تعلق رکھے جائیں۔ تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۲) اگر والدین کافر ہوں اور انہیں مالی امداد کی ضرورت ہو۔ تو مال سے ان کی خدمت کرنے میں کوئی حرج نہیں

(۳) اگر کافر والدین اسلام لانے سے جرم میں اولاد پر جبر تشدد کریں تو اولاد صبر سے کام لے اور ان کا مقابلہ نہ کرے۔

(۴) اگر میدانِ جہاد میں اولاد کو کافر والدین سے مقابلہ کرنا پڑے تو پھر اللہ کی خاطر ان کے مقابلہ میں ڈٹ جائے اور کسی تعلق کو خاطر میں نہ لائے۔

کس سے دوستی رکھنی منع ہے؟

دشمن خدا سے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا	اے ایمان والو میرے اور اپنے
عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ	دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

(ممتحنہ پ۲۸)

دشمن اسلام سے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا	اے ایمان والو۔ جن لوگوں کو تم
الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا	سے پہلے کتاب مل چکی ہے۔ جو
وَّلْعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ	ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین
مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ج	کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو
(مائدہ پ۶)	اور دوسرے کفار کو دوست نہ بناؤ

مغضوب سے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا	اے ایمان والو۔ ان لوگوں سے

کفار سے اس جگہ مراد مشرکین ہیں۔ اس آیت میں اعدا اسلام کی دوستی سے نفرت دلائی گئی ہے خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا مشرک۔ کیونکہ وہ فضل اعمال عاملین یعنی شرائع طہرہ اسلام کو جو خیر دنیوی و اخروی پر مشتمل ہیں کھیل اور تماشہ ٹھہراتے ہیں (ابن کثیر)

Marfat.com

غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (ممتحنہ ۲/۲۸) دوستی نہ رکھو جن پر اللہ تعالیٰ غصہ ہوا

منافق سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۔۔۔۔ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ (آل عمران ۳/۱۱۸)

اے ایمان والو اپنوں کے سوا کسی کو بھیدی (رازداں) نہ بناؤ۔ وہ (منافق) تمہاری خرابی میں کمی نہیں کرتے۔ سن لو تم ان کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں ہیں

یہود و نصاریٰ سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ[۳] بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (مائدہ ۵/۵۱)

اے ایمان والو۔ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے انکی دوستی (اختیار) کرے۔ تو وہ انہی میں سے ہے (یعنی قیامت میں وہ انکے زمرہ سے اُٹھے گا)

---

[۳] اولیاء ولی کی جمع ہے۔ ولی دوست کو بھی کہتے ہیں۔ قریب کو بھی اور ناصر و مددگار کو بھی۔ غرض یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ بلکہ تمام کفار سے جیسا کہ سورۃ نساء (باقی ۔۔۔)

کافر سے

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ (آل عمران ۳/۲۸)	مسلمانوں کو چھوڑ کر مسلمان کافروں کو دوست نہ بنائیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے اس کو اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴) میں تصریح کی گئی ہے مسلمان دوستانہ تعلقات قائم نہ کریں۔ اس موقعہ پر یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ موالات۔ مروت۔ حسن سلوک۔ مصالحت۔ رواداری اور عدل و انصاف یہ سب چیزیں الگ الگ ہیں۔ اہل اسلام اگر مصالحت سمجھیں تو ہر کافر سے صلح اور عہد و پیمان مشروع طریقہ پر کر سکتے ہیں۔ عدل و انصاف کا حکم مسلم و کافر ہر فرد بشر کے حق میں ہے۔ مروت اور حسن سلوک یا رواداری کا برتاؤ ان کفار کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جو جماعت اسلام کے مقابلہ میں دشمنی اور عناد کا مظاہرہ نہ کریں جیسا کہ سورۃ ممتحنہ میں تصریح ہے۔ باقی موالات یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرہ و معاونت تو کسی مسلمان کو حق نہیں کہ یہ تعلق غیر مسلم سے قائم کرے۔ البتہ صورتی موالات جو الآن تقوا نظیم تقاہ کے تحت داخل ہو۔ اور عام تعاون جس کا اسلام اور مسلمانوں کی پوزیشن پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ اس کی اجازت ہے۔

(موضح الفرقان)

لہ جب حکومت و سلطنت۔ جاہ و عزت اور ہر قسم کے تقلبات و تصرفات کی زمام اکیلے خدا ناشناس کے ہاتھ میں ہوتی تو مسلمانوں کو جو صحیح معنی میں اس پر یقین رکھتے ہیں شایان نہیں کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی اخوت و دوستی پر اکتفا نہ کر کے خواہ مخواہ دشمنان خدا کی موالات و مدارات کی طرف قدم بڑھائیں (موضح الفرقان)

Marfat.com

کیا ہونا ممنوع ہے؟

جاہل

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ (انعام ۳۵) — سو تو نادانوں[1] میں سے نہ ہو

نا اُمید

فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ (الحجر ۵۶) — سو تو نا اُمیدوں میں سے مت ہو۔

مشرک

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (یونس ۱۰۵) — اور مت ہو شرک کرنے والوں میں۔

کافر

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (آل عمران ۱۵۶) — تم نہ ہو ان کی طرح جو کافر ہوئے

مغرور

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ — ان جیسے نہ ہو جاؤ جو لوگوں کو

---

[1] جو شخص جس کی رسم و رواج یا تہذیب و تمدن کو پسند کر کے ان سے دوستی یا مشابہت پیدا کریگا۔ وہ قیامت کے دن اسی فرقہ سے اُٹھایا جائیگا۔

وَبَطَرًا وَرِئَآءَ النَّاسِ (انفال ۶) — دکھانے کے لئے گھروں سے اتراتے ہوئے نکلتے ہیں۔

فریب خوردہ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝ (انفال ۴) — ان جیسے مت ہو جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں۔

کاذب

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ فَتَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝ (یونس ۱۱) — اور مت ہو ان میں جنہوں نے اللہ کی باتوں کو جھٹلایا (ایسا نہ ہو کہ) پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا۔

افتراق پسند

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ط (آل عمران ۱۱) — اور تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ ان کو واضح احکام پہنچ چکے ہیں۔

شک کرنے والا

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝ (یونس ۱۱) — سو تو مت ہو شک کرنے والا۔

کس کی مدد کرنی چاہیئے؟

دین حق کی

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ (صف ۲/۲۸)

اے ایمان والو تم اللہ کے (دین) کے مددگار ہو جاؤ۔

کار خیر کی

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ۔ (مائدہ ۱/۲)

نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔

ہم مذہب کی

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ (انفال ۱/۱۰)

اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جبتک کہ وہ (دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف) ہجرت نہ کریں اور اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو انکی مدد کرنا تمہارا ذمہ واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد

کونسی چیزیں حرام ہیں؟

مردہ جانور

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ (مائدہ ۱/۴) حرام ہوا تم پر مردہ[1] جانور (جو اپنی موت سے مرجائے)

بہتا ہوا خون

وَالدَّمُ (مائدہ ۱/۶) اور (بہتا ہوا) ہو

خنزیر کا گوشت

وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ (مائدہ ۱/۴) اور سو کا گوشت (اور اس کی ہڈی کھال۔ پٹھے۔ چربی وغیرہ سب نجس ہیں)

نذر غیر اللہ

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ (مائدہ ۱/۴) اور جس جانور[2] پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے۔

---

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو مردار مچھلی اور ٹڈی اور دو لہو کلیجی اور تلی ہمارے لئے حلال کئے گئے ہیں صرف مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کئے کھانا درست ہے (وقایہ صفحہ ۶۹)

[2] اصل کا لفظ اھلال سے مشتق ہے جس کے معنی آواز بلند کرنے کے ہیں۔ اسلئے لغوی اعتبار سے آیہ بالا کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز بغرض تقرب غیر اللہ کے نام زد کی جائے وہ حرام ہے۔ اور اس آیتہ کی یہی تفسیر حضرت ربیع اور دیگر بہت سے (باقی صفحہ ۱۲۰)

Marfat.com

گلا گھٹنے سے مرنے والا

وَالْمُنْخَنِقَةُ (مائدہ ۱/۱) جو گلا گھٹنے سے مرگیا ہو۔

چوٹ سے مرنے والا

وَالْمَوْقُوْذَةُ (مائدہ ۱/۱) یا چوٹ سے مرگیا ہو۔

گر کر مرنے والا

وَالْمُتَرَدِّيَةُ (مائدہ ۱/۱) یا اونچائی سے گر کر مرگیا ہو۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۹) حضرات نے کی ہے اور یہی صحیح تفسیر ہے جس کی مؤید دوسری آیتہ ہے جس میں ما اہل لغیر اللہ کے ساتھ ما ذبح علی النصب کا ذکر ہے بعض لوگوں کو بعض مفسرین کی تفسیر سے غلطی لگی ہے کہ جب تک غیر اللہ کا نام ذبح کرتے وقت نہ لیا جائے غیر اللہ کے نامزد کرنے سے حرمت نہیں آتی۔ حالانکہ ان مفسرین نے مشرکین کے رواج کے مطابق وہ تفسیر کی ہے۔ اس سے غیر اللہ کے نامزد کرنے کی علت ہرگز مفہوم نہیں ہوتی اور اگر بعض مفسرین کا یہ مدعا تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو یہ دوسرے مفسرین کی تفسیر اور لغوی معنی کے خلاف ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ حلت و حرمت کے مقابلہ کی صورت میں موخر الذکر کو ہی ترجیح ہوتی ہے اور احتیاط بھی اسی میں ہے عام طور پر اس معاملہ میں احتیاط نہیں کی جاتی۔ بلکہ جس بزرگ سے جس کو عقیدت ہوتی ہے وہ بالعموم نذر و نیاز کی چیز بلا تامل اس کے نامزد کرتا ہے مثلاً بیاز جس پیران پیر کی گیارہویں وغیرہ۔ حالانکہ ایسی نامزدگی شرعاً ناجائز ہے۔ اور آیت بالا کی زد میں آتی ہے۔ صحیح طریق یہ ہے کہ صدقہ اور نذر و نیاز وغیرہ میں تقرب حق خوشنودیِ خدا مقصود ہونی چاہیئے۔ اور اشیاء کو اسی کے یعنی اللہ کے نامزد کیا جائے ان کا ثواب چاہے جس مسلمان کو پہنچانا مقصود ہو جائز ہے۔

سینگ لگنے سے مرنے والا

وَالنَّطِيحَةُ (مائدہ ۱/۶) یا سینگ لگنے سے مرگیا ہو۔

درندہ کا کھایا ہوا

وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ (مائدہ ۱/۶) اور جس کو درندہ نے کھایا ہو مگر جس کو تم ذبح کرالو (وہ حلال ہے)

عبادت گاہِ غیر کی نیاز

وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ (مائدہ ۱/۶) اور حرام ہے جو کسی غیر (اللہ) کے تھان پر ذبح ہوا۔

قرعہ سے تقسیم شدہ

وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْاَزْلَامِ (مائدہ ۱/۶) اور جو قرعہ کے تیروں سے تقسیم کرو وہ بھی حرام ہے۔

سود

حَرَّمَ الرِّبٰوا (بقرہ ۳۵/۳) اور سود کو حرام کیا ہے۔

شراب اور جوا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ (بقرہ ۲۵/۲) آپ سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دیں ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔

۱۵۸ قمار سے تقسیم ممنوع نہیں بلکہ وہ جس میں قمار کی صورت ہو ممنوع ہے۔

کون سے کام حرام ہیں؟

بے حیائی کے

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (اعراف ۴)

آپ کہدیں کہ میرے رب نے تمام فحش باتوں کو حرام بنایا ہے ان میں جو اعلانیہ کیجاتی ہیں اور جو چھپکر کیجاتی ہیں

گناہ کے

وَالْاِثْمَ (اعراف ۴)

اور ہر گناہ کی بات کو

زیادتی کے

وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (اعراف ۴)

اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو

شرک کے

وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا (اعراف ۴)

اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ تعالیٰ نے کوئی سند نہیں اتاری

بغیر سند کے

وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (اعراف ۴)

اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاؤ جس کا تم علم نہ رکھو۔

کس کو حلال قرار دیا گیا ہے؟

بیوپار کو

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ — اللہ تعالیٰ نے سوداگری کو حلال
(بقرہ ۳۸/۳) — کیا ہے۔

چرنے والے جانور کو

اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ
(مائدہ ۱/۶)

تمہارے لئے چوپائے مویشی (چرنے والے پالتو جانور) حلال ہوئے سوائے اسکے جو تم کو آگے سنائے جائینگے۔
(جو حرام قرار دئے گئے ہیں)

شکار کئے ہوئے جانور کو

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُکَلِّبِیْنَ تُعَلِّمُوْنَہُنَّ مِمَّا عَلَّمَکُمُ اللّٰہُ

جو شکاری[2] جانور شکار پر دوڑانے کے لئے اس طریقہ سے سدھاؤ۔ جو

---

[1] جیسے گائے۔ بکری۔ بھینس۔ اونٹ۔ ہرنی وغیرہ

[2] شکاری کتے یا باز وغیرہ سے شکار کیا ہوا جانور ان شرطوں سے حلال ہے (۱) شکاری جانور سدھا ہوا ہو (۲) شکار پر چھوڑا جائے (۳) اسے اس طریقہ سے تعلیم دی گئی ہو جس کو شریعت نے معتبر رکھا ہے یعنی کتے کو سکھلایا جائے کہ شکار کو پکڑ کر کھائے نہیں۔ اور باز کو یہ تعلیم دی جائے کہ جب اس کو بلاؤ تو وہ شکار کے پیچھے جا رہا ہو (باقی ص۲۴)

Marfat.com

فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ — اللہ تعالےٰ نے تم کو سکھایا ہے
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ص — وہ جو تمہارے لئے شکار پکڑ رکھیں
(مائدہ ۱/۶) — وہ کھاؤ اور اس پر اللہ کا نام لو۔

ستھری چیز کو

قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ لا — کہہ دیں کہ سب ستھری[1] چیزیں تم
(مائدہ ۱/۶) — حلال ہیں۔

پاکدامن عورت کو

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ (مائدہ ۱/۶) — اور حلال ہیں تمکو پاکدامن مسلمان عو

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) فوراً چلا آئے اگر کتا شکار کو خود کھانے لگے یا باز بلانے سے نہ آئے
سمجھا جائیگا کہ جب اس کے کہنے میں نہیں تو شکار بھی اس کے لئے نہیں پکڑا بلکہ
اپنے لئے پکڑا ہے۔ اس کو حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ جب اس
آدمی کی خو سیکھی تو گویا آدمی نے ذبح کیا۔ (۴) چھوڑنے کے وقت اللہ کا نام لو یعنی
بسم اللہ کہہ کر چھوڑو ان چار شرطوں کی تصریح تو نص قرآنی میں ہوگئی۔ پانچویں شرط
امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک معتبر ہے کہ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کردے۔ کہ خون
بہنے لگے۔ اس کی طرف لفظ "جوارح" اپنے مادہ "جرح" کے اعتبار سے مشعر ہے۔ ان
میں سے اگر ایک شرط بھی مفقود ہوئی تو شکاری جانور کا مارا ہوا شکار حرام ہے۔ ہاں
اگر مر نہ ہو اور ذبح کر لیا جائے تو وہ وما اکل السبع الا ما ذکیتم کے قاعدہ
حلال ہوگا۔ (موضح الفرقان)

[1] جن چیزوں کو دینی یا بدنی نقصان کی خاطر حرام قرار دیا گیا ہے۔ ان کے سوا دنیا
تمام پاکیزہ اور ستھری چیزیں حلال ہیں۔

اہل کتاب کے طعام کو

وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ (مائدہ ½)

اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا انکو حلال ہے (بشرطیکہ اسمیں کوئی شے حرام مثلاً شراب وغیرہ نہو)

اہل کتاب سے شادی کرنے کو

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (مائدہ ½)

اور ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے پاک عورتیں (تم کو حلال ہیں) بشرطیکہ تم انکو قید (نکاح) میں لانے کیلئے مہر ادا کرو۔ نہ کہ مستی نکالنے کو اور نہ چھپی آشنائی کرنے کو (شہوت رانی وہوا پرستی مقصود نہو)

لہ کتابی عورت سے شریعت میں نکاح کرنا جائز ہے مشرکہ سے نہیں مگر یہ یاد رہے کہ ہمارے زمانہ کے نصاریٰ عموماً برائے نام نصاریٰ ہیں ان میں بکثرت وہ ہیں جو نہ کسی کتاب آسمانی کے قائل ہیں۔ نہ مذہب کے۔ نہ خدا کے ان پر اہل کتاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ان کے ذبیحہ اور نساء کا حکم اہل کتاب کا سا نہ ہوگا نیز ملحوظ رہے کہ کسی چیز کے حلال ہونے کے یہ معنی نہیں۔ کہ اس میں فی حد ذاتہ کوئی قسم تحریم کی نہیں۔ لیکن کرخارجی اثرات وحالات ایسے ہوں کہ اس حلال سے منتفع ہونے میں بہت سے حرام کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ کفر میں مبتلا ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ ایسے حلال سے انتفاع کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ (موضح الفرقان)

کن کا احترام لازم ہے؟

اللہ و رسول کا

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۔ (فتح ۹)

تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس (اللہ کے دین یا پیغمبر) کی مدد کرو۔ اور اس کی تعظیم کرو۔

شعائر اللہ کا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ (مائدہ ۱)

اے ایمان والو اللہ کی نشانیوں[1] کی بے حرمتی نہ کرو۔

مبارک مہینوں کا

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

مہینوں کی گنتی کتاب اللہ میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جس روز اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے

[1] یعنی جو چیزیں حق تعالیٰ کی عظمت و معبودیت کیلئے علامات اور نشانات خاص قرار دی گئی ہیں۔ مثلاً حرم محترم بیت اللہ شریف جمرات۔ صفا و مروہ۔ ہدی۔ احرام۔ مساجد۔ کتب سماویہ وغیرہ وغیرہ تمامی حدود فرائض اور احکام دینیہ شامل ہیں (موضح الفرقان)

مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۔ (توبہ ۵)

تھے۔ ان میں چار (ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم۔ رجب) خاص ادب کے مہینے ہیں[1]۔

ہدی کا

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ (مائدہ ۱)

اور نہ اس جانور کی جو کعبہ کی نیاز ہو اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹہ ڈالکر کعبہ کو لے جاویں (بے حرمتی کرو)

حج کرنے والے کا

وَلَآ آٓمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۔ (مائدہ ۱)

اور حرمت والے گھر (بیت اللہ شریف) کی طرف آنے والے کی جو اپنے رب کا فضل اور اسکی خوشی ڈھونڈتے ہیں۔ بے حرمتی نہ کرو[2]۔

---

[1] ان مہینوں میں خصوصیت سے گناہ سے بچنا چاہیئے [2] ہدی کے جانور کے گلے میں پٹہ اسلئے ڈالا جاتا ہے تاکہ لوگ اس سے تعرض نہ کریں بلکہ اسکی تعظیم و احترام کریں [3] یعنی جو مخلص مسلمان حج و عمرہ کے لئے جائیں ان کی تعظیم و احترام کرو اور ان کی راہ میں روڑے مت اٹکاؤ۔

Marfat.com

باب سوم

اللہ کے کیا حقوق ہیں؟

اللہ پر ایمان لانا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ — اے ایمان[1] والو اللہ پر (بلا دلیل)

(النساء ۲) ایمان لاؤ۔

اللہ کی فرمانبرداری کرنا

وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ — اور اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ

(زمر ۶) اور اس کی حکم برداری کرو۔

اللہ کو راضی کرنا

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ — اللہ اور اس کے رسول کو بہت ضرور

---

[1] اٰمِنُوْا جتنا مختصر لفظ ہے مراد کے لحاظ سے اتنا وسیع ہے جس نے بھی ایک دفعہ اٰمنوا کا اقرار کر لیا تو وہ تو تمام احکام الٰہیہ پر عمل کرنے کا پابند ہو گیا۔ جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے عمل ضروری نہیں سمجھتے وہ بڑے دھوکا میں ہیں۔

(توبہ ۹/۶۲) راضی کرنا ہے۔

اللہ کو اچھے نام سے پکارنا

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ اور اللہ کے سب نام اچھے ہیں سو
بِهَا (اعراف ۷/۱۸۰) اس کو وہی نام کہہ کر پکارو۔

اللہ کی حمد و ثنا کرنا

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (اعلیٰ ۸۷/۱) خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا کرنا

اللہ کے متعلق غلط بیانی نہ کرنا

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اللہ جل شانہٗ کی شان میں غلط
(نسا ۴/۱۷۱) بات نہ کہو۔

اللہ پر مثالیں چسپاں نہ کرنا

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ (النحل ۱۶/۷۴) سو اللہ پر مثالیں چسپاں نہ کرو۔

---

[1] گروہ دعویٰ ایمان میں واقعے سچے ہیں تو دوسروں کو راضی کرنے کی کوشش چھوڑ کر اللہ اور رسولؐ کو راضی کرنے کی کوشش کریں (موضح القرآن)

[2] مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے اور یہ لوگ (ارباب من دون اللہ) اسکی سرکار میں مختار ہیں ہمارے کام ان ہی سے پڑتے ہیں۔ بڑی سرکار تک براہ راست رسائی نہیں ہو سکتی یہ مثال غلط ہے۔ جو بارگاہِ احدیت پر چسپاں ہیں۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔ کوئی کام کسی کو اس طرح سپرد نہیں کر رکھا جیسے سلاطین دنیا اپنے ماتحت حکام کو اختیارات تفویض کر دیتے ہیں کہ تفویض تو ارادہ و اختیار باقی ص۱۳۰

ہر حال میں اللہ سے ڈرنا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن ۲/۱۶) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرو

اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (بقرہ ۲۴/۲) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔

اللہ کی راہ میں لڑنا

وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ (مائدہ ۶/۳۵) اور اس کی راہ میں جہاد کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۹) سے کیا لیکن بعد تفویض ان اختیارات کے استعمال میں ماتحت آزاد ہیں۔ کسی مجسٹریٹ کے فیصلہ کے وقت بادشاہ یا پارلیمنٹ کو اس واقعہ اور فیصلہ کی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ نہ اس وقت جزئی طور پر بادشاہ کی مشیت و ارادہ کو فیصلہ صادر کرنے میں قطعاً دخل ہے۔ یہ صورت حق تعالیٰ کے یہاں نہیں۔ بلکہ ہر ایک چھوٹا بڑا کام اور ادنیٰ جزئی خواہ بواسطہ اسباب یا بلا واسطہ اس کے علم محیط اور مشیت و ارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ آدمی ہر کلی جزی کا فاعل اور موثر حقیقی اعتقاد کر کے تنہا اس کو معبود و مستعان سمجھے (موضح الفرقان)

اس میں ان لوگوں کی طرف بھی اشارہ ہے جو وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ کی آڑ میں اسکے بندوں کے سامنے سجدے کر رہے ہوتے ہیں اور اللہ کی بجائے انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تک انکی رسائی کا وسیلہ بنیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ براہ راست کسی کی آرزو یا درخواست معلوم کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تاوقتیکہ اسے جا کر کوئی اس سے مطلع نہ کرے حالانکہ "وسیلۃ" کے معنی کسی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کرنے کا نہیں بلکہ عبادات کے ذریعہ قرب حاصل کرنے کے ہیں جیسا کہ اکابرین سلف حضرت ابن عباس مجاہد ابو وائل حسن وغیرہم کی تفاسیر سے ظاہر ہے

اللہ کا احسان ماننا

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ — اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر

(بقرہ ۲۹/۲) — ہے۔

اللہ کا شکر ادا کرنا

وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ — اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اسی کے

تَعْبُدُونَ ۝ (بقرہ ۲۱/۲) — بندے ہو۔

اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللّٰهَ — یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت[1]

(حم سجدہ ۲/۲۴) — نہ کرو۔

اللہ کے سوا کسی کو نہ پکارنا

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (یونس ۱۱) — اور اللہ کے سوا کسی کو (نہ پکارو[2]

اللہ کا کسی کو شریک نہ بنانا

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا — اور اس (اللہ) کا کسی کو (ذات و

(النساء ۶/۵) — صفات میں) شریک نہ کرو۔

---

[1] اطاعت۔ بندگی اور پرستش

[2] کیونکہ اللہ کے سوا دنیا میں اور کوئی ہستی کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کی بالذات قدرت نہیں رکھتی۔

اللہ کو قسموں کا نشانہ نہ بناؤ

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ (بقرہ ۲۹/۲) اور اللہ کے نام کو اپنی قسمیں کھانے کے لئے نشانہ نہ بناؤ۔

احکام الٰہی کا مذاق نہ اڑانا

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (بقرہ ۲۹/۲) اللہ کے احکام (آیات) کو ہنسی مذاق نہ بناؤ۔

اللہ سے آگے نہ بڑھنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ (الحجرات ۲۶/۱) اے ایمان والو اللہ سے آگے نہ بڑھو۔

حدود اللہ نہ توڑنا

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا (بقرہ ۲۹/۲) یہ (جو) اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو۔

اللہ سے خیانت نہ کرنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ (انفال ۳/۹) اے ایمان والو اللہ سے خیانت نہ کرو۔

یاد الٰہی سے غافل نہ ہونا

وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ (طٰہٰ ۲/۱۶) اور سستی نہ کریو میری یاد میں

رسولؐ کے کیا حقوق ہیں؟

رسولؐ پر ایمان لانا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (النساء ۱۳۶)

اے ایمان والو اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر یقین کرو۔

رسولؐ کی فرمانبرداری کرنا

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر ۷)

اور جو تم کو رسول دیں سو وہ لے لو اور جس سے منع کریں سو اس کو چھوڑ دو۔

رسولؐ کو راضی کرنا

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ (توبہ ۶۲)

اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولؐ مقبول کو راضی کرنا بہت ضروری ہے۔

رسولؐ کا ساتھ دینا

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ

اہل مدینہ اور اس کے اردگرد کے

اللہ و رسول کی رضامندی فی الحقیقت ایک ہی چیز ہے جس بات سے خدا راضی ہو اسی سے اس کا رسولؐ بھی راضی جس بات سے رسولؐ راضی ہو اسی سے خدا بھی راضی اور یہ رضا شریعت محمدی اور سنت نبوی کے اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (توبہ ۱۵/۱۲)

دیہاتیوں کو زیبا نہیں کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں۔

رسولؐ سے آگے نہ بڑھنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات ۲۶/۱)

اے ایمان والو اللہ سے اور اسکے رسولؐ سے آگے[1] نہ بڑھو۔

رسولؐ سے اپنی جان عزیز نہ سمجھنا

وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ (توبہ ۱۵/۱۲)

اور نہ یہ کہ اپنی جان کو اُن (رسول اکرمؐ) کی جان سے عزیز[2] سمجھیں۔

رسولؐ کو تکلیف نہ دینا

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (احزاب ۲۲/۵۳)

اور تم کو جائز نہیں کہ رسول کو تکلیف[3] پہنچاؤ۔

---

[1] اپنی اغراض اور اہواء و آرا کو ان کے احکام پر مقدم نہ سمجھو بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ۔ کیونکہ اللہ و رسول کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا ایسا کرنے میں خواہ کتنی تکلیف اُٹھانا پڑے لیکن اس کا انجام یقینی طور پر دارین کی سرخروئی و کامیابی ہے (موضح الفرقان)

[2] اب بھی جہاں آن رسولؐ کا سوال ہو وہاں جان لڑا دینی فرض ہے۔

[3] جس وقت ہمارے اعمال سرکارِ دو جہاںؐ کے پیش کئے جاتے ہیں تو ہمارے اعمال سیہ کا حال معلوم کر کے آپ کو از حد تکلیف ہوتی ہے۔

رسولؐ کی خیانت نہ کرنا

لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ (انفال ۳/۹) — اللہ اور رسولؐ کی خیانت[1] نہ کرو۔

رسولؐ پر درود بھیجنا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (احزاب ۳۳/۵۶) — اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر رحمت (درود) اور سلام[2] خوب بھیجا کرو۔

---

[1] حقوقِ رسول ادا کرو۔

[2] امام ابن قیمؒ نے درود شریف کے چالیس فوائد ذکر کیے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں

(۱) درود شریف پڑھنے والے پر اللہ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) دس نیکیاں اس کے واسطے لکھی جاتی ہیں۔

(۳) دس درجہ اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

(۴) دس برائیاں اس سے دور کی جاتی ہیں۔

(۵) دعا مانگنے سے پہلے اگر درود پڑھا جاوے تو دعا قبول ہوتی ہے۔ ورنہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے۔

(۶) درود سے حضرتؐ کی شفاعت نصیب ہوتی ہے۔

(۷) گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۸) مشکلیں آسان ہوتی ہیں (دلائل الخیرات)

قرآن کے کیا حقوق ہیں؟

قبل از تلاوت اعوذ پڑھنا

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل ۱۳/۱۶)

سو جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

جس قدر ہو سکے تلاوت کیا کرنا

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (المزمل ۲۰/۷۳)

سو تم جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔

قرآن صاف صاف پڑھنا

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ط (المزمل ۴/۷۳)

اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھیں۔

لے شیطان کی کوشش ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں سے روکے خصوصاً قرآت قرآن جیسے کام کو جو تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے کب ٹھنڈے دل سے گوارا کر سکتا ہے ضرور اس کی کوشش ہو گی کہ مومن کو اس سے باز رکھے اور اس میں کامیاب نہ ہو تو ایسی آفات میں مبتلا کر دے جو قرآت قرآن کا حقیقی فائدہ حاصل ہونے سے مانع ہوں۔ ان سب لغویانہ تدبیروں اور پیش آنے والی خرابیوں سے حفاظت کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ جب مومن قرآت قرآن کا ارادہ کرے پہلے صدق دل سے حق تعالیٰ پر بھروسہ کرے اباتی ص

قرآن خاموشی سے سننا

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (اعراف ۲۴/۹)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگائے رہو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

قرآن پر استہزا سننے سے باز رہنا

اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (نساء)

جب اللہ کی آیات پر استہزا (مذاق) اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کریں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶) اور شیطان مردود کی زد سے بچا کر خداوند قدوس کی پناہ میں آجائے اصلی استعاذہ (پناہ میں آنا) تو دل سے ہے مگر زبان و دل کو موافق کرنے کیلئے مشروع ہے کہ تلاوت میں زبان سے بھی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے (موضح الفرقان)

۱۲ قرآن کی قرأت کا حق سامعین پر یہ ہے کہ پوری فکر و توجہ سے اور کان لگا کر اس کی ہدایات کو سمع قبول سے سنیں اور ہر قسم کی بات پیت شور و شغب اور ذکر و فکر چھوڑ کر ادب کے ساتھ خاموش رہیں تاکہ خدا کی رحمت اور مہربانی کے مستحق ہوں۔ اگر کافر اس طرح قرآن سنے تو کیا بعید ہے کہ خدا کی رحمت سے مشرف بایمان ہو جائے اور پہلے سے مسلمان ہے تو ولی بن جائے یا کم از کم اس فعل کے اجر و ثواب سے نوازا جائے اس آیت سے بہت سے علماء نے یہ مسئلہ بھی نکالا ہے کہ نماز میں جب امام قرأت کرے تو مقتدی کو سننا اور خاموش رہنا چاہئے (موضح الفرقان)

والدین کے کیا حقوق ہیں؟

والدین کا حق ماننا

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ (لقمٰن ۲/۱۴)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کردی ہے (کیونکہ) اسکی ماں نے تھک تھک کر اس کو پیٹ میں رکھا۔ اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا حق[1] ماننے

والدین سے بھلائی کرنا

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (بقرہ ۱/۱۰)

اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔

---

[1] کیونکہ ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری۔ پھر وضع حمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کو تربیت کی۔ اپنے آرام کو اس کے آرام پر قربان کیا لہٰذا ضروری ہے کہ آدمی اولاً خدا تعالےٰ کا اور ثانیاً ماں باپ کا خصوصاً ماں کا حق پہچانے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہے۔ جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔ کیونکہ اس کا حق سب سے مقدم ہے (موضح الفرقان)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۔ (عنکبوت ۱ع)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے

والدین پر خرچ کرنا

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (بقرہ ۲۶ ع ۳)

کہہ دو کہ جو کچھ مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے۔ اور قرابتداروں کا۔

ادب سے بات کرنا

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ (بنی اسرائیل ۳ ع ۱۵)

اور ان سے ادب سے بات کرنا۔

تنگ ترش نہ ہونا

اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (بنی اسرائیل ۳ ع ۱۵)

اگر ان میں ایک یا دونوں تیرے سامنے بڑھاپے[1] کو پہنچ جائیں تو انکو ہوں نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا۔

---

[1] اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ان کی جوانی میں ایسا کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ آج کل مشاہدہ میں آتا ہے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ بڑھاپے میں ان باتوں کا پہلے سے بھی زیادہ اہتمام کیا جائے۔ کیونکہ بوڑھے ماں باپ سے معاملت نباھنی ذرا مشکل ہوتی ہے اسی لئے ابن مسیب نے فرمایا ہے کہ بڑھاپے میں والدین سے اس طرح بات کرو۔ جیسے خطاوار ملازم سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔

انکساری سے پیش آنا

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (بنی اسرائیل ۳/۱۵)

اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا۔

دستور کے مطابق ساتھ دینا

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمٰن ۲/۱۵)

اور اگر وہ دونوں ماں باپ، تجھ سے اس بات پر لڑیں کہ میرا اس چیز کو شریک مانو جو تجھ کو معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان۔ اور دنیا کے معاملات میں ان کا دستور کے موافق ساتھ دے۔

والدین کے لئے دعا کرنا

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل ۳/۱۵)

اور کہہ اے رب ان پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا۔

حقوقِ یتیم کون سے ہیں؟

یتیم کو نہ جھڑکنا

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ط (ضحیٰ ۱۰)

سو جو یتیم ہو۔ اس کو مت جھڑک (بلکہ دلجوئی و خبر گیری کر)

نیک سلوک کرنا

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ (بقرہ ۱۰)

اور ماں باپ سے اور کنبہ والوں سے اور یتیموں اور محتاجوں سے نیک سلوک کرنا۔

اس پر مال خرچ کرنا

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط (بقرہ ۲۶)

کہہ دو کہ جو کچھ مال تم خرچ کرو سو ماں باپ پر اور قرابت والوں پر اور یتیموں۔ محتاجوں اور مسافروں پر خرچ کرو)

اس سے انصاف کرنا

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ ط (نسا ۱۵)

اور یہ کہ یتیموں کے حق میں انصاف پر قائم رہو۔

Marfat.com

یتیم کو اپنی اولاد برابر جاننا

وَلْيَخْشَ الَّذِيْنَ لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوْا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝

(نساء ۱۰)

اور لوگوں کو دوسروں کی اولاد کی (اتنی) فکر کرنی چاہیئے (جیسے) اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جائیں تو ان کی کتنی فکر کریں (کہ شاید ہمارے بعد انکا ایسا حال ہو اس لئے) اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کہیں[1]۔

اس کے کام سنوارنا

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ

(بقرہ ۲۷/۲)

اور آپ سے یتیموں کا حکم پوچھتے ہیں کہہ دیں کہ ان کے کام کا سنوارنا بہتر ہے۔

[1] یہ ارشاد اصل میں تو یتیم کے ولی اور وصی کے لئے درجہ بدرجہ اوروں کو بھی اسکا خیال رہے مطلب یہ ہے کہ اپنے مرنے کے بعد جیسا ہر کوئی اس بات سے ڈرتا ہے کہ میری اولاد کے ساتھ (شاید) سختی اور برائی کا معاملہ کیا جائے ایسا ہی تم کو بھی چاہیئے کہ یتیم کے ساتھ وہ معاملہ کرو۔ جو اپنے بعد اپنی اولاد کے ساتھ پسند کرتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرو اور یتیموں سے سیدھی اور اچھی بات کہو یعنی جس سے نہ انکا دل ٹوٹے اور نہ ان کا نقصان ہو۔ بلکہ ان کی اصلاح ہو۔ موضح الفرقان۔

اسے اپنے ساتھ شریک رکھنا

وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ط (بقرہ ۲۷/۲)

اور اگر (ان کی بہتری کے لئے) ان کا خرچ[1] (اپنے ساتھ) ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

شرکت کے بہانے یتیم کا مال نہ کھانا

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ط اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (نساء ۱۰/۴)

اور ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ نہ کھا جاؤ[2]۔ یہ بڑا وبال ہے

اس کا مال اول بدل نہ کرنا

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ص (نساء ۱۰/۴)

اور (یتیم کے) اچھے مال سے (اپنے) بُرے مال کو نہ بدلو۔

اس کی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرنا

وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ط

اور یتیموں کا مال اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائینگے (اور مال طلب کرینگے)

---

[1] یتیم کا کھانا وغیرہ اپنے ساتھ ملا لینے میں یتیم کا نفع ہوتا ہو۔ تو اس کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے۔

[2] یعنی ولی یا سرپرست یتیم کے مال کی شرکت اس نیت سے نہ کرے کہ اسے مال یتیم کھانے کا موقع مل جائے اور نہ اسکے اچھے مال کو اپنے گھٹیا مال سے تبدیل کرے۔

Marfat.com

Property

(نساء ۶) ضرورت سے زیادہ اور حاجت سے قبل نہ کھاجاؤ۔[1]

غنی کو مال یتیم سے حق الخدمت نہ لینا

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۔ (نساء ۶)

اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو خود کو (حق الخدمت لینے سے، بالکل بچائے اور جو شخص محتاج ہو۔ تو وہ (بطور حق الخدمت مالِ یتیم سے) دستور کے موافق (مناسب مقدار میں کھالے۔

مال یتیم میں تصرف بیجا نہ کرنا

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (انعام ۱۹۲)

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ[2] مگر ایسے طریقہ سے جو کہ مستحسن ہو۔

---

[1] یتیم کے مال کو اس اندیشہ کے پیش نظر بلا ضرورت بیجا خرچ نہ کرو کہ تم اسے حساب دینے یا مال واپس کرنے سے بچ جاؤ۔

[2] ولی یا سرپرست مال میں کسی قسم کا تصرف نہ کرے یعنی اسے کسی اپنے استعمال میں نہ لائے۔ اگر اس کے استعمال میں لانے سے یتیم کا فائدہ ہو جیسے تجارت وغیرہ میں لگانا۔ تو اس کی اجازت ہے۔

نادانی کے زمانہ میں مال یتیم کو نہ دینا

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (نساء ۱۰)

اور کم عقلوں کو اپنے وہ مال نہ دو[1] جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مایہ زندگانی بنایا ہے (البتہ) انکو اس میں سے کھلاتے اور پہناتے رہو۔ اور ان سے معقول بات کہتے رہو۔

یتیم کے عقل و شعور کو آزماتے رہنا

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (نساء ۱۰)

اور یتیموں کو آزماتے[2] رہو۔ یہانتک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں۔

ہوشیار یا جوان ہونے پر مال یتیم کے حوالے کر دینا

فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا (نساء ۱۰) (یا)

پھر اگر ان میں ہوشیاری دیکھو

---

[1] یعنی جب تک کہ وہ یتیم لڑکے سن شعور کو نہ پہنچیں ان کو ان کا سامان معیشت حوالے کرو۔ اور اس وقت تک ان کو کھلاتے پلاتے رہو اور انہیں تسلی دو کہ یہ تمہارا مال تمہارے حوالے ہوگا۔

[2] یعنی خرید و فروخت کر کر انکو آزمایا جائے کہ یہ اپنا نفع و نقصان سمجھنے کے قابل ہوئے ہیں یا نہ

حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ ج (انعام ۱۹/۱۰)	یہانتک کہ اپنی جوانی کو پہنچ جاویں
فَادْفَعُوْٓا اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ ج (نساء ۱۰)	تو ان کا مال ان کے حوالے کردو

مگر مال گواہوں کے روبرو دینا

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْھِمْ اَمْوَالَھُمْ	پھر جب ان کو ان کے مال حوالے
فَاَشْھِدُوْا عَلَیْھِمْ (نساء ۱۰)	کرو تو اس پر گواہ[1] کرلو۔

انصاف نہ کرسکنے پر یتیم سے نکاح نہ کرنا

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی	اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو
الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ	کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارہ میں
مِّنَ النِّسَآءِ	انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں
(نساء ۱۰)	سے جو تم کو پسند ہوں نکاح[2] کرلو۔

[1] جب کسی بچہ کا باپ مرجائے تو چاہیئے کہ چند مسلمانوں کے روبرو یتیم کا مال لکھ کر امانتداروں کو سونپ دیں۔ جب یتیم بالغ ہوشیار ہوجائے۔ تو اس تحریر کے موافق اس کا مال اسکے حوالے کردیں، اور جو کچھ خرچ ہوا ہو۔ وہ اسکو سمجھادیں اور جو کچھ یتیم کے حوالے کیا جائے۔ شاہدوں کو دکھلا کر حوالہ کریں۔ شاید کسی وقت اختلاف ہو تو بسہولت طے ہوسکے (موضح الفرقان)

[2] اگر یتیم لڑکی سے انصاف اور حسن معاشرت کے ساتھ نباہ سکو تو پھر ان سے نکاح کرلینے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ سورہ نساء کے ۱۹ ویں رکوع کی آیت ویستفتونک سے ظاہر ہے ورنہ محض اسکے جمال یا مال پر فریفتہ ہوکر یا تھوڑے سے مہر ادا کرنے کی غرض سے ان سے نکاح نہ کرو۔ کیونکہ یہ دیانت سے بعید ہے۔

مُطلقہ کے کیا حقوق ہیں؟

عدت تک گھر میں رکھنا

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ

ان مطلقہ عورتوں کو عدت گزارنے کے لئے تم اپنی وسعت کے موافق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو

(طلاق ۱/۶)

عدت میں تکلیف نہ پہنچانا

وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ

اور (دوران عدت) ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ۔

(طلاق ۱/۶)

ے جس عورت کو تین طلاقیں ہو چکیں اس کیلئے سکنیٰ اور نفقہ ہے یا نہیں اس میں آئمہ کا اختلاف ہے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا یہ مذہب ہے کہ سکنیٰ ہے نفقہ نہیں ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور انکے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ نفقہ اور سکنیٰ دونوں ہیں اور یہی قول حق ہے اور مطلقہ جس کے پیٹ میں بچہ ہو اس کیلئے سکنیٰ اور نفقہ واجب ہے اس میں کسی اہل علم کا خلاف نہیں لیکن وہ عورت حاملہ جس کا خاوند مر گیا ہے اسکے بارے میں حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور شریحؒ اور نخعیؒ اور شعبیؒ وغیرہم کا یہ قول ہے کہ بچہ جننے تک اس کو تمام مال سے خرچ دیا جاوے اور ابن عباسؓ اور ابن زبیرؓ اور جابر بن عبداللہؓ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ اس کے حصہ وراثت میں سے اس پر خرچ کیا جاوے یہی قول حق ہے اس لئے کہ اس پر احادیث دلیل ہیں (فتح)

ایام عدت کا خرچ دینا

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝

اور طلاق شدہ عورتوں کے واسطے قاعدہ کے موافق خرچ دینا پرہیزگاروں پر لازم ہے۔

(البقرہ ۳۱/۲)

حاملہ کا خرچ برداشت کرنا

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ

اور اگر وہ (مطلقہ) عورتیں حمل والیاں ہوں۔ تو حمل پیدا ہونے تک انکو خرچ[1] دو۔

(طلاق ۱/۶۵)

دودھ پلانے کا معاوضہ دینا

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ

پھر اگر وہ تمہارے لئے دودھ پلاویں تو تم ان کو اجرت دو۔

(طلاق ۱/۶۵)

عدت گزرنے پر مطلقہ کو رخصت کر دینا

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی پھر وہ اپنی عدت کو پہنچیں (یعنے

---

[1] بچہ کا خرچ باپ پر ہے پیٹ میں ہو تو اسکی ماں کو کھلاوے پہناوے۔ دودھ پیوے تو جوار کو دیتا نوکری میں وہ اس کو دے جب تک ماں قبول کرے اور اگر وہ قبول نہ کرے تب اور کو دے اور عدت تک مکان دینا ضروری ہے گو بچہ پیٹ میں نہ ہو (موضح القرآن)

وَسَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَّلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۔

(بقرہ ۲۹/۲)

عدت ختم ہونے کو آئی، تو دستور کے موافق ان کو رکھ لو یا انکو بھلی طرح سے رخصت کردو۔ اور ان کو ستانے کے لئے نہ روکے رکھو تاکہ ان پر زیادتی کرو۔ اور جو کوئی ایسا کریگا۔ وہ بلاشبہ اپنا ہی نقصان کریگا۔

مطلقہ کو نکاح سے نہ روکنا

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۔

(بقرہ ۳۲/۲)

اور جب تم نے عورتوں کو طلاق دی پھر (وہ) اپنی عدت پوری کر چکیں تو اب ان کو اس (بات) سے نہ روکو کہ اپنے انہی (سابقہ) خاوندوں سے نکاح کر لیں۔ جبکہ آپس میں راضی ہو جاویں دستور کے موافق۔

ایک عورت کو اسکے خاوند نے ایک یا دو طلاق دی اور پھر عدت میں رجعت بھی نہ کی جب عدت ختم ہو چکی۔ تو دوسرے لوگوں کے ساتھ زواج اول نے بھی نکاح کا پیام دیا عورت بھی اس پر راضی تھی۔ مگر عورت کے بھائی کو غصہ آیا اور نکاح کو روک دیا اس پر یہ حکم اترا کہ عورت کی خوشنودی اور بہبودی کو ملحوظ رکھو اس کے موافق نکاح ہونا چاہیئے اپنے کسی خیال اور خوشی کو دخل مت دو اور یہ خطاب عام ہے نکاح سے روکنے والوں کو (موضح الفرقان)

بیوہ کے کیا حقوق ہیں؟

بیوہ کو ورثہ نہ سمجھنا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ	اے ایمان والو۔ تم کو حلال نہیں
اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ (نساء ۳ ع)	عورتوں کو زبردستی میراث میں لے

عقد ثانی سے نہ روکنا

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ	اور ان کو (عقد ثانی کرنے سے) اس
مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ	واسطے نہ روکے رکھو کہ ان سے کچھ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ	اپنا (خاوند کے ورثہ سے) دیا ہو
(نساء ۴ ع)	(واپس) لے لو۔ مگر یہ کہ وہ عورتیں
	کوئی صریح بے حیائی کریں۔

بیوہ کا نکاح کر دینا

وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰی مِنْكُمْ (نور ۴ ع)	اور رانڈوں[۳] کا اپنے اندر نکاح کر

---

[۱] میت مرجاوے تو اس کی عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائیوں کو زور و آو
سے اپنے نکاح میں لینا نہیں پہنچتا (بیان القرآن)

[۲] بیوہ کو اس خیال سے عقد ثانی نہ کرنے دینا یا گھر میں روک رکھنا جائز نہیں کہ اسے
میں جو کچھ مال ملا ہے وہ واپس دیدے۔

[۳] یعنی جن کا نکاح نہیں ہوا یا وہ رنڈوے یا بیوہ ہیں تو مناسب موقع ملنے پر انکا نکاح کر دینا چ

غلام اور لونڈی کے کیا حقوق ہیں؟

غلام کی مالی امداد کرنا

وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ (نور ۴/۳۳)

اور ان (غلاموں) کو اللہ کے اس مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے دو تاکہ یہ بدل دے کر آزاد ہو سکیں،

غلام کی شادی کرنا

وَاَنْكِحُوا..... الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (نور ۴/۳۲)

اور نکاح کر دو جو تمہارے نیک غلام اور لونڈیاں ہوں اور اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دیگا۔

لہ یعنی لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ حق زوجیت ادا کر سکیں گے اور نکاح ہو جانے پر مغرور ہو کر تمہاری خدمت نہ چھوڑ بیٹھیں گے تو انکا بھی نکاح کر دو۔ بعض لوگ نکاح میں اسلئے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اٹھے گا انہیں سمجھا دیا کہ ایسے موہوم خطرات پر نکاح سے مت روکو۔ روزی تمہاری اور بیوی بچوں کی اللہ کے ہاتھ میں ہے کیا معلوم کہ خدا چاہے تو ان ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشائش کر دے۔ نہ مجرد رہنا غنا کا موجب ہے۔ اور نہ نکاح کرنا فقر و افلاس کو مستلزم ہے۔ یہ باتیں حق تعالیٰ کی مشیت پر ہیں (موضح الفرقان)

لونڈیوں سے بدکاری نہ کرانا

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ط (نور ۳۳/۱۸)

اور اپنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر[1] مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں اسلئے کہ دنیوی زندگی کا تمہیں کچھ فائدہ حاصل ہو جائے

مستحق غلام کو پروانہ آزادی دینا

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ق (نور ۳۳/۱۸)

اور جو لوگ کہ ان میں سے تمہارے ہاتھ کے مال (غلام) ہیں۔ مال (مدت معینہ تک) دے کر اپنی آزادی کی تحریر[2] (اقرار نامہ) چاہیں تو اگر ان میں کچھ بہتری پاؤ تو ان کو (ایسی تحریر) لکھ دو۔

---

[1] لونڈیوں سے بدکاری کرانا حرام ہے خواہ وہ لونڈیاں یہ کام خوشی سے کریں یا ناخوشی سے

[2] کسی کا غلام یا لونڈی کہے یا مزید توثیق کیلئے لکھوانا چاہے کہ میں اتنی مدت میں اس قدر مال تجھ کو کما دوں تو مجھے آزاد کر دے تو مالک کو چاہیئے کہ قبول کر لے اور لکھ دے بشرطیکہ وہ سمجھے کہ واقعی اس غلام یا لونڈی کے حق میں آزادی بہتر ہوگی۔ قید غلامی سے چھوٹ کر چوری یا بدکاری یا اور طرح کی بدمعاشیاں نہ کرتا پھریگا۔ اگر یہ اطمینان تو بیشک اس کو آزادی کا موقع دینا چاہیئے (موضح الفرقان)

حقوق العباد کیا ہیں؟

رزقِ حلال پر اکتفا کیا جائے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ	اے ایمان والو جو پاک[1] چیزیں ہم
طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ	نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں۔ ان
(بقرہ ۲۱/۳)	ہی سے کھاؤ۔

ایک دوسرے کا مال نہ کھایا جائے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا	اے ایمان والو آپس میں ایک
اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ	دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ
اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ	لیکن آپس کی خوشی سے کوئی
مِّنْکُمْ ق (نساء ۵)	تجارت[2] ہو تو مضائقہ نہیں۔

ناجائز طریق سے مال نہ لیا جائے

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ	اور ایک دوسرے کا مال آپس میں

---

[1] یعنے اللہ تعالےٰ نے جو رزق حلال دیا ہے۔ اس پر کفایت کرے اور چوری خیانت۔ دغابازی۔ رشوت ستانی۔ راہزنی۔ قمار۔ وغیرہ ناجائز وجوہ سے روپیہ حاصل کر کے نہ کھائے کیونکہ اس سے اولاً تو مال حرام ہو جاتا ہے ثانیاً دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

[2] جو بیع و شراء باہمی رضامندی سے کی جائے اس کا مال کھا لینا جائز ہے۔

بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ ۲۳/۲)

ناحق نہ کھاؤ اور ان کو حکام تک اس غرض سے نہ پہنچاؤ کہ ظلم کر کے (ناحق) لوگوں کے مال کا ایک حصہ کھا جاؤ۔ اور تم کو علم بھی ہو۔

آپس میں پھوٹ نہ ڈالی جائے

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران ۱۰۳/۴)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور (آپس میں) پھوٹ نہ ڈالو۔

لہ یعنی کسی کے مال کو ہضم کرنے کیلئے یا کسی سے روپیہ بٹورنے کیلئے جھوٹا دعویٰ نہ کیا جائے جھوٹی گواہی نہ دی جائے جھوٹی قسم نہ کھائی جائے۔ ناحق مقدمہ جیتنے کیلئے حاکم کو رشوت نہ چلائی جائے۔ خواہ ناحق کا مقدمہ نہ چل سکتا ہو یا کمزور ہو یا جس کے کامیاب ہونے کی امید نہ ہو تو اسے کامیابی کے سبز باغ دکھا کر فیس کی خاطر مقدمہ دائر نہ کیا جائے یا یہ جانتے ہوئے کہ اس کا مؤکل جھوٹا ہے یا حقدار نہیں ہے سچے اور حقدار کے خلاف محض فیس کی خاطر وکالت نہ کی جائے۔ یا محض اپنی دلالی بنانے کیلئے لوگوں کو مقدمہ بازی کی عادت نہ ڈالی جائے وغیرہ ایسی تمام آمدنی حرام اور ناجائز ہے ان ذرائع آمدنی سے جہاں اپنے ضمیر و ایمان پہ زد پڑتی ہے وہاں دوسروں کے نقصان بھی یقینی ہیں۔ واضح رہے کہ بقول حضرت العلامہ قاری محمد طیب صاحب دام فیضہ مہتمم دارالعلوم دیوبند وکالت دو قسم کی ہوتی ہے ایک وکالتِ حق جو سچے اور حق کی طرف سے کی جائے اور دوسری وکالتِ مال جو محض اپنی فیس کی خاطر کی جائے اور اس میں سچے اور جھوٹے۔ حقدار یا ناحق کا خیال نہ کیا جائے۔

لہ احکامِ الٰہی پہ عمل کئے جاؤ اور ایک دوسرے میں نااتفاقی عداوتیں اور کینے پیدا نہ کرو

کسی پر زیادتی نہ کی جائے

وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (بقرہ ۲۴)

اور کسی پر زیادتی نہ کرو بے شک اللہ تعالےٰ زیادتی کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

ایک دوسرے کو قتل نہ کیا جائے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ (نساء ۵)

اور آپس میں خون نہ کرو۔

ناحق قتل نہ کرے

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ (بنی اسرائیل ۴)

اور اس جان کو نہ مارو جس کے مارنے سے اللہ نے منع کر دیا ہے۔ مگر حق پر[1]۔

انتقام میں تجاوز نہ کرے

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ (النحل ۱۶)

اور اگر بدلہ لو تو اس قدر بدلہ لو جس قدر کہ تم کو تکلیف پہنچائی جائے اور اگر صبر کرو تو یہ بہتر ہے صبر کرنے والوں کے واسطے۔

---

[1] صحیحین میں ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین صورتوں میں (۱) جان کے بدلے جان (۲) زانی محصن (۳) جو شخص دین کو چھوڑ کر جماعت سے علیحدہ ہو جائے (موضح الفرقان)

بدامنی نہ پھیلائی جائے

وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝ اور ملک میں فساد نہ مچاتے پھرو

(بقرہ ۷ پ)

متخاصمین میں صلح کرائی جائے

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور اگر مسلمانوں کے دو فریق

اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ

(حجرات ۱۶ پ) کرادو۔

امانت میں خیانت نہ کی جائے

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ بیشک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ امانت

اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ (نساء ۵ پ) والوں کو امانتیں پہنچا دو۔

حقدار کا حق ادا کیا جائے

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ اور دے قرابت والے کو اس کا

وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ حق[1] اور محتاج کو اور مسافر کو اور

(بنی اسرائیل ۳ پ) مت اڑاؤ بیجا۔

---

[1] قرابت داروں کے حقوق ادا کئے جائیں محتاج و مسافر کی خبر گیری کی جائے اور مال و دولت کو جو مولا پاک کی ایک ایسی نعمت ہے جس سے عبادت میں اطمینان نصیب ہو اور کار خیر میں صرف کرنے سے بہشت میں درجات بلند ہوں۔ فضول کاموں میں صرف نہ کیا جائے

حلال کو حرام نہ بنایا جائے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا	اے ایمان والو وہ لذیذ چیزیں جو
طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ	اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال
(مائدہ ۱۲/۲)	کردیں۔ حرام نہ ٹھہراؤ۔

دوسروں کو حقیر اور بُرا نہ سمجھا جائے

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ	اور لوگوں کی طرف اپنے گال
(لقمٰن ۲/۱۸)	مت پھلا[1]

آپس میں ٹھٹھا مخول نہ کیا جائے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ	اے ایمان والو آپ ایک دوسرے
مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا	سے ٹھٹھا[2] نہ کریں۔ کیا عجب ہے

---

[1] یعنی دوسرے کو اپنے سے حقیر اور بُرا نہ سمجھ اور ان سے غرور و تمکنت سے بات نہ کر۔ کیا خبر کہ مولا پاک کی نظر میں وہ آپ سے اچھا ہو اور آپ کسی عمل کی وجہ سے وہاں مردود و معتوب ہوں۔ البتہ اتنا خیال رہے کہ دوسرے کی برائی اور گناہ کو اچھا نہ سمجھ۔ ایسے فعل سے نفرت کرنا ضروری ہے اور نہ اپنے کسی اچھے سے اچھے فعل پہ غرور کر۔ کیا خبر کہ اس میں ریا و شرک کی آمیزش ہو۔

[2] مسخرہ ہنسی ہے جس سے دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری ہوتی ہو۔ اور جس سے دوسرے کا دل خوش ہو وہ مزاح کہلاتا ہے یعنی خوش طبعی۔ یہ جائز ہے (بیان القرآن)، تمسخر سے بسا اوقات نوبت لڑائی اور قتل تک بھی پہنچ جاتی ہے اس سے ہر حال میں بچنا چاہیئے۔

Marfat.com

مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ج (حجرات ع ۲)

کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے کیا عجب ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں

کسی کی عیب جوئی نہ کی جائے

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (حجرات ع ۲)

اور ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ۔

کسی کے نام کو نہ بگاڑا جائے

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ج (حجرات ع ۲)

ایک دوسرے کو (دشمنی یا حقارت یا چڑانے کی خاطر) بُرے[1] نام سے نہ پکارو۔ ایمان لانے کے بعد ایسی بدزبانی گنہگاری کی بات ہے۔

کسی پر بدگمانی نہ کی جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

اے ایمان والو۔ بہت سی بدگمانیوں[2] سے بچا کرو۔ کیونکہ بعض

---

[1] کسی کو بلا غرض بُرے لقب سے یاد کرنا بھی برا ہے اور اگر محض اسے پہچاننے کی خاطر اسکی کسی صفت سے اسکو موصوف کر کے پکارا جائے مثلاً ایک شخص لنگڑا یا بالجا ہے اور وہ اس پتہ سے پہچانا جاتا ہے تو اس کو اس طرح بکارنا جائز ہے مگر مستحسن نہیں کیونکہ نادانستہ طور پر اسکے جذبات کو ٹھیس لگنے کا اندیشہ ہے بہتر ہے کہ اس کو اس کے نام و پتہ سے یاد کیا جائے [2] مسلمان کو مسلمان سے حسن ظن رکھنا چاہیئے۔

(حجرات پ۲۶) بدگمانی گناہ ہے۔

تجسس نہ کیا جائے

وَلَا تَجَسَّسُوْا (حجرات پ۲۶) اور تجسس[۵] نہ کیا کرو۔

کسی کی غیبت نہ کی جائے

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ط اور ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا[۶]
اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ نہ کہو۔ کیا تم میں سے کوئی شخص
اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ ط اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے
(حجرات پ۲۶) مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے
اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔

ہر ایک سے بھلائی کی جائے

وَاَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ اور ہر ایک سے بھلائی کر جیسے تجھ
(قصص پ۲۰) سے اللہ نے بھلائی کی ہے۔

---

[۵] کسی کو ذلیل و رسوا کرنے کے لئے اس کے اندرونی حالات معلوم کرنا جائز نہیں البتہ جہاں اصلاح مقصود ہو وہاں دریافت حالات جائز ہے۔

[۶] صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی وہ بات بیان کرے جس سے وہ ناخوش ہو۔ جو کچھ تو کہتا ہے اگر وہ اس میں ہے تو تو نے غیبت کی اور اگر وہ عیب اس میں نہیں تو بہتان لگایا۔

سب سے سیدھی بات کی جائے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا[1] یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (احزاب ۹/۴)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور (سب سے) سیدھی (یعنی صحیح اور سچی) بات کہو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تمہارے واسطے تمہارے کام سنوار دے اور تم کو تمہارے گناہ بخش دے

سب سے نیک بات کی جائے

وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا[2] (بقرہ ۱۰/۱)

اور سب لوگوں سے نیک بات کہیو۔

ہر شخص سے حق کہا جائے

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا[3] وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰی (انعام ۱۹/۱۵)

اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ (مخاطب) اپنا قریب ہی ہو۔

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈر کر درست اور سیدھی بات کہنے والے کو بہترین اور مقبول اعمال کی توفیق ملتی ہے اور تقصیرات معاف کی جاتی ہیں (موضح الفرقان)

[2] یعنی کسی کو برائی کی ترغیب نہ دو۔

[3] حق بات کہنے میں کسی کی عظمت، محبت اور قرابت کا خیال نہیں رکھنا چاہئے بلکہ سلطان جابر کے سامنے حق بات کہنا جہاد ہے۔

قول واقرار کی پابندی کی جائے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (مائدہ ۱) اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو۔

سائل کو نہ جھڑکا جائے

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (ضحیٰ ۱۰) اور سائل کو مت جھڑکئے

اچھے کاموں کی نصیحت کی جائے

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ (لقمٰن ۳) اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر

بُرے کاموں سے روکا جائے

وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ اور بُرے کاموں سے منع کیا کر

عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ اور اس سلسلہ میں تجھ پر جو مصیبت

خواہ وہ اللہ کے درمیان ہوں یا بندوں کے مگر خلاف شرع عہد کی پابندی لازمی نہیں ہے سائل کے زجر کی ممانعت اس صورت میں ہے جبکہ وہ نرمی سے مان جائے ورنہ اگر ڈانٹ لگا کر کھڑا ہو جائے اور کسی طرح نہ مانے اس وقت زجر جائز ہے (روح المعانی) ایسی صورت میں اگر زجر کی بجائے خاموشی اختیار کی جائے یا اس سے خود دور ہٹ جائے تو یہ زجر سے بہتر ہے۔

یعنی موافق طاقت اپنی کے بھلائی سکھا اور برائی سے منع کر اور اس پر جو تکلیف پہنچے صبر کر معلوم ہوا کہ اس کام میں ضرور لوگوں سے تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرنا چاہیئے اور صبر کرنا بڑی ہمت کا کام ہے (ابن کثیر)

Marfat.com

وَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمٰن ۱۷/۳۱)

واقع ہو۔ اس پر صبر کیا کر (کیونکہ) یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے

مسلمانوں کے حق میں دعا کی جائے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط (محمد ۱۹/۴۷)

اور آپ اپنی خطا کے لئے[1] معافی مانگتے رہیئے اور سب مسلمان مرد اور عورتوں کے لئے بھی۔

---

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو بار استغفار فرماتے تھے حالانکہ وہ ہر طرح معصوم اور گناہوں سے پاک تھے۔ اسلئے ہم سراپا عاصیوں کے لئے تو استغفار و دعا کے سوا چارہ نہیں۔ لہٰذا کثرت سے استغفار پڑھنی چاہیئے۔ اور تمام مسلمانوں کے حق میں دعائے خیر کرتے رہنا چاہیئے اس میں کوئی قیمت خرچ نہیں ہوتی اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے بھلا وہ بھی آدمی ہو سکتا ہے مسلمان آجکل جن آلام و مصا کا شکار ہو رہے ہیں ان کے اسباب میں ایک یہ بھی سبب ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں دعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور دوسری جائز و ناجائز تدبیروں میں سرگرداں رہتے ہیں اور اگر کبھی کوئی دعا مانگ لیتے ہیں تو اس کے آداب کی رعایت نہیں کی جاتی۔ گو حق تعالیٰ کی رحمتِ واسطہ کے سامنے دعا کیلئے وقت و مکان کی قید نہیں مگر بعض اوقات و مکانات اور حالات کو مقبولیتِ دعا میں مخصوص امتیاز حاصل ہے۔ مقبولیت دعا کے چند اوقات درج ذیل ہیں۔

(۱) اذان کے وقت (۲) اذان و اقامت کے درمیان (۳) حیّ علی الصلاح حیّ علی الفلاح کے بعد (۴) فرض نماز کے بعد (۵) سجدہ کی حالت میں (مگر فرائض میں نہیں) (۶) تلاوت قرآن کے بعد (۷) آبِ زمزم پیتے وقت۔

حقوقِ جان کیا ہیں؟

اپنی جان ہلاکت میں نہ ڈالی جائے

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ (بقرہ ۲۴) — اور اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اپنی جان کی فکر لازم ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ (مائدہ ۱۴) — اے ایمان والو تم پر اپنی جان کا فکر[1] لازم ہے۔

دورازکار سوال نہ پوچھا جائے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ[2] (مائدہ ۱۴) — اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو کہ اگر تم پر کھولی (ظاہر کی) جاویں تو تم کو بُری لگیں۔

---

[1] جان کی فکر مقدم ہے یعنی انسان سب سے پہلے اپنی صحت کا خیال رکھے۔ تاکہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کر سکے۔ صرف اس کھانے جو حلال ہو تاکہ عبادات معقول ہوں خواہشات نفسانی پر قابو رکھے تاکہ بیماریوں کے عذاب سے بچے وغیرہ۔

[2] ضرورت سے زیادہ بات نہیں کرنی چاہیئے۔ بسا اوقات کھود کرید سے خلاف توقع بات ظاہر ہو جانے پر طبیعت پر گرانی گزرتی ہے اور بعض دفعہ دورازکار سوالات کرنے سے انسان کو پشیمانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اور بعض دفعہ بحث میں الجھ کر حق پر (باقی صفحہ ۱۶۴)

گناہوں سے استغفار کیا جائے

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ (آل عمران ۱۴)

اور وہ لوگ کہ جب کچھ کھلا گناہ یا برا کام اپنے حق میں کر بیٹھیں اللہ تعالےٰ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔

دوزخ سے بچنے کا سامان کیا جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ

اے ایمان والو اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو اس دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن

(بقیہ حاشیہ ص ۱۶۳) ہوتے ہوئے محض کم علمی کے سبب فریق مخالف کے دلائل و براہین کو قوی جان کر انسان اپنا ایمانی نقصان کر بیٹھتا ہے اور موضح الفرقان میں ہے کہ یہ آیت احکام شرعیہ کے باب میں دور از کار اور بے ضرورت سوالات کا دروازہ بند کرتی ہے باقی ضروری بات پوچھنے یا شبہ ناشی عن دلیل کے رفع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ سوائے انبیا علیہم السلام کے اور کسی شخص کا گناہ سے پاک ہونا یقینی نہیں ہے بعض انسان دانستہ کرتا ہے اور بعض نادانستہ سرزد ہوتے ہیں اسی طرح بعض کے اثرات دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں اور بعض کا نتیجہ آخرت میں مرتب ہوگا اور ظاہر ہے کہ سزا کتنی ہی خفیف یا کسی نوعیت کی ہے آخر سزا ہے اور اس سے کسی نہ کسی طریق سے نقصان پہنچنا لازمی ہے اسلئے انسان کو بکثرت استغفار پڑھنا چاہیئے تاکہ اس دنیا میں کم اس دنیا میں بھی اس کی جان کو عذاب نہ بھگتنا پڑے۔

اَلْحِجَارَةُ شِدَادٌ	انسان اور پتھر ہیں اور اس پر تند خو
(تحریم ۱/۲۸)	اور زبردست فرشتے مقرر ہیں۔

دوزخ سے بچنے کیلئے مولا پاک نے ایک واضح طریقہ بتلادیا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی انسان کو ارہ سے بچنے کیلئے چار باتوں کی ضرورت ہے اول خدا و رسول پر ایمان لائے اور ں کی ہدایات اور وعدہ پر خواہ دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے پورا یقین رکھے۔ دوسرے ں یقین کا اثر محض قلب و دماغ تک محدود نہ رہے بلکہ جوارح میں ظاہر ہو اور اس کی ں زندگی سے ایمان قلبی کا آئینہ ہو تیسرے محض اپنی انفرادی صلاح و فلاح پر قناعت رے بلکہ قوم و ملت کے اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھے جب دو مسلمان ملیں۔ ایک سرے کو اپنے قول و فعل سے سچے دین اور ہر معاملہ میں سچائی اختیار کرنے کی تاکید تے رہیں۔ چوتھے ہر ایک کو دوسرے کی یہ نصیحت وصیت رہے کہ حق کے معاملہ میں شخصی و قومی اصلاح کے راستہ میں جس قدر سختیاں اور دشواریاں پیش آئیں یا خلاف ح امور کا تحمل کرنا پڑے۔ پورے صبر و استقامت سے تحمل کریں۔ ہرگز قدم نیکی کے راستہ سے ڈگمگانے نہ پائے جو خوش قسمت حضرات ان چار اوصاف سے جامع ہوں گے ر خود کامل ہو کر دوسروں کی تکمیل کرینگے۔ ان کا نام صفحاتِ دہر میں زندہ جاوید رہیگا ر جو آثار چھوڑ کر دنیا سے جائینگے وہ بطور باقیات صالحات ہمیشہ ان کے اجر کو بڑھاتے یں گے (اور آخرت میں بھی دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے) فی الحقیقت چھوٹی سی سورت سارے دین و حکمت کا خلاصہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ج فرمایا ہے کہ اگر قرآن میں سے صرف یہی ایک سورت نازل کردی جاتی تو دو سمجھدار خصوں کی ہدایت کیلئے کافی تھی۔ بزرگان سلف میں جب دو مسلمان آپس میں ملتے تھے دا ہونے سے پہلے ایک دوسرے کو یہ سورت سنایا کرتے تھے (موضح الفرقان)

مقروض کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟

قرضہ پورا تحریر کراوے

وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ط (بقرہ ۳۹/۳)

(بوقت تحریر دستاویز، وہ شخص کہ جس پر قرض ہے (اپنا قرضہ) بتلاتا جاوے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور اس میں سے کچھ کم نہ کرے

معذور ہو تو اس کا مختار تحریر کرائے

فَاِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ط (بقرہ ۳۹/۳)

پھر اگر وہ شخص کہ جس پر قرض ہے (بوقت تحریر دستاویز) بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتلا سکتا تو اس کا کارگزار (ولی۔ وارث۔ مختار) انصاف سے (تحریر کنندہ کو) بتلاوے

لہ جب معاملہ آئندہ لین دین کے متعلق ہو تو بھول چوک یا بددیانتی و بے ایمانی کے نزاع کے احتمال کے سدباب کیلئے ضروری ہے کہ اس کا تعین و اہتمام اس پر کیا جائے کہ آئندہ کیلئے کسی قسم کا قضیہ پیدا ہونے کا امکان نہ رہے اس کی بہترین صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ایسے لین دین کے متعلق باقاعدہ دستاویز لکھ لی جائے جس میں تمام متعلقہ شرائط بوضاحت درج ہونی چاہئیں بہتر ہے کہ مدیون خود لکھے اگر خود نہ لکھے تو دوسرے سے لکھائے

تنگدست مقروض کو مہلت دی جائے

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ (بقرہ ۲۸۰)

اور اگر (مقروض) تنگدست ہے تو کشائش (فراخی رزق) ہونے تک اسے مہلت[1] دینی چاہیئے۔

بہتر ہے کہ اسے قرضہ معاف کیا جائے

وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ ۲۸۰)

اور (مفلس مدیوں یا مقروض کو) بخش دو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کو سمجھ ہو۔

---

[1] جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ خدا تعالیٰ اس کو قیامت کے دن سختی سے نجات دے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے تنگدست اور مفلس مقروض پر آسانی کرے یا اس کا قرضہ معاف کردے (مسلم)

(۲) جو شخص مفلس کو مہلت دیتا ہے یا قرض کا روپیہ معاف کر دیتا ہے تو اس کو قیامت کے دن سب سے پیشتر اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں لے لیگا (طبرانی)

(۳) جس نے کسی مفلس مقروض کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کر دیا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دیگا (ترمذی)

(۴) جو قرضہ طلب کرنے میں کسی تنگدست پر آسانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی کریگا (ابن حبان)

(۵) یہ قرضہ صدقہ ہے (ترمذی) یعنی قرض دینے کا ثواب مثل صدقہ دینے کے ہے۔

(۶) صدقہ دس گنا ہوتا ہے اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا لکھا جاتا ہے (طبرانی)

Marfat.com

خاوند کے کیا فرائض ہیں؟

خاوند مہر ادا کرے

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط (نساء ۴/۵)

ان عورتوں میں سے پھر جس سے تم منتفع ہوئے ہو نکاح و صحبت کی ہے، تو ان کو ان کے حق (مہر) جو مقرر ہوئے ہیں ادا کر دو۔

بیوی کا اپنے اوپر حق جانے

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط (بقرہ ۲/۲۸)

اور دستور کے موافق عورتوں کا بھی حق[1] ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت (حاصل) ہے۔

خود کو بیوی پر حاکم سمجھے

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ

مرد عورتوں پر حاکم (نگراں حال) ہیں

---

[1] یعنی جس طرح خاوند اپنے لئے عورت سے ایسے سلوک کا متمنی ہے۔ جو اس کے آرام و آسائش۔ فرحت و مسرت کا باعث ہو۔ اس طرح اسے اپنی بیوی سے حسن سلوک اور خوش معاملگی سے پیش آنا چاہیئے۔

مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (النساء ۵)

اسلئے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس واسطے کہ انہوں (مردوں) نے اپنے مال (بصورت مہر نفقہ وغیرہ) خرچ کئے ہیں

ناپسندیدہ بیوی پر صبر کرے

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا[1] (نساء ۴)

پھر اگر وہ (عورتیں) تم کو نہ بھا دیں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو۔ اور اللہ نے اس میں بہت (سی) خوبی رکھی ہو۔

بیوی سے اچھا سلوک کرے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج (نساء ۴)

اور عورتوں کے ساتھ اچھی گزران کرو۔

---

[1] اگر تم کو عورت کی کوئی خصلت یا عادت پسند نہیں تو تمہیں بے حوصلہ نہ ہو جانا چاہیئے بلکہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے ممکن ہے اس میں مولا پاک نے کوئی ایسی خوبی رکھی ہو جو دینی یا دنیوی منفعت کا باعث بن جائے۔ برے کے ساتھ برا سلوک کرنا تو اچھا نہیں ہوتا۔ البتہ سب سے بڑی نیکی برائی کے جواب میں بھلائی ہے اسلئے اگر صبر کرو گے تو اس کا اجر ضرور ملے گا۔

Marfat.com

بیوی پر ظلم نہ کرے

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۔ (نسا ۱۹/۵)

اور تم ہرگز عورتوں کو برابر (مساوات پر نہ رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو۔ سو بالکل ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ کہ ایک عورت کو اس طرح رکھو جیسے ادھر میں لٹکتی۔[1]

اسے محض حظِ نفس کا شکار نہ بنائے

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (بقرہ ۲۳/۲)

سو اپنی عورتوں سے ملو (خلوت صحیحہ کرو) اور جو اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اسکو طلب[2] کرو۔

مگر خلوت آرائی کا موقعہ دیتا رہے

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں،

---

[1] انسان کی طبع میں مال کی حرص ہے اور ایک عورت پر زیادہ ڈھلنا۔ سو چاہیئے کہ تا مقدور آپ کو بچاتا رہے بعد اسکے اللہ بخشنے والا ہے اور جیسے ٹکی ہوئی یہ کہ نہ اسکو آپ آرام سے رکھو نہ چھوڑ دو کہ کسی اور سے نکاح کر لیوے (موضح القرآن)

[2] یعنی لوح محفوظ میں جو اولاد تمہارے لئے اللہ نے مقدر فرما دی ہے۔ عورتوں کی مباشرت سے وہ مطلوب ہونی چاہیئے۔ محض شہوت رانی مقصود نہ ہو اور اس میں عزل کی کراہت اور لواطت کی ممانعت کی طرف بھی اشارہ ہے (موضح الفرقان)

حَرْثُكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ[1] سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے (بقرہ ۲۸/۲) چاہو۔

صحبت اولاد کی نیت سے کرے

وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ[2] (بقرہ ۲۸/۲) اور اپنے واسطے آگے[3] کی تدبیر کرو۔

مقاربت جائز طریق سے کرے

فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ[4] سو جاؤ ان (عورتوں) کے پاس (بقرہ ۲۸/۲) جہاں سے تم کو اللہ نے حکم دیا ہے

بیوی سے مہر واپس نہ لے

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ اگر تم ایک بیوی کی بجائے دوسری بیوی کرنا چاہو۔ اور تم اس کو بہت

---

[1] یعنی تمہاری عورتیں تمہارے لئے بمنزلہ کھیتی کے ہیں جس میں نطفہ بجائے تخم اور اولاد بمنزلہ پیداوار کے ہے یعنی اس سے مقصود اصلی صرف نسل کا باقی رکھنا اور اولاد کا پیدا ہونا ہو۔ سو تم کو اختیار ہے کہ آگے سے یا کروٹ سے یا پس پشت سے پڑ کر یا بیٹھ کر جس طرح چاہو مجامعت کرو۔ مگر یہ ضرور ہے کہ تخم ریزی اس خاص موقعہ میں ہو جہاں پیداوار کی امید ہو یعنی خاص فرج ہی میں ہو۔ لواطت ہرگز ہرگز نہ ہو (موضح الفرقان)
اور ہمبستری کرتے وقت ستر کھولنے سے پہلے بسم اللہ کہہ کر دخول کرے۔

[2] اس صحبت سے نیت اولاد کی ہو تاکہ ثواب ہو (موضح الفرقان)

[3] یعنی آگے کی راہ سے مجامعت کی جائے دوسری جگہ سے نہیں کیونکہ لواطت حرام ہے

قِنطَارًا فَلَا تَأخُذُوا مِنهُ شَيئًا ۔ سامال دے چکے ہو۔ تو تم اس میں
أَتَأخُذُونَهُ بُهتَانًا وَّإِثمًا مُّبِينًا ۔ سے کچھ بھی مت (واپس) لو کیا
وَكَيفَ تَأخُذُونَهُ وَقَد أَفضَىٰ ۔ تم اس کو ناحق اور صریح گناہ کے
بَعضُكُم إِلَىٰ بَعضٍ وَّأَخَذنَ ۔ مرتکب ہو کر لینا چاہتے ہو حالانکہ
مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۔ تم ایک دوسرے سے باہم بے حجابانہ
(نساء ۳) مل چکے ہو۔ اور وہ عورتیں تم سے
پختہ عہد[1] لے چکی ہیں۔

بدخو بیوی کو سمجھائے

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ ۔ اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تو تم انکو
فَعِظُوهُنَّ (النساء ۵) سمجھاؤ۔

نہ سمجھنے پر بیوی کو چند روز خلوت کا موقعہ نہ دے

وَاهجُرُوهُنَّ فِي المَضَاجِعِ ۔ (اگر فہمائش کے باوجود بیوی نہ
(نساء ۵) سمجھے تو اس کو) سونے میں جدا کرو

---

[1] پہلی عورت کو چھوڑتے وقت اپنا دیا ہوا مال واپس لینا جائز نہیں۔ اور نہ ہی صحبت کی نوبت آنے کے بعد مہر واپس ہو سکتا ہے اور نہ مہر کی ادائیگی سے انکار کیا جا سکتا ہے اگر عورت خوشی سے واپس کر دے یا معاف کر دے تو اور بات ہے۔ اور اگر مجامعت نہیں کی صرف خلوت صحیحہ ہوئی ہے تو بھی مہر دینا ہوگا۔ اور اگر ان دونوں باتوں کی نوبت نہ آئی ہو۔ تو اور طلاق تک معاملہ پہنچ جائے تو نصف مہر ادا کرنا ہوگا (ہدایہ صفحہ ۳۰۴)

(تنہا سونے پر مجبور کرو)

بدخوئی سے باز نہ آنے پر اسے مارے

وَاضْرِبُوْهُنَّ ج فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۔ (نساء ۵)

اور اگر فہمائش اور ترک صحبت سے بھی نہ مانے تو اسے مارو۔ پھر اگر وہ تمہارا کہا مانیں تو ان پر الزام کی راہ تلاش نہ کر

اللہ تعالیٰ نے مرد کا درجہ اوپر بنایا تو عورت کو حکم برداری چاہیے اور اگر ایک عورت بدخوئی کرے تو مرد پہلے درجہ سمجھاوے دوسرے درجے جدا سوئے۔ لیکن اسی گھر میں۔ پھر آخر درجے مارے بھی۔ لیکن نہ ایسا کہ ضرب پہنچے۔ اگر بظاہر مطیع ہو جائے تو کرید نہ کرے تقصیروں پر اللہ سب پر حاکم ہے۔ باقی ہر تقصیر کی ایک حد ہوتی ہے۔ مارنا آخر کا درجہ ہے (موضح الفرقان)

بیوی کے کیا فرائض ہیں؟

تابعدار رہے

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ (نساء ۵)

سو جو عورتیں نیک ہوتی ہیں (و
مرد کی، اطاعت کرتی ہیں۔

باعصمت رہے

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (نساء ۵)

(اور مرد کی) عدم موجودگی میں بحفاظ
الٰہی (اپنی عصمت کی اور خاوند
کے مال وحقوق کی، حفاظت
کرتی ہیں۔

ناموافقت پر مصالحت کو ترجیح دے

وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِھَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَآ اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ (نساء ۱۵)

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند سے
غالب احتمال یا بدد ماغی یا بے
پروائی کا ہو۔ تو دونوں کو اس امر
میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں آپس
میں کسی طرح صلح کرلیں (کیونکہ
صلح بہتر چیز ہے۔

بحالت مجبوری خلع کی صورت اختیار کرے

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ ؕ (بقرہ ۲۹/۲)

سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں میاں بیوی، ضوابط خداوندی قائم نہ کر سکیں گے۔ تو آپس میں دونوں پہ کچھ گناہ نہیں کہ عورت بدلہ دے کر اپنی جان چھڑ لے (طلاق لے لے)[1]

---

[1] اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے۔ یا یوں کہے جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے۔ اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا۔ عورت اٹھ کھڑی ہوئی۔ تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی۔ تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں (بہشتی زیور)

نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بی بی سے خلع نہیں کر سکتا (درمختار ص۲۰۰)

نویسندہ کے فرائض کیا ہیں؟

دستاویز لکھنے سے انکار نہ کرے

وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْیَکْتُبْ ۚ (بقرہ ۳۹/۳)

اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے اسکو سکھلایا[1] اس کو چاہئے کہ لکھ دیا کرے۔

دیانتداری سے لکھے

وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۪ (بقرہ ۳۹/۳)

اور چاہیئے کہ انصاف سے لکھے دے تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا۔

کسی فریق کا نقصان نہ کرے

وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ (بقرہ ۳۹/۳)

اور لکھنے والا کسی کا نقصان نہ کرے۔[2]

---

[1] یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس کو جیسی لکھنے کی استعداد بخشی ہو۔ ویسے لکھ دے۔

[2] یعنی جس طرح معاملہ یا سودا طے ہوا ہو۔ اس طرح من و عن تحریر کرے ایسا نہ کرے کہ ایک فریق کی رعایت کرے اور دوسرے کو نقصان پہنچائے۔

گواہ کے کیا فرائض ہیں؟

گواہی نہ چھپائے

لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (بقرہ ۳۹/۳)

اور گواہی کو مت چھپاؤ جو شخص اس کو چھپاوے گا، تو بیشک اسکا دل گنہگار ہے۔ اور اللہ تعالے تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے

گواہی سے منحرف نہ ہو

لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌ م بِكُمْ ط (بقرہ ۳۹/۳)

اور لکھنے والا اور نہ گواہ (کسی فریق کا نقصان (گواہی سے منحرف ہوکر یا اسے بدل کر) نہ کرے۔ اور اگر ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے۔

گواہی سے انکار نہ کرے

لَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط (بقرہ ۳۹/۳)

اور جس وقت گواہ (گواہی کیلئے) بلائے جائیں (وہ) انکار نہ کریں۔

Marfat.com

گواہی سچی دے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز (مائدہ ۲/۶)

اے ایمان والو اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کو کھڑے ہو جایا کرو۔

گواہی کو صحیح صحیح ادا کرے

وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ط (طلاق ۲/۸)

اور اللہ کے واسطے گواہی سیدھی دو (گواہی دیتے ہوئے کوئی پیچ ترچھی بات نہ کریں بلکہ سچی بات کہہ دیں۔

کسی کے نقصان کی پرواہ نہ کرے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ج اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ق فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى

اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو اور اللہ کی طرف کی سچی گواہی دو اگرچہ تمہارا تمہارے والدین یا قرابت داروں کا نقصان (ہی کیوں نہ) ہو (کیونکہ) اگر

لہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہترین شہداء (گواہ) وہ ہیں۔ جو قبل سوال کے شہادت دیتے ہیں (ابن کثیر)

أَنْ تَعْدِلُوْا ج وَإِنْ تَلْوٗٓا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

(نساء ۲/۵)

(ان میں، کوئی مالدار ہے یا محتاج ہے۔ تو اللہ ان کا تم سے بہتر خیر خواہ ہے۔ لہٰذا انصاف[1] کرنے میں دل کی خواہش پر نہ چلو۔ اور اگر تم کج بیانی (بات پھیر کر) کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ سب کاموں سے واقف ہے۔

---

[1] گواہی سچی اور اللہ کے حکم کے موافق دینی چاہیئے اگرچہ اس میں تمہارا یا تمہارے کسی عزیز قریب کا نقصان ہوتا ہو جو حق ہو اس کو صاف صاف ظاہر کر دینا چاہیئے دنیوی نفع کے لئے آخرت کا نقصان نہ لو اور سچی گواہی دینے میں اپنی کسی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو کہ مالدار کی رعایت کر کے یا محتاج پر ترس کھا کر سچ کو چھوڑ بیٹھو۔ جو حق ہو سو کہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ اور ان کے مصالح سے واقف ہے اور اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں۔ زبان ملنا یہ کہ سچی بات تو کہی مگر زبان داب کر اور پیچ سے کہ سننے والے کو شبہ پڑ جائے یعنی صاف صاف سچ نہ بولا اور بچا جانا یہ کہ پوری بات نہ کہی بلکہ کچھ بات کام کی رکھ لی سو ان دونوں صورتوں میں گو جھوٹ تو نہیں بولا۔ مگر بوجہ عدم اظہار حق گنہگار ہوگا۔ گواہی سچی اور صاف اور پوری دینی چاہیئے۔

(موضح الفرقان)

Marfat.com

حاکم کے کیا فرائض ہیں؟

ذاتی مخالفت کے سبب انصاف میں کوتاہی نہ کرے

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط (مائدہ ۱/۲)

اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔

انصاف سے فیصلہ کرے

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ط (نساء ۵)

اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

احکامِ قرآن کے مطابق فیصلہ دے

فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ (مائدہ ۵)

سو حکم کر ان میں اس کے موافق جو کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا۔

کسی کے کہنے سننے کی پرواہ نہ کرے

وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ط (مائدہ ۵)

اور ان کی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجئے اور ان سے بچتے رہیے کہ وہ کہیں آپ کو کسی ایسے حکم سے نہ بچلا دیں جو آپ پر اللہ تعالیٰ نے اتارا ہو۔

مبلّغ کے کیا فرائض ہیں؟

قرآن کو تبلیغ میں اصل الاصول قرار دے

لِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۔ سو تو اس کو قرآن سے سمجھا جو میرے ڈرانے سے ڈرے۔ (ق ۴۵/۲)

مواعظِ حسنہ کے ذریعہ دعوتِ حق دے

عُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط ۔ اپنے رب کی طرف پر حکمت باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے۔ اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔ (النحل ۱۶/۱۲۵)

اس آیت کریمہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کے راستہ پر کس طرح لانا ہیئے۔ اس کے تین طریقے بتلائے۔ حکمت، موعظت حسنہ اور جدال بالتی ھی احسن۔ حکمت سے مراد یہ ہے کہ نہایت پختہ اور اٹل مضامین ..... مضبوط دلائل و براہین کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے پیش کئے جائیں جن کو سن کر فہم و ادراک اور علمی ذوق رکھنے والا طبقہ گردن جھکا سکے۔ دنیا کے خیالی فلسفے ان کے سامنے ماند پڑ جائیں اور ہر قسم کی علمی و دماغی ترقیات وحی الٰہی کے بیان کردہ حقائق کا ایک خوشہ تبدیل نہ کر سکیں۔ "موعظت حسنہ" موثر اور رقت انگیز نصیحتوں سے عبارت ہے۔ جن میں نرم خوئی درد و سوزی کی روح بھری ہو۔ اخلاص ہمدردی اور شفقت و حسن اخلاق سے خوبصورت اور معتدل پیرایہ میں جو نصیحت کی جاتی ہے بسا اوقات پتھر کے دل بھی (باقی صفحہ ۱۸۲ پر)

Marfat.com

امور دین میں حدود شرعیہ سے تجاوز نہ کرے

لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ — اور اپنے دین کی بات میں مبا

(نسا ۲۳/۴) — نہ کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۱) موم ہو جاتے ہیں۔ مُردوں میں جانیں پڑ جاتی ہیں۔ ایک مایو
دیتر مردہ قوم جھرجھری لیکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ لوگ ترغیب و ترہیب کے مضا
سُن کر منزل مقصود کی طرف بیتابانہ دوڑنے لگتے ہیں۔ اور بالخصوص جو زیادہ
دماغ اور ذکی فہیم نہیں ہوتے۔ مگر طلب حق کی چنگاری سینے میں رکھتے ہیں۔
میں موثر پند و وعظ سے عمل کی ایسی اسٹیم بھری جا سکتی ہے جو بڑی اونچی عا
تحقیقات کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ ہاں دنیا میں ہمیشہ سے ایک ایسی جماعت
موجود رہا کی ہے۔ جن کا کام ہر چیز میں الجھنا اور بات بات میں حجتیں نکالنا۔
کج بحثی کرنا ہے۔ یہ لوگ نہ حکمت کی باتیں قبول کرتے ہیں۔ نہ وعظ و نصیحت
ہیں۔ بلکہ چاہتے ہیں کہ ہر مسئلہ میں بحث و مناظرہ کا بازار گرم ہو۔ بعض اوقات اہل
و انصاف اور طالبین حق کو بھی شبہات گھیر لیتے ہیں اور بدوں بحث کے تسلی نہ
ہوتی۔ اس لئے وجادلھم بالتی ھی احسن فرمایا کہ اگر ایسا موقعہ پیش آ
تو بہترین طریقہ سے تہذیب۔ شائستگی۔ حق شناسی اور انصاف کے ساتھ بح
کرو۔ اپنے حریف مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے دو۔ خواہی نخواہی د
اور جگر خراش باتیں مت کرو۔ جن سے معاملہ بڑھے اور طول کھینچے۔ مقصود
اور احقاق حق ہونا چاہیئے۔ خشونت۔ بداخلاقی۔ سخن پروری اور ہٹ دھرمی
کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔

(موضح القرآن)

دین میں تفرقہ نہ ڈالے

أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ط (شوریٰ ۱۳ ع ۲)

اور دین کو (عملاً) قائم رکھو۔ اور اس میں اختلاف نہ ڈالو۔

مباحثہ مہذبانہ طریق سے کرے

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ (عنکبوت ۵ ع ۴)

اہل کتاب سے بجز مہذبانہ[1] طریقہ کے مباحثہ مت کرو۔ مگر جو زیادتی کریں۔

---

[1] مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے۔ اور اہل کتاب کا دین اصل میں سچا تھا تو ان سے اُن کی طرح مت جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹنے لگو۔ بلکہ نرمی۔ متانت خیر خواہی اور صبر و تحمل سے واجبی بات سمجھاؤ۔ البتہ جو ان میں صریح بے انصافی عناد اور ہٹ دھرمی پر تل جائے اس کے سامنے مناسب سختی کا برتاؤ کر سکتے ہو بحث کے وقت فریق مقابل کی علمی و دینی حیثیت کا خیال رکھو۔ جوش مناظرہ میں صداقت و اخلاق کی حد سے نہ نکلو۔ جہاں کہیں جتنی سچائی ہو۔ اسکا اعتراف کرو (موضح القرآن)، بحث و مباحثہ سے اس وقت تک احتراز کرنا چاہیئے جب تک کہ مکمل دینی واقفیت نہ رکھتے ہوں۔ ورنہ نقصان اٹھانے کا اندیشہ ہے۔

مجاہدین کے فرائض کیا ہیں؟

فخر و نمائش نہ کریں

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ (انفال ۶/۱۰)

اور ان (کافروں) جیسے نہ ہو جا جو اپنے گھروں سے اترانے[1] اور لوگوں کو دکھانے کے لئے نکلے تھے۔

آپس میں نہ جھگڑیں

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

آپس میں نہ جھگڑو[2]۔ پس نامرد ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہے گی۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ

---

[1] کسی عبادت پر اترانا اور نمائش کرنا اس کو غیر مقبول بنانا ہے۔ جہاد بھی ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ اس لئے فخر و غرور اور نمود و نمائش کی بجائے مقصد پر نظر رکھنی چاہیئے۔

[2] اگر باہم لڑنے جھگڑنے لگ جاؤ گے۔ تو تمہارا اقبال و رعب کم ہو جائے گا اور دشمن تمہاری اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ... عروس کامرانی سے ہمکنار نہ ہونے دیگا اور اس راستہ میں جو بھی تکلیف اور سختی پہنچے اسے صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیئے۔

(انفال ۶/۱۰) صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

جم کر لڑیں

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝

اللہ ان لوگوں کو چاہتا ہے۔ جو اس کی راہ میں اس طرح قطار باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

(صف ۶۱/۴)

جہاد کا حق ادا کریں

وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ط

اور اللہ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے۔

(الحج ۲۲/۷۸)

ثابت قدم رہیں

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا

اے ایمان والو جب کسی فوج سے لڑو تو ثابت رہو اور اللہ کو

لہ میدان جنگ میں کسی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جانا چاہیئے۔

ٹہ جہاد خواہ نفس کے ساتھ ہو یا شیطان کے ساتھ۔ کفار کے ساتھ ہو یا باغیوں کے ساتھ۔ غرضیکہ جس قسم کے جہاد کی مہم پیش آئے۔ اس میں اس کی شان کے شایاں محنت کر کے دکھانا چاہیئے۔

Marfat.com

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (انفال ۶/۱۰) بہت یاد کرو۔[1]

پیٹھ نہ پھیریں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ۝ (انفال ۲/۹) اے ایمان والو جب تم کافروں سے میدان جنگ میں لڑو تو ان سے پیٹھ مت[2] پھیرو۔

کفار کو اپنی شدت و قوت دکھلائیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ... وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ط (توبہ ۱۶/۱۱) اے ایمان والو ان (کفار) کو تمہارے اندر سختی[3] پانا چاہیئے۔

مستأمن کو پناہ دیں

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ[4]

---

[1] یاد الٰہی سے دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور جہاد میں اس کی خاص طور پر ضرورت ہے۔

[2] اگر کسی جنگی مصلحت کی بنا پر پیچھے ہٹے تو کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر جان بوجھ کر بھاگا تو غضب الٰہی اس کا استقبال کریگا۔

[3] یعنی دشمن پر اتنی سختی دکھلائے کہ اس کی ہمت و جرأت جواب دیدے۔

[4] اگر فریق مخالف سے کوئی شخص تحقیق و رفع شکوک کی نیت سے مسلمانوں میں آنا چاہے تو اسے پناہ دے کر کلام الٰہی سنایا جائے اور اصول اسلام سے آگاہ کیا جائے اگر اس کی تسلی نہ ہو تو اسے قتل یا قید کئے بغیر واپس اس کے امن کے مقام پر پہنچا دیا جائے اور اس کے بعد اسے مخالف تصور کیا جائے۔

Marfat.com

فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝

(توبہ ۱/۱۰)

مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر پہنچا دے اس کو اس کی امن کی جگہ پر کیونکہ وہ لوگ علم نہیں رکھتے۔

صلح کو ترجیح دیں

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

(انفال ۸/۹)

اور اگر وہ (جن سے جہاد مقصود ہے) صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی اسی طرف جھک اور اللہ پر بھروسہ کر بیشک وہی سننے اور جاننے والا ہے۔

تحفظِ حقوقِ مہاجرین کیسے ہو؟

مہاجرہ کا ایمان معلوم کر لیا جائے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ج (ممتحنہ ۲/۲۸)

اے ایمان والو جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں تو ان کو جانچ لو[1] اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے

ایمان والی کو واپس نہ بھیجا جاوے

فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ط لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ط (ممتحنہ ۲/۲۸)

پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں۔ تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ کیونکہ یہ عورتیں (اب) نہ اُن کافروں پر حلال ہیں۔ اور نہ وہ کافر ان عورتوں پر حلال ہیں۔

---

[1] یعنی دل کا حال تو اللہ خوب جانتا ہے۔ لیکن ظاہری طور سے ان عورتوں کی جانچ کر لیا کرو کہ آیا واقعی وہ مسلمان ہیں اور محض اسلام کی خاطر وطن چھوڑ آئی ہیں۔ کوئی دنیوی یا نفسانی غرض تو ہجرت کا سبب نہیں ہوئی۔

(موضح الفرقان)

مہاجرہ سے نکاح کر لیا جائے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ط (ممتحنہ ۲/۶۰)

اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان کے مہر[1] ان کو دے کر ان عورتوں سے نکاح کر لو۔

مہاجر کافرہ سے زوجیت کا تعلق نہ رکھے

وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (ممتحنہ ۲/۶۰)

اور تم کافر عورتوں سے تعلقات باقی نہ رکھو۔

---

[1] زوجین میں اگر ایک مسلمان اور دوسرا مشرک ہو تو اختلاف دارین کے بعد تعلق نکاح قائم نہیں رہتا۔ پس اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر دار الاسلام میں آجائے تو جو مسلمان اس سے نکاح کرے اس کے ذمہ ہے کہ اس کافر نے جتنا مہر عورت پر خرچ کیا تھا وہ اسے واپس کر دے۔

باب چہارم

ارکانِ اسلام کون سے ہیں؟

ایمان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط

(نسا ۲۰/۵)

اے ایمان والو یقین[1] لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اسکی کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمائی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی۔

---

[1] یقین لانے یا ایمان لانے کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ و رسولؐ کے احکام میں سے آپ جس حکم کو چاہیں اپنے لئے پسند کرلیں اور باقی احکام کو چھوڑ دیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آپ کو من حیث المجموع تمام احکامِ الٰہیہ پر ایمان لانا اور عمل کرنا ہوگا۔ اگر اس کے ارشادات میں سے کسی ایک پر یقین نہ لاؤ گے تو پھر مسلمان نہ رہو گے اور اگر عمل نہ کرو گے تو گناہ گار ٹھہرو گے کیونکہ قرآن کریم کا ہر حکم فرض ہے۔

[2] یعنی وہ آسمانی کتابیں جو قرآن پاک سے قبل نازل ہوئیں مثلاً زبور۔ تورات۔ انجیل وغیرہ

Marfat.com

نماز

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (بقرہ ۵/۱) نماز[1] کو قائم رکھو۔

زکوٰۃ

وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ (بقرہ ۵/۱) اور زکوٰۃ[2] دیا کرو۔

روزہ

کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ (بقرہ ۲۳/۲) تم پر روزہ[3] فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے اگلوں پر فرض کیا گیا ہے۔

---

[1] سرور کائنات نے نماز میں شرکت نہ کرنے والوں کے گھروں کو جلا دینے کا فرمایا (رواہ البخاری والمسلم ص۹۵)

بے نمازی چاروں مذہبوں میں سخت سزا کا مستحق ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ بے نمازی کو خوب مارا جائے اور ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ رہا نہ کیا جائے۔ باقی تینوں امام رحمہ فرماتے ہیں کہ بے نمازی قتل کیا جائے (در المختار جلد ۱ ص ۳۲۶)

[2] خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جہاد کرنے کا اعلان فرمایا (رواہ البخاری باب وجوب زکوٰۃ)

[3] روزہ ڈھال ہے دوزخ سے بچنے کے لئے اور زمانہ کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے (رواہ البخار)

Marfat.com

حج

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط (آل عمران ع ۱۲)

اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس گھر کا حج[1] کرنا ہے جو اس کے طرف راہ چلنے کی استطاعت رکھتا ہو۔

جہاد

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ج (بقرہ ۲۶/۲)

جہاد[2] کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو گراں[3] ہے۔

---

[1] حدیث ابوامامہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جو شخص مرگیا اور اس نے حج اسلام نہ کیا اس کو کسی بیماری یا بادشاہ ظالم یا حاجت ظاہری نے نہ روکا تھا۔ تو وہ جس حال چاہے مرے۔ یہودی یا نصرانی۔ روایت کیا اس کو احمد۔ ابو یعلی۔ بیہقی اور سعید ابن منصور نے۔

[2] حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مرگیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ دل میں جہاد کا ارادہ رکھا۔ وہ جاہلیت کی طرح مرا۔

[3] بُرے لگنے کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو دشوار گراں معلوم ہوتا ہے یہ نہیں کہ قابل رد و انکار نظر آئے اور مخالف حکمت و مصلحت سمجھا جائے اور موجب ناخوشی و تنفر ہو سو اتنی بات میں کوئی الزام نہیں۔ جب انسان کو بالطبع زندگی سے زیادہ کوئی چیز مرغوب نہیں۔ تو ضرور مقاتلہ سے زیادہ دشوار کوئی شے نہ ہونی چاہیئے (موضح الفرقان)

Marfat.com

اوقاتِ نماز کیا ہیں؟

اوقات مقرر ہیں

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۱۵/۵)

بیشک نماز مسلمانوں پر اپنے مقررہ وقتوں پہ فرض ہے

صبح

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ (طٰہٰ ۸/۱۶)

اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے سورج نکلنے سے پہلے۔

ظہر

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ ... حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ (روم ۲/۲۱)

سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو ظہر[۲] کے وقت

عصر

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا

اور سورج کے غروب (ڈوبنے)

---

[۱] صبح کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے۔

[۲] ظہر کے وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور ہر چیز کے سایہ کے دو نے دوگنے ہونے تک رہتا ہے۔

(طٰہٰ ۱۳۰/۲۰) سے پہلے[1]۔

شام

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ (ھود ۱۱۴/۱۲) اور قائم کر نماز کو دن کے دو[2] نو طرف (صبح اور شام)

عشاء

وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ ؕ (ھود ۱۱۴/۱۲) اور کچھ ٹکڑوں میں رات کے (عشاء)

---

[1] جب ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے اس وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک عصر کا وقت ہے۔

[2] شام کا وقت سورج ڈوبنے سے شروع ہوتا ہے اور آسمان پر غروب کی طرف بقول دیگر ائمہ سرخی رہنے تک باقی رہتا ہے اور بقول امام ابو حنیفہؒ سرخی کے بعد سفیدی کے رہنے تک رہتا ہے۔ یہ وقت بہت قلیل ہوتا ہے۔ اس لئے آسمان پر ستاروں کے خوب چھٹک جانے سے قبل یہ نماز ادا ہونی چاہیئے ورنہ مکروہ ہو جاتی ہے۔

[3] سرخی یا سفیدی کے غائب ہو جانے سے عشا کا وقت شروع ہو کر آدھی رات کو وقت مستحب ختم ہو جاتا ہے۔ آدھی رات کے بعد عشاء کے لئے مکروہ وقت ہے (از کفایہ شرح ہدایہ صـ۴۴)

ان پانچ وقتوں کی نماز کے علاوہ دیگر نفل نمازیں۔ تحیۃ المسجد۔ تحیۃ الوضو۔ اشراق۔ چاشت۔ اوابین۔ تہجد۔ صلوٰۃ التسبیح وغیرہ بھی ہیں۔ جن کا ثواب بہت زیادہ ہے اور یہ قسمت والوں کو ہی اس کے فضل سے نصیب ہوتی ہیں۔

شرائط نماز کیا ہیں؟

کپڑے پاک وصاف ہوں

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ (مدثر ۱/۲۴) اور اپنے کپڑے پاک رکھ۔

بدن پاک ہو

وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا (مائدہ ۲/۶) اور اگر تم کو جنابت (ناپاکی) ہو۔ تو خوب طرح (غسل[1] کرکے) پاک ہو۔

باوضو ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ط (مائدہ ۲/۶)

اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو۔ تو اپنے منہ کو اور ہاتھ کہنیوں تک دھو[2] لو۔ اور اپنے سر کو مل لو۔ (یعنی تر ہاتھ مار کر مسح کر لو) اور پاؤں ٹخنوں تک (دھو ڈالو)

---

[1] اگر بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گیا یا ناک میں پانی نہیں ڈالا۔ تو بھی غسل نہیں ہوا (صغیری ص۲۵)

[2] وقت آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔

Marfat.com

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط

(مائدہ ۶)

اور اگر تم بیمار یا سفر میں ہو۔ یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آیا ہے۔ عورتوں کے پاس گئے ہو۔ پھر تم پانی نہ پاؤ تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو (اور اس مٹی سے ہاتھ پھیر کر) اپنے منہ اور ہاتھ کو اس سے مل لو۔

نشہ کی حالت نہ ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ

(النساء ۵)

اے ایمان والو تم نشہ[1] کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ نہ پڑھو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو

---

[1] اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نشہ دوسرے وقتوں میں حلال ہے۔ نشہ دینے والی چیزوں کا استعمال نشہ حاصل کرنے کے لئے قطعاً حرام ہے اور یہ آیت اس وقت اتری تھی جبکہ مسلمانوں پر ابھی شراب حرام نہ ہوئی تھی۔

[2] کیونکہ نشہ کی حالت میں انسان حق و باطل کی تمیز ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے مولا نے مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

Marfat.com

نماز کس طرح پڑھنی چاہیئے؟

منہ قبلہ کی طرف ہو

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط

سو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور تم جہاں[1] کہیں بھی ہوا کرو۔ اپنا منہ اسی کی طرف کیا کرو۔

(بقرہ ۱۷/۲)

تکبیر پڑھی جائے

وَكَبِّرُوهُ تَكْبِيرًا ہ (بنی اسرائیل ۱۲/۵)

اور اسکی بڑائی[2] کرو بڑا جان کر۔

قیام باادب ہو

وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِينَ ہ (بقرہ ۳۱/۲)

اور اللہ کے سامنے ادب[3] سے کھڑے ہوا کرو۔

---

[1] یعنی حضر میں یا سفر میں، مدینہ میں یا دوسرے شہر میں جنگل میں یا دیار میں یا خود بیت المقدس میں جہاں کہیں ہو۔ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو (موضح القرآن)

[2] نیت باندھنے کے بعد اللہ اکبر کہنا فرائض نماز سے ہے۔ اللہ اکبر میں رے پر جزم پڑھی جائے (اللّٰهُ أَكْبَرُ)

[3] نماز میں کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے معلوم ہو جائے کہ نماز نہیں پڑھتے ایسی باتوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسے کھانا، پینا یا کسی سے بات کرنا یا ہنسنا وغیرہ (موضح الفرقان)

Marfat.com

غفلت اور ریا کا دخل نہ ہو

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝ (ماعون ۱ تا ۶)

پھر خرابی ہے ان نمازیوں کی۔ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وہ جو کہ ریاکاری[1] کرتے ہیں۔

دل میں خشیّت الٰہی ہو

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً (اعراف ۲۴/۹)

اور اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اپنے دل میں[2] یاد کرتا رہ۔

دھیمی آواز سے پڑھے

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝

نماز نہ بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بالکل ہی چپکے چپکے پڑھئے اور دونوں

---

[1] یعنی ان کا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی بجائے لوگوں سے نمازی کہلانے کا ہوتا ہے۔

[2] قرآن میں نماز کو ذِکر کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے حضور قلب نماز کی روح ہے اسلئے نماز میں جب کھڑا ہو تو اس کا دل اللہ کے دربار میں سراپا جھکا ہوا ہو۔ جو کچھ زبان سے پڑھ رہا ہو۔ اس پر پورا دھیان ہو۔ اور اعضاء پر اس کا اثر ہو۔ یعنی اس وقت ظاہر و باطن یکساں ہو اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے دربار میں حاضر ہونے کے سوا دنیا و ما فیہا سے قطعاً بے تعلق بلکہ ناواقف کی طرح کھڑا ہو۔

Marfat.com

(بنی اسرائیل ۱۱۰/۱۵) کے درمیان ایک طریقہ[1] اختیار کر لیجئے

رکوع و سجدہ کرے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا (الحج ۷۷/۱۲) اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ[2] کرو۔

سجدہ میں رُخ سیدھا رکھے

وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (اعراف ۲۹/۸) اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا[3] رکھا کرو۔

نماز با جماعت پڑھے

وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝ (بقرہ ۴۳/۱) اور جھکو نماز میں جھکنے والوں کے ساتھ۔

---

[1] نماز میں جو کچھ سرّیا جہراً پڑھے۔ وہ نہ بالکل دبی زبان سے پڑھے نہ خوب چلا کر پڑھے بلکہ دھیمی آواز سے پڑھے۔ اس سے قلب متاثر ہوتا اور تشویش پیدا نہیں ہوتی۔

[2] نماز میں رکوع کرنا اور دونوں سجدے کرنا فرائض نماز سے ہیں۔ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا۔

[3] یعنی جس طرح قبلہ رُخ کھڑے ہوئے اسی طرح سجدہ میں بھی اپنا منہ کعبہ کی طرف رکھو۔ بعض مفسرین نے اقیموا وجوھکم سے یہ مراد لی ہے کہ عبادت میں ہمیشہ استقامت کے ساتھ دل سے متوجہ رہو اور ابن کثیر کے نزدیک اس کا یہ مطلب ہے کہ اپنی عبادات میں سیدھے رہو یعنی پوری طرح اتباع سنت کرو۔

اذان جمعہ سن کر کام چھوڑ دے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ	اے ایمان والو جب جمعہ کے دن
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا	نماز کی اذان ہو۔ تو اللہ کی یاد کی
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (جمعہ ۲/۲۸)	دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

سفر میں نماز کا قصر کرے

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ	اور جب تم ملک میں سفر کرو۔ تو تم
عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا	پر گناہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ
مِنَ الصَّلٰوةِ (النساء ۵/۱۵)	کم[1] کر دو۔

بصورتِ جنگ یکے بعد دیگرے پڑھی جائے

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ	اور جب آپ ان میں موجود ہوں پھر
الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ	آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو یوں
مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا	چاہیے کہ ان میں سے ایک گروہ
اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا	تو آپ کے ساتھ کھڑا ہو جاوے
فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ	اور اپنے ہتھیار ساتھ لے لیوے پھر
طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا	جب یہ لوگ سجدہ کر چکیں تو یہ لوگ

[1] یعنی جو فرض نماز حضر میں چار رکعت ہو۔ وہ سفر میں دو رکعت پڑھو۔ بشرطیکہ سفر تین منزل یعنی ۴۸ میل کا ہو اور اس سے کم نہ ہو۔

فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ج (النساء ۱۵/۵)

آپ کے پاس سے ہٹ جاویں اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی آجاوے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار[1] لے لیں۔

بحالت شدتِ خوف ہر ممکن طریقہ سے پڑھے

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ج فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ (بقرہ ۳۱/۴)

پھر اگر تم کو کسی کا ڈر ہو پیادہ پڑھ لو یا سوار[2] پھر جس وقت تم امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جس طرح کہ تم کو سکھایا ہے

---

[1] اگر وقت مقابلے کا ہو۔ تو فوج دو حصے ہو جاوے۔ ہر جماعت آدھی نماز میں امام کے شریک ہو۔ اور آدھی جدی پڑھے جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے اور اس وقت نماز میں آمد و رفت معاف ہے اور ہتھیار اور زرہ یا سپر ساتھ رکھیں۔ اور اگر اس قدر بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کر دیں۔ تنہا پڑھ لیں پیادہ اور سوار یا اشارہ سے اگر یہ بھی فرصت نہ ہو تو قضا کریں (موضح القرآن)

اگر مغرب کا وقت ہو۔ تو اول جماعت دو رکعت اور دوسری جماعت ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے (موضح الفرقان) اس سے ظاہر ہوا کہ نماز اتنی ضروری ہے کہ اسکا کسی حالت میں ترک کرنا جائز نہیں۔

[2] یعنی لڑائی یا دشمن سے خوف کا وقت ہو تو نماز (چاہے) کو سواری پر اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف منہ نہ بھی ہو (موضح الفرقان)

Marfat.com

نماز سے خبردار رہے

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ (بقرہ ۳۱/۲) اور سب نمازوں سے خبردار[1] رہو۔

بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ ۝ (طٰہٰ ۱۴/۲۰) اور میری ہی یاد[2] کی نماز پڑھ کرو۔

---

[1] یعنی ہر ایک نماز کو اس کے وقت میں شرائط و آداب کے ساتھ ادا کرے۔ اور اس فرض کی ادائیگی سے غافل نہ ہو جائے۔

[2] ایک معنی لذکری کے یہ ہیں کہ جب تجھے نماز یاد آوے تو اس کو (قضا) ادا کر۔ امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک تمہارا نماز سے سو جائے یا اس سے غافل ہو جائے تو جب نماز یاد آوے۔ پڑھ لے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (ابن کثیر) چونکہ نماز سے مقصود اعظم خدا تعالیٰ کی یادگاری ہے۔ گویا نماز سے غافل ہونا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے (موضح الفرقان)

جس کی نماز قضا ہو جائے اور وہ یاد آنے پر قضا نماز پڑھنے کو کسی دوسرے وقت یا دن پر ملتوی کر دے اور اس قضا کی ادائیگی سے قبل اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ دو گناہوں کا مرتکب ہوگا۔ یعنی نماز قضا ہونے کا اور قضا نہ پڑھنے کا۔

Marfat.com

نماز جنازہ پڑھنی کس کی منع ہے؟

منافق کی

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝

(توبہ ۱۱)

اور ان (منافقوں) میں سے جو کبھی مرجائے تو اس پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھیئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو جیئے (کیونکہ) وہ اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے منکر ہوئے اور نافرمان مرگئے۔

مشرک کی

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

(توبہ ۱۱۴)

اور لائق نہیں نبیؐ کو اور مسلمانوں کو کہ مشرکوں کی بخشش چاہیں۔ اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں۔ جبکہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔

لہ جو اعلانیہ کفر و شرک کا مرتکب ہو اور اسی حالت میں مرے اس کے لئے استغفار کرنا اور بخشش مانگنا ممنوع ہے۔

Marfat.com

کن چیزوں کی زکوٰۃ دینی لازم ہے؟

سونا اور چاندی سے

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ	اور جو لوگ سونا اور چاندی گاڑ
وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ	کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی
سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ	راہ میں خرچ نہیں کرتے۔
اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ	ان کو دردناک عذاب کی خوشخبر
جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ	سنا دے جس دن کہ اس مال

لہ بعض محققین کا خیال ہے کہ اس آیت میں وہ سب لوگ مراد ہیں جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اور اس آیت میں علماء اور صوفیاء (جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے) سب سے پہلے داخل ہونگے۔ اور بہت سے مفسرین نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے زکوٰۃ نہ دینا مراد لیا ہے۔ کیونکہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر گراں گزری۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں مطلب حل کر دیتا ہوں۔ آپ نے جا کر عرض کی کہ اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے صحابہ پر یہ آیت گراں گزری ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے تم پر اس لئے فرض کی ہے کہ (زکوٰۃ لینے کے بعد) تمہارے باقی ماندہ مالوں کو پاک کر دے (روح المعانی) سونے چاندی کے علاوہ سالانہ نقد بچت پر اور تجارتی مال پر سال گزر جانے کے بعد بحساب موجودہ میں سے اڑھائی روپے زکوٰۃ نکالنا واجب

Marfat.com

نُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هٰذَا
كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا
كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝
(توبہ ۵)

دوزخ کی آگ دہکائیں گے پھر
اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں
اور پیٹھیں داغیں گے (اور انہیں
کہا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے
گاڑھ رکھا تھا اپنے واسطے۔ اب
اپنے گاڑھنے کا مزہ چکھو۔

پیداوار سے

هُوَ الَّذِي اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوشٰتٍ
غَيْرَ مَعْرُوشٰتٍ وَّالنَّخْلَ
الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ
الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا
غَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا
مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ
يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ

اور اسی نے پیدا کئے باغ جو ٹٹیوں[1]
پر چڑھائے جاتے ہیں اور جو ٹٹیوں
پر نہیں[2] چڑھائے جاتے اور کھجور
کے درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں
ان کے پھل اور زیتون و انار کو
پیدا کیا ایک دوسرے کے مشابہ
اور جدا[3] جدا بھی۔ ان کے پھل میں

---

[1] مثلاً انگور وغیرہ جن کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔
[2] تنہ دار درخت یا خربوزہ وغیرہ کی بیلیں جو زمین میں پھیلتی ہیں۔
[3] شکل و صورت میں باہم ملتے جلتے ہیں مگر مزہ جدا جدا ہے۔

Marfat.com

(انعام ۱۴۱) سے کھاؤ جس وقت کہ پھل لاوے
اور جس دن ان کو کاٹو۔ ان کا حق
ادا کرو۔

لہ اس کا حق وہ جس دن کٹے۔ یعنی زکوٰۃ اور مال کی زکوٰۃ ہے برس کے بعد اور اس کی
زکوٰۃ اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے۔ جو زمین اپنے ملک میں ہو۔ اور اس میں
خراج نہ آتا ہو۔ اس کے محصول میں حق اللہ کا ہے۔ اگر پانی دینے سے ہو۔ تو
بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ (موضح القرآن)

Marfat.com

زکوٰۃ کن پر خرچ کی جائے؟

فقراء پر

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ	زکوٰۃ جو ہے سو وہ حق ہے فقراء کا
(توبہ ۶۰)	(جن کے پاس کچھ نہ ہو)

مساکین پر

وَالْمَسٰكِيْنِ	اور محتاجوں کا (جن کی ضرورت کے
(توبہ ۶۰)	مطابق رزق میسر نہ ہو)

عاملین پر

وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا	اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں
(توبہ ۶۰)	کا (جو بادشاہِ اسلام کی طرف سے
	صدقات وغیرہ کی وصولی پر مامور
	ہوتے ہیں)

مؤلفۃ القلوب پر

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ	اور جن کی دلجوئی[1] کرنی مقصود ہو
(توبہ ۶۰)	(جن کے مسلمان ہونے کی امید ہو

[1] اب علماء ان کو نہیں گنتے (موضح القرآن)

یا جو اسلام میں کمزور ہو)

غلام و قیدی کے آزاد کرنے پر

وَفِی الرِّقَابِ (توبہ ۶۰) (قیدیوں کا فدیہ دے کر اور غلاموں کو خرید کر ان کی گردنوں کے چھڑانے میں۔

تاوان بھرنے والوں پر

وَالْغَارِمِیْنَ (توبہ ۶۰) اور جو تاوان بھریں (کسی کی ضمانت کی رقم یا قرضہ کی رقم ادا کرنے میں

اللہ کی راہ پر

وَفِی سَبِیْلِ اللّٰہِ (توبہ ۶۰) اور اللہ کے راستہ میں (مجاہدین کی اعانت میں)

مسافر پر

وَابْنِ السَّبِیْلِ ط فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ (توبہ ۶۰) اور راہ کے مسافر[1] کو اور یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔

---

[1] جو دوران سفر میں صاحب نصاب نہ ہو اور گھر پر خواہ کتنا ہی دولتمند ہو۔ صدقہ اللہ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور انسان کو بری موت سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی)

SECTION

Marfat.com

روزہ کے احکام کیا ہیں؟

ماہِ رمضان کے روزے رکھنا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ..... فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ۔ (بقرہ ۲۳/۲)

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینہ کو پائے تو اس میں ضرور روزے رکھے۔

شام سے صبح صادق تک کھانا پینا

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَكُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص (بقرہ ۲۳/۲)

اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ تم کو صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے صاف جدا نظر آئے

صبح صادق سے شام تک روزہ سے رہنا

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ ج (بقرہ ۲۳/۲)

اور پھر صبح صادق سے، رات[1] تک روزہ کو پورا کرو۔

---

[1] یعنی طلوع صبح صادق سے رات تک روزہ کو پورا کرو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کئی روزے متصل رکھنے اس طرح پر کہ رات کو کبھی افطار کی نوبت نہ آئے مکروہ ہے (موضح الفرقان)

رات کو اپنی ازواج سے صحبت کا حلال ہونا

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ط

(بقرہ ۲۳/۲)

تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول (بے حجاب) ہونا حلال قرار دیا گیا ہے

قضا روزے ادا کرے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط

(بقرہ ۲۳/۲)

پھر جو شخص تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اس پر ان کی گنتی (ادائگی قضا[1]) ہے اور دنوں سے (بعد ماہ رمضان کے جب روزے ادا کرنے کے قابل ہو جائے)

---

[1] قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا قضا کا روزہ پھر سے رکھے اور جتنے روزے قضا ہو گئے ہوں وہ چاہے سب یکے بعد دیگرے رکھ لے یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے قضا دونوں حالتوں میں درست ہے۔ البتہ روزے کی قضا میں دن یا تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کا قضا روزہ رکھا جا رہا ہے۔ ضروری نہیں۔ صرف تعداد پوری کر لینی چاہیئے۔ اگر دو سالوں کے روزے قضا ہیں۔ اور دونوں سالوں کے قضا روزے رکھنے کا ارادہ ہے۔ تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے۔

فریضۂ حج کس طرح ادا ہوتا ہے؟

حج کے مہینے مقرر ہیں

لْحَجِّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ (بقرہ ۲۵ ع ۲) حج کے چند مہینے معلوم ہیں۔

فسق و فجور چھوڑ دے

مَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ (بقرہ ۲۵ ع ۲)

پھر جس نے ان (مہینوں) میں حج لازم کر لیا۔ تو جائز نہیں عورت سے بے حجاب ہونا اور نہ گناہ کرنا اور نہ جھگڑا کرنا حج کے زمانہ میں۔

زادِ راہ پاس ہو

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز

اور زادِ راہ لے لیا کرو۔ کیونکہ بہتر فائدہ زادِ راہ کا سوال (بھیک مانگنے) سے بچنا ہے۔ (بقرہ ۲۵ ع ۲)

راستہ میں تجارت کر لینا گناہ نہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ

تم پر کچھ گناہ نہیں کہ (حج کو جاتے

لہ یعنی شوال کے عرہ سے لے کر عید کی صبح یعنی ذی الحجہ کی دسویں رات تک احرام حج ان کے اندر ہوتا ہے۔

تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط
(بقرہ ۲۵/۲)

ہوئے راستہ میں اپنے رب کا فض
(روزی) تلاش کرو۔

عرفات میں ٹھہر کر مزدلفہ پہنچے

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ
فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص
وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ج
(بقرہ ۲۵/۲)

عرفات سے جب طواف کے
لوٹو تو مشعر الحرام[1] کے نزدیک اللہ
کی یاد کرو۔ اس طرح یاد کرو جس
طرح تم کو سکھلایا۔

منیٰ میں قربانی کرے

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ
مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ
بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ج فَكُلُوْا
مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ج
(الحج ۲۸/۱۷)

اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن
معلوم ہیں ان چارپایوں پر جو
نے ان کو ذبح کے لئے
ہیں۔ سو ان جانوروں میں
تم بھی کھاؤ اور برے حال محتا
کو بھی کھلاؤ۔

---

[1] مشعر الحرام ایک پہاڑی کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے اس پر یا ماسوائے محسر تمام مزدلفہ میں قیام کرنا افضل ہے۔

مناسک حج طواف وغیرہ ادا کرے

لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ (الحج ۱۷/۲)

پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کردیں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

مقامِ ابراہیم پر دوگانہ پڑھے

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ط (بقرہ ۱۵/۱)

اور ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بناؤ۔

صفا و مروہ کے درمیان چلے

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ج فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ط (بقرہ ۱۹/۴)

بیشک صفا اور مروہ (کی پہاڑیاں) اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں سو جو کوئی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ تو کچھ گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں۔

مزدلفہ سے پھر منیٰ پہنچے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ ط

اور اللہ کو یاد کرو گنتی کے چند

(۱) جو حسب صحیح حدیث گنتی کے چند دن ایام تشریق مراد ہیں یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ (باقی حاشیہ ۲۱۵)

(بقرہ ۲۵ ع ۲) دنوں میں۔

اللہ کو کثرت سے یاد کرے

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ (بقرہ ۲۵ ع ۲)

پھر جب اپنے حج کے کام کو پو کر چکو تو (زمانہ قیام منیٰ میں) ا کو اس طرح یاد کرو جیسے (ز جاہلیت میں یہاں) اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس بھی زیادہ۔

منیٰ میں دو یا تین دن ٹھہرے

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ (بقرہ ۲۵ ع ۲)

پھر جو کوئی (منیٰ سے چلدی (یعنی دو ہی دن میں چلا گیا۔ تو اس (کچھ) گناہ نہیں اور جو کوئی (تین دن) رہ گیا۔ تو اس پر بھی کچھ گ نہیں۔ جو کہ ڈرتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص۲۱۳) ذی الحجہ کے ایام جن میں حاجیوں کو حج سے فارغ ہو کر منیٰ قیام کرنا پڑتا ہے اور کنکریاں وغیرہ مارتے ہیں۔

Marfat.com

ادائیگی عمرہ کا طریق کیا ہے؟

حج وعمرہ کی تکمیل ضروری ہے

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط (بقرہ ۲۴/۲)

اور حج اور عمرہ[1] کو اللہ واسطے پورا کرو۔

حج یا عمرہ پورا نہ کر سکنے پر قربانی دے

فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج (بقرہ ۲۴/۲)

پھر اگر تم روک[2] دیے جاؤ۔ تو تم پر قربانی کرنی لازم ہے جو کچھ کہ میسر ہو

قربانی سے قبل حجامت نہ کرائے

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ط (بقرہ ۲۴/۲)

اور جب تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ چکے (حرم میں ذبح ہو چکے) اپنے سروں کی حجامت نہ کرو۔

---

[1] یعنی کعبہ کے گرد سات دفعہ گھومنا اور صفا مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑنا عمرہ سال بھر میں بجز ایام مہینہ ہو سکتا ہے اور سنتہ ہے۔

[2] جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا۔ تو اس کو احرام توڑنا یا احرام سے نکلنا جائز نہیں بلکہ اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر کسی بیماری یا دشمن کی وجہ سے رک لیا ہے تو اس پر قربانی دینا جس کا ادنیٰ درجہ ایک بکری ہے۔ لازم ہے۔ جو کسی کے ہاتھ مکہ بھیجے کہ فلاں روز حرم مکہ میں پہنچ کر اسے ذبح کیا جائے۔

Marfat.com

بصورت بیماری حجامت کرالے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ج (بقرہ ۲۴/۲)

پھر جو کوئی تم سے بیمار[1] ہو یا اس کو سر کی (کوئی) تکلیف ہو۔ تو بدلہ دیوے روزے یا خیرات یا قربانی

عمرہ حج کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ[2] فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج (بقرہ ۲۴/۲)

سو جو کوئی فائدہ اٹھاوے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر۔ تو جیسے قربانی میسر آوے کرے۔

---

[1] یعنی اگر حالت احرام میں کوئی بیمار ہو یا اسکے سر میں درد ہو یا سر میں زخم ہو تو اس کو بضرورت حالت احرام میں حجامت کرنا سر کا جائز ہے مگر بدلہ دینا پڑے گا۔ تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ایک دنبہ یا بکرے کی قربانی کرنا۔ یہ دم جنایت ہے کہ حالت احرام میں بضرورت مرض لاچار ہو کر امور خلاف احرام کرنے پڑے (موضح الفرقان)

[2] حج تین قسم کا ہے۔

۱۔ حج افراد یعنی میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا

۲۔ قران یعنی حج اور عمرہ دونوں کی ایک ساتھ نیت کرنا۔

۳۔ تمتع یعنی میقات سے صرف عمرے کی نیت کرے اور جب مکہ میں پہنچے تو عمرہ کا احرام کھول دے پھر مکہ میں سے حج کا احرام باندھے۔

قربانی نہ ملنے پر روزے رکھے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ
اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ
ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ
حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(بقرہ ۲۴/۲)

پھر جس کو قربانی (کا جانور) نہ ملے
تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے
رکھے اور جب (گھر کو) لوٹے تو سات
روزے (رکھے) یہ دس روزے
پورے ہوئے۔ یہ حکم اس کیلئے ہے
جس کے گھر والے مسجد الحرام (حرم مکہ)
کے پاس نہ رہتے ہوں۔ اور اللہ
سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بیشک
اللہ کا عذاب سخت ہے۔

لہ یعنی جس نے قران وتمتع کیا اور اس کو قربانی میسر نہ ہوئی تو اس کو چاہیئے کہ تین روزے رکھے حج کے دنوں میں جو کہ یوم عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ پر ختم ہوتے ہیں اور سات روزے جب رکھے کہ حج سے بالکل فارغ ہو جائے دونوں کا مجموعہ دس روزے ہو گیا (موضح الفرقان)

ہے یعنی قران وتمتع اسی کے لئے جو مسجد الحرام یعنی حرم مکہ کے اندر یا اس کے قریب نہ رہتا ہو۔ بلکہ حل یعنی خارج از میقات کا رہنے والا ہو۔ اور جو حرم کے مکہ کے رہنے والے ہیں وہ صرف افراد کریں۔ (موضح الفرقان)

Marfat.com

احرام میں شکار کھیلنا کیسا ہے؟

حرام ہے

غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ — مگر احرام کی حالت میں شکار کو حلال
(مائدہ ۱/۲) — نہ جانو۔

ممنوع ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ — اے ایمان والو جس وقت تم احرام
وَأَنْتُمْ حُرُمٌ (مائدہ ۱۳/۲) — میں ہو (اس وقت) شکار نہ مارو۔

جنگل کا شکار نہ مارا جائے

وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا — اور تم پر جب تک کہ تم احرام میں ہو
دُمْتُمْ حُرُمًا (مائدہ ۱۳/۲) — جنگل کا شکار حرام ہوا

شکارِ حرم کے کیا احکام ہیں؟

عمداً مارنے پر کفارہ دینا ہوگا

وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا
فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ
يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ
هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ
طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ
صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ
عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط

(مائدہ ۱۳/۶)

اور جو کوئی تم میں اس کو جان کر مارے (یہ جانتے ہو کہ وہ حالتِ احرام میں ہے)، تو اس پر اس مارے ہوئے کے برابر مویشی سے بدلا ہے۔ جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر آدمی کر دیں اس طرح سے کہ وہ بدلے کا جانور بطور نیاز کعبہ تک پہنچایا جاوے یا اس پر کفارہ ہے چند محتاجوں کو کھلانا یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ چکھے سزا اپنے

لہ مسئلہ یوں ہے کہ اگر احرام میں شکار پکڑے تو فرض ہے کہ چھوڑ دے اور اگر مارے تو اس قدر قیمت کا ایک جانور لے کر مویشی میں سے بکری یا گائے یا اونٹ وہ کعبہ تک پہنچا کر ذبح کرے اور آپ نہ کھاوے یا اس قیمت کا اناج لے کر محتاجوں کو کھلاوے ہر محتاج کو دو سیر گیہوں یا جتنے محتاجوں کو پہنچتا ہو۔ اس قدر روزے رکھے اور قیمت دو معتبر مسلمان ٹھہرا دیں (موضح القرآن)

Marfat.com

کام کی (اس طرح) اللہ نے معاف
کیا جو کچھ ہو چکا۔

مکرر کرنے والے سے اللہ انتقام لے گا

وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ (مائدہ ۱۳/۷)

اور جو کوئی پھر کرے گا اس سے اللہ بدلا لے گا اور اللہ زبردست ہے۔ بدلہ لینے والا۔

البتہ دریا کا شکار حلال ہے

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ... وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (المائدہ ۱۳/۷)

تمہارے لئے دریا[1] کا شکار پکڑنا اور کھانا حلال ہوا ہے تمہارے فائدے کے واسطے اور سب مسافروں کے واسطے۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع ہو گے

[1] حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور دریا کا کھانا یعنی جو مچھلی پانی سے جدا ہو کر مر گئی۔ اس نے نہیں پکڑی وہ بھی حلال ہے۔ فرمایا یہ تو تمہارے فائدہ کو رخصت دی ہے۔ پھر کوئی نہ سمجھے کہ حج کے طفیل سے حلال ہے۔ فرمایا کہ اور سب مسافروں کے فائدہ کو مچھلی اگرچہ تالاب میں ہو وہ بھی شکار دریا ہے یہ حکم شکار کا معلوم ہوا۔ احرام کے اندر اور احرام میں قصد ہے کہ کا۔ اس شہر مکہ اور گرد و پیش میں ہمیشہ شکار مارنا حرام ہے بلکہ شکار کو ڈرانا اور بھگانا بھی۔

Marfat.com

جہاد کس لئے ضروری ہے؟

دفعیہ ظلم کیلئے

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ (بقرہ ۲۴/۲)

اللہ کی راہ میں (دین کی خاطر نہ کہ دنیا کی خاطر) ان لوگوں سے لڑو جو تم سے (ناحق[1]) لڑتے ہیں اور کسی پر زیادتی[2] نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

ظلم کا بدلہ لینے کیلئے

وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ

اور مار ڈالو ان (کافروں) کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا[3]۔ کیونکہ

---

[1] جب مسلمانوں پر پیش دستی کر کے لڑائی کی جائے اور ان پر ظلم و ستم ڈھایا جائے تو تو مسلمانوں پر مدافعت لازم ہو جاتی ہے۔

[2] یعنی لڑائی میں لڑکے اور عورتیں اور بوڑھے قصداً نہ مارے۔ لڑنے والوں کو مارے۔

[3] جب مسلمانوں کے جائداد املاک پر جبراً قبضہ کیا جائے یا انہیں گھر سے بے گھر کیا جائے یا ان کے جائز حق غصب کئے جائیں۔ تو بھی مسلمانوں پر ان کی حفاظت فرض ہے۔ اور اس غرض کے لئے جب بھی غلبہ حاصل ہو۔ یہ فرض ادا کیا جائے۔

Marfat.com

مِنَ الْقَتْلِ ج (بقرہ ۲۴/۲) فتنہ (برپا کرنا، مار ڈالنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

مذہبی آزادی کے لئے

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط (الحج ۶/۱۷)

جن سے لڑائی کی جاتی ہے ان لوگوں کو لڑنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے جو لوگ اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے ہیں محض اتنی بات پر (اس قصور پر) کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ (جل جلالہٗ) ہے

حق و باطل کی حد بندی کیلئے

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو

لے جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے روکیں یا دیگر مذہبی فرائض ادا کرنے میں مخل ہوں ان کے خلاف بھی جنگ کرنا فرض ہے۔

Marfat.com

دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ط (توبہ ع ۴)

جس کو اللہ نے اور اسکے رسول نے حرام کیا۔ اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب[1] ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ دیں۔

راہِ حق کی حفاظت کے لئے

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ..... فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

اور جو لوگ کہ منکر ہوئے اور انہوں نے، اللہ کی راہ[2] سے اوروں کو روکا ان کے اعمال اللہ نے ضائع کر دئے۔ سو جب تم (ان) منکروں کے بالمقابل ہو۔ تو گردنیں مارو۔

---

[1] یعنی جو اہل کتاب اسلام کی اشاعت و ترقی کی راہ میں حائل ہوں یا اس میں کسی طرح روکاوٹ یا خرابی پیدا کریں۔ اور پُرامن نہ رہیں۔ تو ان کے خلاف بھی جہاد کرنے کا حکم ہے۔

[2] کفار کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آتی ہے کہ وہ ہر ممکن ذریعہ سے لوگوں کو راہِ حق سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے جو شخص بھی مسلمانوں کے راستہ میں انکے مذہبی فرائض کی ادائیگی سے باز رکھنے کی نیت سے روکاوٹ ڈالے یا انہیں دین سے پھیرنے کی کوشش کرے تو ان کے خلاف نبرد آزما ہونا ضروری ہے۔

الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۝

(محمد ۴/۲۶)

یہاں تک کہ جب ان کی خوب خونریزی کر چکو۔ تو خوب مضبوط باندھ لو (گرفتار کر لو) پھر یا احسان کر کے چھوڑ دو یا معاوضہ لے کر چھ دو۔ جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں۔

بدعہدوں کو سزا دینے کیلئے

(۱) اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝

(انفال ۸/۵۶)

جن سے آپ نے عہد کیا ہے پھ وہ ہر بار اپنا عہد[1] توڑتے ہیں اور وہ (بدعہدی سے) نہیں ڈرتے۔ سو اگر کبھی ان کو لڑائی میں پائیں تو ان کو ایسی سزا دیں کہ دیکھ کر بھاگ جائیں ان کے پچھلے تا انکو عبرت ہو۔

(۲) وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ

اور اگر وہ (کافر) عہد کرنے کے بعد

[1] جو لوگ عہد و پیمان کر کے اور قول قسم دے کر پھر دغا بازی و بدعہدی کریں تو ان سے ہمیشہ جنگ کی جائے۔

بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ
فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا
أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝
(توبہ ۲/۱۰)

اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے
دین کو عیب لگائیں تو کفر کے
سرغنوں سے لڑو تاکہ وہ باز آئیں
بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔

دشمنوں کے استیصال کیلئے

(۱) فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ
كُلَّ مَرْصَدٍ ج (توبہ ۱/۱۰)

سو مشرکوں[1] کو جہاں پاؤ مارو اور
پکڑو اور گھیرو اور ہر جگہ انکی تاک
میں بیٹھو۔

(۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ

اے نبیؐ آپ کافروں[2] سے اور

---

[1] مشرک کافر سے بھی بُرا ہے کیونکہ مشرک خدا کو بان کر اس سے دشمنی کرتا ہے۔ اور مخلوق کو خالق کے برابر بنا دیتا ہے۔ اس لئے جو شخص بھی خواہ وہ پیر ہو یا والد۔ ماں ہو یا بھائی ہو کسی طرح سے شرک کا مرتکب ہو۔ اس سے جہاد کرنا چاہیئے اور اگر جہاد کی قوت نہ ہو تو اس سے ہمیشہ کیلئے قطع تعلق ہو جانا چاہیئے۔

یہ حکم خاص جزیرۃ العرب کی تطہیر کے لئے ہے۔ دوسری جگہوں میں یا اسلام یا اطاعت اور جزیہ یا پھر جنگ۔

[2] کافر تو اسلام دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے اس لئے ان کے خلاف بھی مناسب موقعہ جہاد لازمی ہے۔

Marfat.com

وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط (توبہ ۱۰)	منافقوں[1] سے لڑائی کریں اور ان پر سختی کیجئے۔

قیام امن کیلئے

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ[2] وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ج (انفال ۴)	اور ان (منکروں) سے (اس وقت تک) لڑتے رہو۔ یہاں تک کہ فتنہ[2] (باقی) نہ رہے اور سارا حکم اللہ ہی کا چلنے لگے۔

[1] منافق اسلام کے دعویدار ہو کر تخریب اسلام میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی بدترین دشمن اسلام ہیں۔ جن سے نرمی کا برتاؤ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر ان کی منافقت بالکل عیاں ہو جائے تو ان سے جہاد بالسیف کرنا چاہیئے۔

[2] دنیا سے فتنہ و فساد کا خاتمہ اسی وقت ہی ہو سکتا ہے جب احکام الٰہی کی پیروی کی جائے۔ جو فتنہ و فساد اور جبر و استکبار سے پاک ہیں۔ نیکی کی طرف بلاتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں۔ واضح رہے کہ فتنہ ایک وسیع المعنی لفظ ہے۔ جس کا استعمال قرآن میں ظلم و عدوان۔ ظلم و استبداد۔ قتل و غارت۔ چوری و رہزنی بدعہدی و دغابازی۔ گمراہی و بے ایمانی۔ حق کشی و باطل پرستی۔ سود خواری و رشوت ستانی۔ بدکاری و بددیانتی۔ قطع رحمی و ملک گیری۔ تکبر و سرکشی۔ منافرت و مناقشت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اس لئے جہاں بھی یہ خرابیاں پائی جائیں۔ ان کی بیخ کنی کرنی ضروری ہے۔

Marfat.com

مظلوم مسلمانوں کی اعانت کیلئے

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ
فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ
الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا
مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ
الظَّالِمِ أَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَنَا
مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَنَا
مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا ۝
(النساء ۱۵)

اور پھر تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کے
راہ میں ان[1] کے واسطے نہیں لڑتے
جو مرد اور عورتیں اور بچے مغلوب
ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے
رب ہم کو اس بستی سے نکال۔ کہ
یہاں کے لوگ ظالم ہیں اور ہمارے
واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی
(پیدا) کر دے اور ہمارے واسطے
اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج دے

۲۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا
مَا لَكُمْ مِنْ وَلَايَتِهِمْ مِنْ شَيْءٍ
حَتّٰى يُهَاجِرُوا ۚ وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ
فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ

جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت
نہیں کی۔ تمہارا ان سے میراث کا
کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ
ہجرت نہ کریں۔ اور اگر وہ تم سے

---

[1] جو مسلمان اپنی کمزوری و بیچارگی کے باعث دشمنانِ اسلام کے پنجہ میں گرفتار ہوں اور دوسرے مسلمان ان سے لڑنے اور انہیں آزاد کرانے کی قوت و طاقت رکھتے ہوں تو ان کی آزادی و نجات کے لئے جنگ کرنا ضروری ہے۔

إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۗ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ۝

(انفال ۱۰)

دین کے کام میں مدد[1] چاہیں تو (انکی) مدد کرنا تمہارے ذمہ واجب ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد ہو اور اللہ تعالےٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں اور جو کافر لوگ ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے رفیق ہیں اگر اس پر عمل[2] نہ کروگے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور فساد پھیلیگا۔

---

[1] اگر غیر مہاجر تم سے جہاد پر مدد مانگیں تو تم ان کی مدد کرو کہ یہ مدد کرنا تم پر واجب ہے کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہاں اگر ایسی قوم کفار پر مدد چاہے جن سے تم کو ایک مدت کے لئے صلح ہے تو تم ان کی صلح نہ توڑو۔ اور اپنی قسم سے نہ پھرو۔ یہ معنی ابن عباسؓ سے مروی ہیں (ابن کثیر)

[2] یعنی کافر آپس میں ایک ہیں۔ تمہاری دشمنی سے جہاں ضعیف مسلمانوں کو پاوینگے انہیں ستاویں گے۔ اس کے مقابلہ میں اگر مسلمان ایک دوسرے کی مدد و اعانت نہ کریں گے۔ یا کمزور مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش نہ کریں گے تو ضعیف و کمزور مسلمان محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ اور ان کا دین و ایمان خطرہ میں رہے گا۔

Marfat.com

جہاد کس چیز سے کیا جائے؟

قرآن سے

لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝ (فرقان ۵/۱۹)

سو آپ منکروں کا کہنا نہ مانیں۔ اور ان سے اس (قرآن) کے ساتھ بڑے زور سے جہاد کیجئے۔

مال سے

جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ (توبہ ۲/۱۰)

اور اپنے مال سے جہاد کرو۔

ہتھیاروں سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ

اے ایمان والو اپنے ہتھیار لے

---

۱ کسی ناپسندیدہ چیز کو دفع کرنے کی کوشش کا نام جہاد ہے۔ اسلئے جہاد زبان قلم۔ تدبیر۔ تجویز۔ مال۔ سامان اور انسان کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی کوئی قوم جانی و مالی قربانی کے بغیر دنیا میں سربلند و سرفراز رہ سکتی ہے اور جس قوم نے اس فرمانِ الٰہی کی تعمیل نہ کرتے ہوئے اپنے مال کو عزیز جانا اور جان سے پیار رکھا وہ غلامی و ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دی جاتی ہے۔ جیسے آج ہماری حالت ہے۔

۲ سامانِ حرب کی تیاری۔ سامانِ رسد کی فراہمی اور مجاہدین کی اعانت بغیر روپیہ کے ناممکن ہے۔

Marfat.com

فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ (نسا ۱۰)

لو پھر جدا جدا فوج ہو کر یا سب اکٹھے ہو کر نکلو۔

جان سے

وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (توبہ ۱۰/۶)

اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان[1] سے لڑو۔ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

---

[1] جو شخص گھر سے فقط جہاد کی نیت سے نکلا اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کے ایمان اور رسولوں کی تصدیق ہی نے میدانِ جہاد میں جانے کے لئے مجبور کیا۔ تو یہ شخص اللہ کی حمایت میں ہے۔ اگر مر جائیگا تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا اور زندہ واپس ہوگا تو اجر یا غنیمت لے کر واپس ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ شہید قیامت میں اپنے زخموں کی اصلی حالت اور ہیئت پر آئے گا۔ زخموں کے خون کی رنگت تو سرخ ہی ہوگی۔ لیکن اس میں سے خوشبو مشک کی سی آرہی ہوگی۔ خدا کی قسم میری خواہش یہ ہے کہ میں خدا کے راستے میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (مسلم بطولہ)

جہاد کی تیاری کیسے کی جائے؟

لوگوں کو شوق دلایا جائے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ط (انفال ۹/۸)

اے نبیؐ آپ مسلمانوں کو لڑائی کا شوق دلائیں۔

فضیلت بتلائی جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط (صف ۶۱/۱۰)

اے ایمان والو۔ میں آپ کو ایک ایسی تجارت بتاؤں کہ جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے لڑو۔

اہمیت جتلائی جائے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ

آپ کہہ دیں کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے سے

كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ

(توبہ ۳/۱۰)

تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں۔ تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (قہر و عذاب) بھیجے۔

فوقیت بتلائی جائے

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

(انفال ۹/۱۰)

سو اگر تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں تو دو سو پر غالب ہوں۔ اور اگر تم میں ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں۔

سامانِ جہاد ہر وقت تیار رکھا جائے

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ

اور ان (کافروں) کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت[1] (ہتھیار وغیرہ)

[1] یعنی خدا پر بھروسہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ اسباب ضروریہ مشروعہ کو ترک کر دیا جائے بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامانِ جہاد فراہم کریں (باقی ص ۲۳۳)

Marfat.com

بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۔ (انفال ۸/۶۰)	سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان جمع رکھو تاکہ اس طرح سے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور ان کے سوا دوسروں پر دھاک بیٹھی رہے جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑے کی سواری شمشیر زنی اور تیر اندازی وغیرہ کی مشق کرنا سامان جہاد تھا۔ آج بندوق۔ توپ۔ ہوائی جہاز آبدوز کشتیاں۔ آہن پوش کروزر وغیرہ تیار کرنا اور استعمال میں لانا اور فنون حربیہ کا سیکھنا بلکہ ورزش وغیرہ سب سامان جہاد ہے۔ اس طرح آئندہ جو اسلحہ و آلات حرب و ضرب تیار ہوں۔ انشاء اللہ وہ سب آیت کے مضمون میں داخل ہیں۔ باقی گھوڑے کے متعلق تو آپ خود ہی فرما چکے ہیں کہ قیامت تک کے لئے خدا نے اس کی پیشانی میں خیر رکھ دی ہے۔ اور احادیث میں ہے کہ جو شخص گھوڑا جہاد کی نیت سے پالتا ہے۔ اس کے کھانے پینے بلکہ ہر قدم اٹھانے میں اجر ملتا ہے اور اس کی خوراک وغیرہ تک قیامت کے دن ترازو میں وزن کی جائے گی۔

(موضح الفرقان)

Marfat.com

طریقِ جہاد کیا ہو؟

قریبی کافروں سے لڑیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ (توبہ ۱۶/۱۰)

اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے۔

اکٹھے یا ٹولیاں بنا کر لڑیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ (النساء ۱۰/۵)

اے ایمان والو اپنے ہتھیار لے اور پھر جدی جدی فوج ہو کر یا سب اکٹھے (ہو کر لڑنے کے لئے) نکلو[1]

نفیرِ عام پر سب دوڑ پڑیں

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (توبہ ۶/۱۰)

(مسلمانو) نکلو ہلکے اور بوجھل۔ اور لڑو اللہ کی راہ میں مال سے اور جان سے۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے (یعنی دینوی اور اخروی ہر حیثیت سے)

---

[1] یعنی دشمنوں کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے گھر سے باہر نکلو متفرق طور پر سب اکٹھے ہو کر جیسا موقع ہو (موضح الفرقان)

Marfat.com

جہاد سے کون معذور ہے؟

ضعیف

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ (توبہ ۱۲/۹۱) ضعیفوں پر گناہ نہیں ہے۔

مریض

وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى (توبہ ۱۲/۹۱) اور نہ مریضوں پر گناہ ہے۔

مفلس

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اور نہ ان لوگوں پر کچھ گناہ ہے۔

لہ جب اعلان عام ہو جائے کہ دشمن نے ایک اسلامی ملک (جہاں احکام شریعت کا نفوذ ہو) پر حملہ کیا ہے۔ تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر جو جہاد کی قدرت رکھتا ہو فرداً فرداً اس کی فرضیت عاید ہو جاتی ہے۔ نفیر عام ہونے کے بعد تو ادائے فرض کا حق بغیر اس کے پورا ہونا ہی نہیں کہ سب کے سب جہاد کے لئے کھڑے ہو جائیں اس وقت وہ سب مسلمانوں پر اس طرح فرض ہوتا ہے جیسے نماز روزہ۔ پس غلام کو بغیر آقا کی اجازت کے اور عورت کو بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے نکلنا چاہیئے۔ کیونکہ ان عبادات میں جو فرض عین ہیں۔ غلام اور بیوی کی خدمت آقا اور شوہر کی ملک سے مستثنےٰ ہیں۔ جیسے نماز۔ روزہ اسی طرح بیٹے کے لئے مباح ہو جاتا ہے کہ وہ بغیر والدین کی اجازت کے نکل کھڑا ہو کیونکہ روزہ نماز جیسے فروض اعیان میں والدین کا حق اثر انداز نہیں ہوتا۔

(بدایع الصنائع جلد ۷، صفحہ ۹۸)

Marfat.com

مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(توبہ ۱۲/۱۰)

جن کے پاس خرچ کرنے کو کچھ نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ دل سے صاف ہوں (ایسے) نیک[1] لوگوں پر کوئی الزام نہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اندھا

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ

(فتح ۲/۲۶)

اور اندھے پر تکلیف نہیں۔

لنگڑا

وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ

(فتح ۲/۲۶)

اور نہ لنگڑے پر تکلیف ہے۔

[1] یعنی جو لوگ واقعی معذور ہیں اگر ان کے دل صاف ہوں اور خدا و رسول کے ساتھ ٹھیک ٹھیک معاملہ رکھیں (مثلاً خود نہ جا سکتے ہوں تو جانے والوں کی ہمتیں پست نہ کریں) بلکہ اپنے معذور کے موافق نیکی کرنے اور اخلاص کا ثبوت دینے کے لئے مستعد رہیں۔ ان پر جہاد کی عدم شرکت سے کچھ الزام نہیں۔ ایسے مخلصین سے اگر بمقتضائے بشریت کوئی کوتاہی ہو جائے۔ تو حق تعالیٰ کی بخشش و مہربانی سے توقع ہے کہ وہ درگذر فرمائیگا (موضح الفرقان)

Marfat.com

مالِ غنیمت کن پر تقسیم ہو؟

رسول کریمؐ پر

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ	جان لو کہ تم کو کسی چیز سے جو کچھ (مال)
مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ	غنیمت[1] ملے سو اس میں سے اللہ
وَلِلرَّسُوْلِ	کے واسطے پانچواں ہے (یعنے پہلا
(انفال ۵)	حصہ) رسولؐ کے واسطے ہے۔

[1] یعنی جو مال لڑائی سے ہاتھ لگے وہ غنیمت ہے اس کا پانچواں حصہ متذکرہ بالا تقسیم الٰہی کے مطابق بانٹا جائے اور جو چار حصے باقی بچیں۔ وہ اس طرح لشکر پر تقسیم کئے جائیں کہ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ ملے (موضح الفرقان والے لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خمس کے پانچ مصارف میں سے حنفیہ کے نزدیک صرف تین اخیر کے باقی رہ گئے۔ کیونکہ حضورؐ کی رحلت کے بعد حضورؐ کی ذات کا خرچ نہیں رہا۔ اور نہ اہل قرابت کا وہ حصہ رہا۔ جو ان کو حضورؐ کی نصرت قدیمہ کی بنا پر ملتا تھا۔ البتہ مساکین اور حاجتمندوں کا جو حصہ ہے اس میں حضور کے قرابت دار مساکین اور اہل حاجت کو مقدم رکھا جانا چاہیئے بعض علماء کے نزدیک حضور کے بعد امیر المومنین کو اپنے مصارف کیلئے خمس الخمس ملنا چاہیئے واللہ اعلم اور بعض روایات میں ہے کہ جب غنیمت میں سے خمس (اللہ کے نام کا پانچواں حصہ) نکالا جاتا تھا تو نبی کریمؐ اول اس میں کا کچھ حصہ بیت اللہ (کعبہ) کے لئے نکالتے تھے۔ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ جہاں سے کعبہ بعید ہے وہاں مساجد کے لئے نکالنا چاہیئے (موضح الفرقان)

اقارب رسولؐ پر

وَلِذِي الْقُرْبٰى — اور اُن (رسول اکرمؐ) کے قرابت

(انفال ۵/۱) — والوں کے واسطے (دوسرا حصہ) ہے

یتیموں پر

وَالْيَتٰمٰى — اور (تیسرا حصہ) یتیموں کے واسطے

(انفال ۵/۱) — ہے۔

مساکین پر

وَالْمَسٰكِيْنِ — اور (چوتھا حصہ) مساکین کے واسطے

(انفال ۵/۱) — ہے۔

مسافروں پر

وَابْنِ السَّبِيْلِ — اور (پانچواں حصہ) مسافروں کے

(انفال ۵/۱) — واسطے ہے۔

Marfat.com

مالِ فیئ کن کا حق ہے؟

اللہ و رسولؐ کا

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (حشر ۱/۲ ۲)

سو اور جو کچھ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے لوگوں سے دلوائے[1] وہ اللہ و رسول کا حق[2] ہے۔

رسولؐ کے اقربا

وَلِذِی الْقُرْبٰی (حشر ۱/۲ ۲)

اور قرابت داروں[3] کا

---

[1] جو مال بغیر لڑائی کے ہاتھ آئے وہ مال فیئ کہلاتا ہے جو سب کا سب بیت المال میں جمع ہو کر مفاد عامہ پر خرچ ہوتا ہے۔

[2] یعنی فے پر قبضہ رسولؐ کا اور رسولؐ کے پیچھے سردار کا۔ کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں اللہ سب ہی کا مالک ہے (موضح القرآن)

[3] حضور کریم اپنے عہد مبارک میں اپنے قرابت داروں کو اس سے حصہ دیا کرتے تھے۔ باقی ان مصارف کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ یتیموں۔ محتاجوں اور غریبوں کی خبر گیری مسلمانوں کے ذمہ تھی۔ اور اس آمدنی سے ایسے ضروری کاموں پر خرچ کیا جاتا تھا۔ اس لئے مولا پاک نے اس میں سرمایہ داروں کو حصہ دار نہیں بنایا تاکہ بیکسوں کی قرار واقعی امداد ہو سکے۔

Marfat.com

یتیموں کا

وَالْيَتٰمٰى (حشر ۱/۲) اور یتیموں کا

محتاجوں کا

وَالْمَسٰكِيْنِ (حشر ۱/۲) اور محتاجوں کا

مسافروں کا

وَابْنِ السَّبِيْلِ (حشر ۱/۲) اور مسافروں کا

غریبوں کا

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ (حشر ۱/۲) تاکہ وہ تمہارے دولتمندوں کے قبضہ میں نہ آجائے۔

مِنْكُمْ

مہاجرین کا

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ (حشر ۱/۲) اور یہ ان مفلسوں وطن چھوڑنے والوں کا حق ہے جو نکالے ہوئے آئے ہیں اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے ڈھونڈتے آتے ہیں۔ اللہ کا فضل اور اسکی رضامندی اور مدد کرنے کو اللہ کی اور اسکے رسول کی وہ وہی سچے لوگ ہیں۔

اسیرِ جنگ سے کیا سلوک کیا جائے؟

احسان کیا جائے

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ (قید کرنے کے بعد) پھر یا (ان پر)
(محمد ۴/۲) احسان کیجیو (یا)

زرِ فدیہ لیا جائے

وَاِمَّا فِدَآءً (محمد ۴/۲) اور یا معاوضہ لے لیجیو۔

قید رکھا جائے

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سو جب تم منکروں کے مقابل ہو
فَضَرْبَ الرِّقَابِ ط حَتّٰٓى اِذَآ تو گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ لا ان کو خوب قتل کر چکو تو (باقیماندہ کو)
(محمد ۴/۲) خوب مضبوط باندھ لو (قیدی بنالو)

کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور ان کا زور ٹوٹ جائے اس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے یہ قید و بند ممکن ہے ان کے لئے تازیانۂ عبرت کا کام دے۔ اور مسلمانوں کے پاس رہ کر ان کو اپنی اور تمہاری حالت جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع بہم پہنچائے۔ شدہ شدہ وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کر لیں یا مصلحت سمجھو تو بدوں کسی معاوضہ کے ان پر احسان کر کے قید سے رہا کر دو اس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان و خوبی (باقی ص ۲۴۲)

Marfat.com

صلح کن شرائط پر کی جائے؟

ترک جنگ پر

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝ (النساء ۱۲/۵)

سو اگر وہ تم سے یکسو رہیں اور تم سے پھر نہ لڑیں اور تم سے سلامت روی رکھیں تو اللہ نے تم کو ان پر کوئی راہ نہیں دی۔

مکمل اطاعت پر

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبہ ۱/۱۰)

سو مشرکوں کو جہاں پاؤ مارو اور پکڑو اور گھیرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں۔ اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ۔ تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۱) اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں اور یہ بھی کر سکتے ہو کہ زر فدیہ لے کر یا مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو (موضح القرآن)۔

Marfat.com

ادائیگی جزیہ پر

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝

(توبہ ۲۹)

ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے نہ اس کو حرام جانتے ہیں جس کو اللہ نے اور اس کے رسول نے حرام کیا۔ اور نہ دینِ حق (اسلام) قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ ادا کریں۔

لہ جزیہ صرف ان لوگوں پر لگانے کا حکم ہے جو اہل قتال ہوں۔ غیر اہل قتال مثلاً بچے عورتیں۔ مجانین۔ اندھے۔ اپاہج۔ اصحابِ صوامع۔ از کار رفتہ بوڑھے ایسے بیمار جن کی بیماری سال کے ایک بڑے حصہ تک ممتد ہو جائے اور لونڈی۔ غلام وغیرہ جزیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ جزیہ کی مقدار لوگوں کی مالی حالت کے مطابق مقرر کرنے کا حکم ہے اور جن کا کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو۔ یا جن کی زندگی کا انحصار دوسروں کی بخشش پر ہو۔ ان پر جزیہ معاف کرنے کا حکم ہے اور جزیہ کے وصولی کے لئے نرمی اور آسانی برتنے کی تاکید کی گئی ہے۔

معاہدہ کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

پابندی کرے

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ج (بنی اسرائیل ۵/۱۰) — اور عہد کو پورا کرو۔

فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ط (توبہ ۲/۱۰) — سو جب تک وہ (معاہدہ کرنے والے) تم سے سیدھے رہیں تم ان سے سیدھے رہو (معاہدہ پر قائم رہو)

خیانتِ کفّار کے احساس پر منسوخی کا نوٹس دے

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ط (انفال ۷/۱۰) — اور اگر تجھ کو کسی قوم سے دغا[1] کا ڈر ہو۔ تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دے ایسی طرح پر کہ وہ اور تم برابر ہو جاؤ۔

پیش دستی نہ کرے

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ — پھر اگر وہ تم سے یک سو نہ رہیں

[1] اگر آثار و قرائن سے کسی قوم کی عہد شکنی کا پتہ چلے تو ان کا عہد واپس کر کے معاہدہ سے دست بردار ہو جائے اور پھر جو صورت حال ہو اسکے مطابق عمل کرے۔

Marfat.com

السَّلَمَ وَيَكُفُّوٓا اَيْدِيَهُمْ — اور تم سے سلامت روی نہ رکھیں
فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ — اور نہ اپنے ہاتھوں کو روکیں۔ تو
ثَقِفْتُمُوْهُمْ — (پھر) تم ان کو جہاں کہیں پاؤ۔ پکڑو
(النساء ۱۲/۵) — اور قتل کرو۔

معاہدہ کا ایفار کرے

اِلَّا الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ — مگر جن مشرکوں سے تم نے عہد کیا
الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ — تھا اور پھر انہوں نے کچھ قصور
شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ — نہ کیا (تم سے نہ لڑے) اور نہ
اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ — تمہارے مقابلہ میں کسی کی مدد کی
اِلٰى مُدَّتِهِمْ — سو ان سے ان کا عہد ان کے
(توبہ ۱/۴) — وعدہ تک پورا کردو۔

ہ جو قوم اپنے معاہدہ کی پابند نہ رہے اور اپنا عہد توڑ ڈالے۔ تو اس وقت تم بھی درگزر نہ کرو۔ بلکہ ان کو اس بدعہدی کا خوب مزا چکھاؤ۔

Marfat.com

باب پنجم

احکامِ خیرات کیا ہیں؟

مقصدِ خیرات رضاءِ الٰہی ہو

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ (بقرہ ۳۷/۳)

اور جو کچھ مال تم (کارِ خیر) میں خرچ کرو گے۔ اپنے ہی واسطے (خرچ) کرو گے (جب تک کہ اللہ تعالیٰ ہی کی رضاجوئی میں خرچ کرو گے

خرچ سے جو بچے خیرات کیا جائے

وَيَسْـَٔـلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڬ قُلِ الْعَفْوَ ۭ (بقرہ ۲۷/۲)

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ (خیرات) کریں۔ فرما دیجئے کہ جو اپنے خرچ سے بچے۔

خیرات دینے میں تاخیر نہ کرے

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ

اور کچھ ہمارا دیا ہوا خرچ کرو پیشتر

Marfat.com

اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (منفقون ۲/۱۸) — اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت آپہنچے۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ط (بقرہ ۳۴/۲) — اور اس دن (قیامت) کے آنے سے پیشتر کہ جس میں نہ (اعمال کی) خرید و فروخت ہے اور نہ آشنائی اور نہ سفارش[1] (سے کام چلے گا)

خیرات حلال کمائی سے دی جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ (بقرہ ۳۷/۳) — اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے ستھری (حلال) چیزیں خرچ کرو۔

خیرات پیداوار سے بھی دی جائے

اَنْفِقُوْا ..... مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ص (بقرہ ۳۷/۳) — اور اس چیز میں سے خرچ کرو جو ہم نے تمہارے واسطے زمین سے پیدا کی۔

خیرات دینے میں بخل نہ کرے

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (بنی اسرائیل ۳۵/۱۵) — اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن سے۔

[1] مگر جبکہ خدا خود ہی شفاعت کی اجازت دیدے۔

حد سے زیادہ فراخی نہ دکھلائے

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝

(بنی اسرائیل ۲۹/۱۵)

اور نہ ہی بالکل (ہاتھ خیرات کرنے میں) کھول دینا چاہیئے ورنہ الزام خوردہ تہیدست ہو کر بیٹھ جاؤ گے

گندی چیز خیرات میں نہ دو

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ

(بقرہ ۳۷/۳)

اور اس (کمائی یا پیداوار) میں سے گندی چیز کو خرچ کرنے کا قصد نہ کرو۔ حالانکہ (اگر وہی چیز تم کو دی جائے تو) تم اس کو کبھی نہ لو گے (شرم کر جاؤ۔ تو اور بات ہے)

محبوب تریں چیز خیرات میں دو

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۭ

(آل عمران ۱۴/۴)

اور نیکی میں ہرگز کمال حاصل نہ کر سکو گے جب تک کہ اپنی پیاری چیز سے کچھ خرچ نہ کرو (کیونکہ وہ اس کا محتاج نہیں اسے تو صرف تمہاری محبت اور اخلاص کو دیکھنا ہے۔

Marfat.com

خیرات ظاہر کرکے دینی اچھی ہے

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ج (بقرہ ۳۷/۳) اگر خیرات ظاہر کرکے دو تو اچھی بات ہے۔

چھپا کر دینی بہت اچھی ہے

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط (بقرہ ۳۷/۳) اور اگر اس کو چھپا کر فقیروں کو پہنچاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

خیرات ریاکاری سے نہ دے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ ... كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ (بقرہ ۳۶/۳) اے ایمان والو! اپنی خیرات اس شخص کی طرح ضائع مت کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو خرچ کرتا ہے۔

خیرات کا احسان نہ جتائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ (بقرہ ۳۶/۳) اے ایمان والو احسان جتا کر اپنی خیرات ضائع مت کرو۔

لہ تاکہ اوروں کو بھی رغبت ہو بشرطیکہ ریاکاری کا خطرہ نہ ہو۔

لہ تاکہ لینے والا نہ شرمائے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں صورتیں بہتر ہیں موقع اور مصلحت سے ایک کو ترجیح دی جائے۔

Marfat.com

خیرات کو باعثِ ایذا نہ بنائے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ ..... وَالْاَذٰى[1]

اے ایمان والو (سائل کو) اپنی پہنچا کر اپنی خیرات ضائع نہ کرو۔

(بقرہ ۳۶/۳)

سائل کو نہ جھڑکے

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ[2]

اور سائل کو مت جھڑکو۔

(الضحیٰ ۱۰/۳۰)

---

[1] یعنی صدقہ دے کر محتاجوں کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ یا اوروں کو دکھا کر اس لئے صدقہ دیتا ہے کہ لوگ سخی جانیں اس طرح بھی خیرات کا ثواب کچھ نہیں ہوتا (موضح الفرقان)

[2] سوال کرنا بہت برا ہے اور اس کی حرمت میں بہت سی حدیث آئی ہیں۔ البتہ جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا ہے جو اس کو بے نیاز کر ہے تو اس سوال سے اس کا چہرہ قیامت کے روز بے رونق ہو جائے گا اور کہ بے نیازی یہ ہے کہ پچاس درہم (ساڑھے بارہ روپے) یا اس قیمت کا سونا کے پاس ہو۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ سائل کی زجر کی ممانعت اس صورت ہے جب وہ نرمی سے مان جائے۔ ورنہ اگر اڑی لگا کر کھڑا ہو جائے اور کسی طر نہ مانے تو اس وقت زجر جائز ہے۔

Marfat.com

مستحقِ خیرات کون ہیں؟

والدین

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ (بقرہ ۲۶/۲)

فرما دیجئے کہ جو کچھ (مال راہِ للہ میں) تم خرچ کرو سو (اولاً) ماں باپ[1] کا حق ہے۔

اقربا

وَالْاَقْرَبِیْنَ (بقرہ ۲۶/۲)

اور قرابت والوں کا

یتیم

وَالْیَتٰمٰی (بقرہ ۲۶/۲)

اور یتیموں کا

مسکین

وَالْمَسٰکِیْنِ (بقرہ ۲۶/۲)

اور محتاجوں کا

مسافر

وَابْنِ السَّبِیْلِ (بقرہ ۲۶/۲)

اور مسافروں کا

---

[1] مسکین پر تو صدقہ کا ثواب ایک گنا ہوتا ہے۔ لیکن رشتہ دار کو دینے میں دہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک صدقہ کا اور ایک صلہ رحمی کا (نسائی)، اور صلہ رحمی کرنا عمر کو بڑھاتا ہے (طبرانی بطولہ)

فقیر

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا

(بقرہ ۳۷)

خیرات ان فقیروں[1] کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں رُکے ہوئے ہیں۔ ملک میں چل پھر نہیں سکتے ناواقف ان کو ان کے سوال نہ کرنے سے مالدار سمجھے۔ تو ان کو ان کے چہرہ سے پہچانتا ہے وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے۔

[1] ایسوں کا دینا بڑا ثواب ہے جو اللہ کی راہ اور اس کے دین کے کام میں مقید ہو کر چلنے پھرنے کھانے کمانے سے رک رہے ہیں۔ اور کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہیں کرتے۔ جیسے حضرتؐ کے اصحاب تھے کہ اہل صفہ نے گھر بار چھوڑ کر حضرتؐ کی صحبت اختیار کی تھی۔ علم دین سیکھنے اور فتنہ پردازوں پر جہاد کرنے کو اسی طرح اب بھی جو کوئی قرآن کو حفظ کرے یا علم دین میں مشغول ہو تو لوگوں پر لازم ہے کہ ان کی مدد کریں۔ اور چہرہ سے ان کو پہچاننے کا یہ مطلب ہے کہ ان کے چہرے زرد اور دبلے ہو رہے ہیں اور آثار جد و جہد ان کی صورت سے عیاں ہیں۔
(موضح القرآن)

ARABIC PANJAB UNIVERSITY LIBRARY SECTION

Marfat.com

قربانی کے متعلق کیا حکم ہے؟

قربانی ہر دین حق میں عبادت ہے

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهٗ أَسْلِمُوا (حج ع ۵)

اور ہم نے ہر اُمت[1] کے واسطے قربانی مقرر کر دی ہے تاکہ وہ ان چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے چونکہ تمہارا اللہ ایک ہی ہے۔ تو تم ہمہ تن اس کے ہو کر رہو۔

بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ (حج ع ۴)

اور ایام مقررہ میں ان چوپایوں پر اللہ[2] کا نام لیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں۔

---

[1] یہ قربانی ہر سماوی دین میں عبادت ہے۔ جو صرف اللہ جل شانہٗ کے لئے کی جانی چاہیے۔ غیر اللہ کے تقرب کے لئے قربانی کرنا یا قربانی کے وقت اللہ تعالےٰ کی بجائے کسی اور کا نام لینا صریح شرک ہے۔

[2] قربانی کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔

اونٹ کو نحر کرنا افضل ہے

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا	اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے اللہ کی یادگار[1] بنایا ہے۔ ان جانوروں میں تمہارے[2] لئے فائدے ہیں۔ سو تم انکو کھڑا[3] کر کے اللہ کا نام لیا کرو پھر جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم اس میں سے کھاؤ۔

[1] قربانی کے جانور اونٹ وغیرہ چونکہ شعائر اللہ سے ہیں۔ اس لئے ان کی قربانی بھی تعظیم و ادب سے کی جائے۔

[2] قربانی کرنے سے ایک دینی فائدہ ہوا کہ اللہ کے فرمان اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع ہوا۔ ثانیاً قربانی کے جانور کا گوشت خوراک کے کام آیا ثالثاً ان کی اون اور کھالیں دیگر ضروریاتِ زندگی کو پوری ہوتی ہیں۔ آج جو لوگ جیو ہتھیا پاپ سمجھتے ہیں۔ ان کیلئے لازم ہے کہ وہ ذبح ہونے والے جانوروں کے گوشت پوست سے بنی ہوئی چیزیں بھی اپنے عقیدہ کے احترام میں استعمال نہ کریں۔ مگر اس کے بغیر انکا چارہ نہیں رابعاً قربانی سے قبل ان جانوروں مثلاً اونٹ بیل وغیرہ پر سواری کرنا بھی بروایات صحیحہ جائز ہے جس سے مسافروں کو آرام اور باربرداری میں سہولت ہوتی ہے۔

[3] اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ قبلہ رخ کھڑا کر کے اگر زیادہ ہوں ان کی قطار باندھ کر اور ایک ہاتھ داہنا یا بایاں باندھ کر سینہ پر زخم لگایا جائے جب سارا خون نکل چکے اور وہ گر پڑے تو پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے استعمال کیا جائے۔ اسے نحر کہتے ہیں۔

Marfat.com

قربانی کا گوشت خود کھائیں

كُلُوا مِنْهَا — سو اس (قربانی[1] کے گوشت) میں سے خود کھاؤ۔ (حج ۲۸)

محتاجوں کو کھلائیں

وَاَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيْرَ[2] — اور بُرے حال محتاج کو کھلاؤ۔ (الحج ۲۸)

سوال نہ کرنے والے کو دیں

وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ (الحج ۳۶) — سوال نہ کرنے والے کو کھلاؤ۔

مانگنے والوں کو بھی دیں

وَالْمُعْتَرَّ (الحج ۳۶) — اور سوالی کو بھی کھانے کو دو۔

---

[1] صرف بکری۔ بکرا۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بھینسا۔ اونٹ۔ اونٹنی کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی درست نہیں (شامی جلد ۴ صفحہ ۲۲۵) اور ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے۔ وہ زمین پر پہنچنے سے قبل مولا پاک کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ بفرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں۔ ہر ہر بال کے بدلے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

[2] منت کی قربانی کا گوشت فقیروں میں خیرات کر دینا ضروری ہے خود نہ کھاوے

Marfat.com

ہجرت کب اور کس پر لازم ہے؟

جب دین کی آزادی نہ ہو

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ ط قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ط قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا فِیْھَا ط فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ ط

(نسا ع ۱۴)

وہ لوگ کہ جن کی جان فرشتے اس حالت میں نکالتے ہیں کہ وہ اپنا بُرا کر رہے ہوتے ہیں تو ان سے فرشتے پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں (پیروی دین میں) بے بس تھے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ وطن چھوڑ کر وہاں (کسی اور مقام پر) چلے جاتے۔ سو ایسوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

لہ جس ملک میں آدمی دین کے ارکان ادا نہ کر سکے خواہ وہ کسی وجہ سے ہوں تو وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے بشرطیکہ ہجرت کی طاقت ہو۔

(تفسیر وحیدی)

صرف بے بس لوگ ہجرت سے معذور ہیں

اَلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ	مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے ایسے[1]
وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	بے بس ہیں کہ نہ کوئی تدبیر (سفر)
حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ	کر سکتے ہیں۔ اور نہ کہیں کا راستہ
سَبِيْلًا ۙ	جانتے ہیں (وہ ہجرت کرنے سے
(نسا ۱۴/۵)	معذور ہو سکتے ہیں اور کوئی نہیں)

[1] بعضے مسلمان ایسے بھی ہیں کہ دل سے تو سچے مسلمان ہیں مگر کافروں کی حکومت میں ہیں اور ان سے مغلوب ہیں اور کافروں کے خوف سے اسلامی باتوں کو کھل کر نہیں کر سکتے۔ نہ حکم جہاد کی تعمیل کر سکتے ہیں۔ سو ان پر فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کریں اور جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یعنی کافروں کے ساتھ مل رہے ہیں اور ہجرت نہیں کرتے۔ تو فرشتے ان سے مرتے وقت پوچھتے ہیں کہ تم کس دین پر تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان تھے مگر بوجہ ضعف و کمزوری کے دین کی باتیں نہ کر سکتے تھے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ کی زمین تو بہت وسیع تھی۔ تم یہ تو کر سکتے تھے کہ وہاں سے ہجرت کر جاتے سو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے البتہ جو لوگ ضعیف ہیں اور عورتیں اور بچے کہ نہ وہ ہجرت کی تدبیر کر سکتے ہیں۔ نہ ان کو کوئی ہجرت کا راستہ معلوم ہے وہ قابل معافی ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مسلمان جس ملک میں کھلا نہ رہ سکے وہاں سے ہجرت فرض ہے اور سوائے ان لوگوں کے جو بالکل معذور اور بے بس ہوں اور کسی کو وہاں پڑے رہنے کی اجازت نہیں۔

(موضح الفرقان)

شرائطِ بیعت کیا ہونی چاہئیں؟

شرک نہ کرنا

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا (ممتحنہ ۲/۲۸)

اے نبیؐ جب مسلمان عورتیں تیرے پاس اس بات پر بیعت کرنے کے لئے آئیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرائیں گی۔

چوری نہ کرنا

وَّلَا یَسْرِقْنَ (ممتحنہ ۲/۲۸) اور چوری نہ کریں گی۔

بدکاری نہ کرنا

وَلَا یَزْنِیْنَ (ممتحنہ ۲/۲۸) اور بدکاری نہ کریں گی۔

اولاد کشی نہ کرنا

وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ (ممتحنہ ۲/۲۸) اور اپنی اولاد کو نہ[1] مار ڈالیں گی

---

[1] جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ رسمی ننگ و عار کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اوقات فقر و فاقہ کے خوف سے لڑکیوں کو بھی قتل کر ڈالتے تھے۔ (موضح الفرقان)

Marfat.com

بہتان نہ باندھنا

ہٖ یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ — اور طوفان باندھ کر نہ لائیں گی۔
نَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ (ممتحنہ ۱۲) — اپنے ہاتھوں اور پاؤں میں۔

رسولؐ کی نافرمانی نہ کرنی

لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ — اور کسی بھلے کام میں تیری نافرمانی
بَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ — نہ کریں گی تو ان کو بیعت[1] کر لے
نَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ — اور اللہ سے ان کے واسطے معافی
(ممتحنہ ۲/۱۲) — مانگ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

---

[1] حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب عورتیں بیعت کے لئے آتی تھیں۔ ان سے یہ اقرار لیتے تھے۔ اور بیعت کرتے وقت حضورؐ نے کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔

مسلمانوں کی لڑائی کیسے بند کرائی جائے

صلح کرائی جائے

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ج

(الحجرات ۱/۲۶)

اور اگر مسلمانوں کے دو فر
آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں
کرادو۔

زیادتی کرنے والے کا مقابلہ کیا جائے

فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ج

(الحجرات ۱/۲۶)

پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے
پر زیادتی کرے تو تم سب اس زیا
کرنے والے سے لڑو یہاں تک
وہ اللہ کے حکم طرف رجوع کر

مان جانے پر ملاپ کرا دیجئے

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ط

پھر اگر رجوع ہو جائے راہِ راست
پر آجائے، تو ان دونوں کے درم

لہ اگر صلح کرا دینے کے باوجود ایک فریق اس سے منحرف ہو کر زیادتی کرنے لگے تو
مسلمانوں کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ تاوقتیکہ وہ باز نہ آئے۔ خلیفہ وقت کے
بھی عموم آیت میں داخل ہیں۔

Marfat.com

(الحجرات ۱۰ع) عدل[1] وانصاف سے ملاپ کرادو۔

ہمیشہ خود صلح جوئی کی کوشش کی جائے

ا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ

مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو دیا)

(الحجرات ۱۰ع)

بذریعہ ثالث صلح کی کوشش کرائی جائے

ن خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا
بْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا
ن اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا
وَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
لِيْمًا خَبِيْرًا ۝

(نساء ۸ع)

اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں (میاں بیوی) آپس میں ضد رکھتے ہیں تو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف[2] عورت والوں میں سے مقرر کرو۔ اگر ان دونوں آدمیوں کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (میاں بیوی) میں موافقت فرما دیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

[1] صلح کرانے میں کسی فریق کی رعایت نہ کرے [2] دونوں کی طرف سے جو منصف مقرر ہونگے وہ بوجہ رشتہ داری حالات سے بھی زیادہ واقف ہونگے اور خیر خواہی کی بھی ان سے امید ہے

تبلیغِ دین کس طرح کی جائے؟

پہلے علمِ دین حاصل کیا جائے

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝

(توبہ ۱۵/۱۲)

اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہیئے کہ سب کے سب (جہاد بالسیف) کے لئے نکل کھڑے ہوں ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر جماعت میں سے ایک حصہ (جہاد پر) جایا کرے تاکہ (صحبت نبی سے دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب ان (باقیماندہ) کی طرف لوٹ کر آئیں تو (اپنے علم و تجربہ سے) اپنی قوم کو آگاہ کریں (ڈرائیں) تاکہ وہ بچتے رہیں۔

لہ جہاد دو قسم کا ہے ایک تلوار کے ذریعہ اور دوسرا علم کے ذریعہ۔ جہاد کی طرح دین کا حصول بھی فرض کفایہ ہے۔ اس آیت میں طلبِ علم کا طریقہ بتلایا گیا ہے اولاً سب کے سب ایک ہی کام کی طرف نہ دوڑ پڑیں۔ جیسے آج کل ہر شخص انگر سکولوں اور کالجوں کی تعلیم کو علمِ دین کے حصول پر فوقیت دیتا ہے اور متمول ذی عقل و ذی فہم نوجوانوں کو اس طرف عمداً نہیں لگایا جاتا کیونکہ انکے (باقی ص

Marfat.com

پھر تبلیغی جماعت بنائی جائے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ	اور تم میں ایک ایسی جماعت[1] ہونی
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	چاہیئے جو نیک کام کی طرف بلاتی
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ	رہے۔ اور اچھے کاموں کا حکم کرتی
(آل عمران ۱۱/۴)	رہے۔ اور برائی سے روکتی رہے۔

(بقیہ حاشیہ ص۲۶۲) نزدیک یہ بے سود مشغلہ ہے اسلئے یہ میدانِ علم اب صرف غریبوں اور معمولی عقل و ذہن کے لوگوں کے لئے رہ گیا ہے اور اس کا خمیازہ آخر ان ہی کو بھگتنا ہوگا جو آج علم دین کو نفرت سے دیکھتے ہیں یعنی کہ ان کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا جن سے انہوں نے اپنا تعلق گانٹھ رکھا ہے۔ ثانیاً ہر فرقہ یا جماعت سے چند آدمی نبیؐ کے بعد وارثانِ انبیاء یعنی علماء دین کی خدمت میں رہ کر تفقہ فی الدین حاصل کریں۔ اور پھر اس کے ذریعہ اپنی قوم کو علم دین سکھائیں اور جس نے سرے سے اپنی سیاست اور معاشرت اور معیشت ہی دین سے الگ کر لی۔ اس کا دنیا و آخرت میں کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ کیونکہ یہ سب چیزیں خود بخود دین کے اندر مل جاتی ہیں۔ اور ان کے لئے نئے فارمولوں کی تلاش کی ضرورت نہیں پڑتی۔

[1] یعنی تقویٰ۔ اعتصام بحبل اللہ۔ اتحاد و اتفاق قومی زندگی۔ اسلامی مواخات یہ سب چیزیں اس وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت ارشاد کے لئے قائم ہو۔ جو اپنے قول و فعل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے۔ (موضح القرآن)

اصلاحِ نفس کیسے ہو؟

ظاہری و باطنی گناہ سے بچے

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ (انعام ۱۲۰/۸) اور تم ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑ دو۔

شیطانی وسوسہ پر اللہ سے پناہ مانگے

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (اعراف ۲۴/۹) اگر آپ کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ سے پناہ مانگو کہ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے

رزق حلال کھائے

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص (النحل ۱۱۴/۱۶) اللہ تعالیٰ نے تم کو جو حلال اور پاک روزی دی ہے۔ سو وہ کھاؤ۔

اللہ پر بھروسہ کرے

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ (اللہ ہی)

لہ رزق حلال کھانے سے سینہ میں انوار پیدا ہوتے ہیں انسان مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے اور ایک لقمہ حرام کھانے سے چالیس دن تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ چونکہ ہم نے حلال و حرام میں تمیز ہی چھوڑ دی ہے بلکہ حرام زیادہ لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری دعائیں قبولیت کی منزل تک نہیں پہنچتیں۔ اور اس پر شکوہ خدا کرتے ہیں کہ وہ سنتا نہیں۔

(آل عمران ۱۷/۴) پر بھروسہ کریں۔

اللہ کی طرف دوڑے

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ (الذریت ۳۳/۵۱) سو اللہ کی طرف بھاگو[1]

پورے اسلام پر قائم رہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (بقرہ ۲۵/۲)

اے ایمان والو۔ تم اسلام میں پورے[2] داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر مت چلو کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

نیکیوں میں سبقت کرے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ (بقرہ ۱۸/۲) سو تم نیکیوں میں سبقت[3] کرو۔

---

[1] یعنی ہر معاملہ میں اللہ کے سوا کسی کی طرف رجوع نہ کرے۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی کام بنانے والا نہیں اور نہ اس کے سوا کسی اور کی رضا ڈھونڈے اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے۔

[2] یعنی ظاہر و باطن اور عقیدہ و عمل میں صرف احکام اسلام کا اتباع کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی عقل یا کسی دوسرے کے کہنے سے کوئی حکم تسلیم کر لو۔ یا کوئی عمل کرنے لگو۔ سو اس سے بدعت کا قلع قمع مقصود ہے۔ کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی عقیدہ یا عمل کو کسی وجہ سے مستحسن سمجھ کر اسکو اپنی طرف سے دین میں شمار کر لیا جائے (موضح الفرقان)

[3] حضرت علیؓ نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا کہ قرآن پر عمل کرنے میں تم سے کوئی بازی نہ لے جائے۔

Marfat.com

ذکر الٰہی کثرت سے کرے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۝ (احزاب ۲۲/۶)

اے ایمان والو۔ تم اللہ جلشانہٗ کو خوب کثرت[1] سے یاد کرو۔

فارغ اوقات میں یاد الٰہی کرے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ (الشرح ۷/۹)

پھر جب تو فارغ[2] ہو تو محنت کر اور اپنے رب کی طرف دل لگا۔

اللہ کا قرب ڈھونڈے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

اے ایمان والو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ اور اس تک

---

[1] اُٹھتے بیٹھتے۔ چلتے پھرتے۔ صبح و شام۔ دن رات غرضیکہ ہمہ اوقات اس کی یاد دل میں رہے اور اتنی رہے کہ کسی دوسرے کی یاد وہاں نہ سما سکے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو قطعاً بھلا دے۔ بلکہ اس مقام تک پہنچنے کے باوجود دوسروں کو بھی حسب مدارج نہ بھولے لیکن ان کی یاد کا وہ مقام نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے لئے مخصوص ہے۔ کیونکہ یہ بھی شرک خفی ہے اور سب سے بہترین ذکر تلاوتِ قرآن پاک ہے جس کے ایک ایک حرف پڑھنے سے دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ تو نفلوں کے اندر ایک رات میں ختم قرآن کرتے تھے اور آخری مرتبہ جب حج کو گئے تو بیت اللہ میں رات کو دو نفلوں کے اندر سارا قرآن ختم کر دیا۔

[2] یعنی دینی کاموں یا دنیاوی مکروہات سے فارغ ہو کر بلا واسطہ بھی توجہ اللہ کرنی چاہیئے جس کا طریق اہل اللہ سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

(المائدہ ۶/۴) قرب[1] ڈھونڈو۔

اہل اللہ کی صحبت حاصل کرے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو
وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (توبہ ۱۱۹/۱۵)	اور سچوں[2] کے ساتھ رہو۔
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ	اور ان لوگوں کو مت دور کر۔ جو
بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ	صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں
وَجْهَهٗ ۝ (انعام ۶/۷)	اور اسی کی[3] رضا چاہتے ہیں۔

[1] حضرت ابن عباسؓ۔ مجاہد۔ ابووائل۔ حسن وغیرہ اکابر سلف نے وسیلہ کی تفسیر قربت سے کی ہے۔ اور قرب الٰہی پیروی قرآن کریم اور اتباع رسول اکرمؐ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ مگر خود غرض اور باطل پرست لوگ اس آیت کریمہ کے معنی بدل کر اللہ کی عاجزی و محتاج مخلوق کو اپنا وسیلہ بنا لے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں کسی متعارف واسطہ یا وسیلہ کے بغیر ہر وہ شخص جو عند اللہ پرہیزگار و متقی ہو۔ بفحوائے آیۂ کریمہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اللہ تعالیٰ کے نزدیک براہِ راست مقرب و مکرم ہے اس آیت کی آڑ لے کر کسی کو وسیلہ بنانا اور اعمال سے غافل ہونا آیت بالا کی سراسر تکذیب کرنا ہے۔

[2] سچوں کی صحبت اختیار کرو اور ان جیسے کام کرو۔

[3] جو بزبانِ حال جگر مرادآبادی کے اس شعر کی تفسیر ہوتے ہیں۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیری فکر سے۔ تیری یاد سے تیرے نام سے

شیخ ابوالفوارس شاہ بن شجاع کرمانیؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی محبت سے (باقی ص۲۶۸)

Marfat.com

تہجد پڑھا کرے

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۝ (بنی اسرائیل ۹/۱۵)

سو کسی قدر رات کے حصہ میں تہجد پڑھا کیجئے جو آپ کے لئے زائد چیز ہے۔

لاحاصل چیزوں پر غم نہ کرے

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (الحدید ۳/۲۴)

اور جو ہاتھ نہ آئے۔ تم اس پر غم[1] نہ کرو۔

نوازش پر شیخی نہ کرے

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ

جو کچھ تم کو اس (اللہ) نے دیا ہے

(بقیہ حاشیہ ص۲۶۷) زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں۔ کیونکہ ان کی محبت اللہ جلشانہ کی محبت کی علامت ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ سے نقل کیا کہ جو شخص میرے کسی ولی کی اہانت کرتا ہے وہ مجھ سے لڑنے کے لئے مقابلہ میں آتا ہے۔ میں اپنے اولیاء کی حمایت میں ایسا ناراض ہوتا ہوں جیسے غضب ناک شیر (در منثور) ان کی شناخت صرف اتنی ہے کہ وہ کتاب و سنت کے متبع ہوں۔ بدعت کے توڑنے والے ہوں علم نافع عمل صالح رکھتے ہوں اور معارف و اسرار کے حامل ہوں (جامع الاصول)

[1] غربت و افلاس کے زمانہ میں اپنے سے کمتر لوگوں پر نظر رکھے۔ جن کو اس سے بھی کم اور تنگی سے رزق ملتا ہے تاکہ دل میں تقسیم الٰہی پر غضب نہ آئے اور اللہ کا شکر ادا کرے کہ اسے ویسا نہیں بنایا بلکہ اس سے برتر بنایا ہے۔

Marfat.com

(الحدید ۲۴) اس پر شیخی نہ کرو۔

وجاہت کی ہوس نہ کرے

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط

(النساء ۴)

اللہ نے جس چیز میں ایک پر ایک کو بڑائی دی ہے (اس پر) تم تمنا مت کرو۔

کفار کی ثروت کو باعث فلاح نہ سمجھے

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ط

(طٰہٰ ۱۴)

آپ ان چیزوں کی طرف ہرگز آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جن ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لئے متمتع کر رکھا ہے۔ کہ وہ دنیاوی زندگی

لہ تکبر شیطان کا فعل ہے جو تمام فرشتوں میں سب سے زیادہ مقرب ہونے کے باوجود محض تکبر کے جرم میں ہمیشہ کے لئے خوار ہوا۔ اس لئے تکبر متقی کا شیوہ نہیں بلکہ اسے ہمیشہ اپنے بزرگوں کے درجات پر نظر رکھ کر یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس میدان میں ان سے کتنا پیچھے ہے۔ اور ان تک پہنچنے کے لئے اسے کتنی محنت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

کہ سب سے پہلا حاسد شیطان ہے جو انسان کو بہشت کی نعمتوں میں رہتا نہ دیکھ سکا اور اسے جنت سے باہر نکلوانے کا موجب ہوا۔ اسلئے حسد سے ضرور بچنا چاہیے کہ یہ تمام نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔

کی رونق ہے۔

کسی کے مال پر نظر نہ دوڑائے

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ (الحجر ۱۴/۶)

اور اپنی نظریں ان چیزوں پر نہ ڈالو جو ہم نے مختلف اشخاص کو برتنے کے لئے دے رکھی ہیں اور نہ ان پر غم کھاؤ۔

متانت سے چلے

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ (لقمٰن ۲/۳۱)

اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو کوئی اترانے والا اور بڑائیاں (فخر) کرنے والا پسند نہیں بھاتا (بلکہ) بیچ کی چال (میانہ روی) سے چل (کیونکہ)

إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۷/۳۷)

(آخر) تو نہ (پاؤں مار کر) زمین پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں تک جا پہنچے گا۔

تواضع سے بات کرے

وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ

اور (بات کرتے وقت) اپنی آواز

(لقمٰن ۲/۳۱) نیچی کر (چلا) کر نہ بول)

اپنی خوبیاں بیان نہ کرے

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۚ (نجم ۲/۵۳) سو اپنی خوبیاں[1] بیان نہ کرو۔

عمل صالح کرے

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون ۵۱/۲۳) اور عمل[2] صالح کرو۔

درگزر کی عادت بنائے

خُذِ الْعَفْوَ (اعراف ۱۹۹/۷) درگزر[3] کرنے کی عادت بناؤ۔

نافع بات کرے

وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (مجادلہ ۹/۵۸) احسان اور پرہیزگاری کی بات کرو

احسان کا بدلہ نہ چاہے

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ اور ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور

---

[1] ریاضت و مجاہدہ اور ذکر و اذکار سے بسا اوقات خاص کیفیات کا ورود ہوتا ہے ان کو کسی سے بیان نہ کرنا چاہیئے کہ یہ اسرار الٰہی ہوتے ہیں ان کے اظہار کے بعد یہ سلسلہ بند ہو جاتا ہے باقی عام لوگوں کو بھی اپنی خوبیوں کی بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھنی چاہیئے

[2] صالح کے معنی صرف نیک ہونے کے نہیں بلکہ صالح قرآن کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں جو معیار دین پر پورا اترے جس کو انگریزی میں FiTEST کہنا چاہیئے۔

[3] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ خطا کا جواب عطا سے دیا جائے دانستہ اس سے دشمن بھی موم ہو جاتا ہے۔

(مدثر ۲۹/۱) بدلا بہت چاہے۔

اللہ کے فیض سے ناامید نہ ہو جائے

وَلَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ط (یوسف ۱۳/۱۲) اللہ کے فیض[1] سے ناامید نہ ہو۔

اللہ کے احسان نہ بھولے

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (ضحیٰ ۱۱/۹۳) اور اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

فکر آخرت کرے

وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ج (حشر ۱۸/۵۹) اور چاہیئے کہ ہر شخص دیکھ لے کہ وہ کل کے واسطے کیا بھیجتا ہے۔

---

[1] انسان کو ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے حسن ظن رکھنا چاہیئے کیونکہ مولا پاک فرماتے ہیں کہ وہ انسان کے ظن کے قریب ہے جس کی رحمت سب چیزوں پر حاوی ہو اس سے ناامیدی کا اظہار کرنا یقیناً اس کی غیرت کو چیلنج کرنا ہے۔ اسلئے اگر کسی وقت حالات ناسازگار یا خلاف توقع صورت اختیار کر گئے ہوں تو ناامید ہونے کی بجائے توبہ و استغفار اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔

Marfat.com

باب ششم

نکاح کن سے جائز نہیں؟

ماں سے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری

(النساء ۴) مائیں[1]

بیٹی سے

وَبَنٰتُكُمْ (النساء ۴) اور بیٹیاں[2]

بہن سے

وَاَخَوٰتُكُمْ (النساء ۴) اور بہنیں[3]

---

[1] ماں کے حکم میں دادی نانی اوپر تک سب داخل ہیں۔

[2] ایسے ہی بیٹی میں پوتی اور نواسی نیچے تک سب داخل ہیں۔

[3] بہن میں عینی اور علاتی اور اخیافی سب داخل ہیں۔

پھوپھی سے

وَعَمّٰتُكُمْ (النساء ۴) اور پھوپھیاں[1]

خالہ سے

وَخٰلٰتُكُمْ (النساء ۴) اور خالائیں[2]

بھتیجی سے

وَبَنٰتُ الْاَخِ (النساء ۴) اور بھائی کی بیٹیاں[3]

بھانجی سے

وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (النساء ۴) اور بہن کی بیٹیاں[4]

رضاعی ماں سے

وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ (النساء ۴) اور جن ماؤں[5] نے تم کو دودھ پلایا۔

رضاعی بہن سے

وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ (النساء ۴) اور دودھ کی بہنیں۔

---

[1] پھوپھی میں باپ دادا اور اوپر تک کی پشتوں کی بہن سگی ہو یا سوتیلی سب آگئیں۔
[2] خالہ میں ماں اور نانی اور نانی کی نانی سب کی بہن تینوں قسم کی داخل ہیں۔
[3] اور بھتیجی میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد اور اولاد الاولاد سب داخل ہیں۔
[4] اور بھانجی میں تینوں قسم کی اولاد اور اولاد الاولاد داخل ہیں۔
[5] بموجب احادیث صحیحہ وہ تمام رضاعی رشتے حرام ہیں جو جو نسبی حرام ہیں یعنی رضاعی بیٹی۔ پھوپھی۔ خالہ۔ بھتیجی اور بھانجی بھی حرام ہیں۔

Marfat.com

خوشدامن سے

وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ (النساء ۴) اور تمہاری عورتوں کی مائیں۔

سوتیلی بیٹی سے

وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ (النساء ۴)

اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں[1] جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو کہ جنا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے صحبت کی۔

بہو سے

وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (النساء ۴)

اور تمہارے بیٹوں کی عورتیں[2] جو (بیٹے) تمہاری پشت سے ہیں۔

بیک وقت دو بہنوں سے

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ (النساء ۴) اور یہ کہ اکٹھا[3] کرو دو بہنوں کو۔

---

[1] جس عورت سے نکاح کے بعد صحبت کر چکے ہو اگر اسکی پچھلی کوئی لڑکی ہے تو آپ اس سے نکاح نہیں کر سکتے اور اگر آپ اس سے صحبت کئے بغیر بذریعہ طلاق الگ ہو گئے ہیں تو تب اس کی لڑکی حلال ہے۔

[2] اس میں نواسوں اور پوتوں کی عورتیں داخل ہیں اور اس سے نیچے تک۔

[3] ایک بہن کی موجودگی میں اس کی دوسری بہن سے نکاح نہیں کر سکتے اس کے مرنے یا مطلقہ ہو کر عدت گزرنے کے بعد اس کی دوسری بہن سے نکاح ہو سکتا ہے (باقی ص ۲۷۶)

کسی کی منکوحہ سے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (النساء ۴)

اور خاوند والی عورتیں مگر جو تمہاری مملوک[1] ہو جاویں اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کر دیا ہے

سوتیلی ماں سے

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَآءَ سَبِيْلًا (النساء ۳)

اور جن عورتوں کو تمہارے باپ نکاح میں لائے۔ ان سے نکاح نہ کرو۔ مگر جو زمانہ جاہلیت و کفر میں پہلے ہو چکا کیونکہ یہ بڑی بے حیائی ہے اور نہایت غضب (کا نفرت) کا کام ہے اور بہت برا طریقہ ہے

مشرکہ سے

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ

اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۵) یہی حکم زوجہ کی پھوپھی۔ خالہ بھتیجی اور بھانجی کے متعلق ہے۔

[1] بذریعہ طلاق یا بوجہ بیوگی وہ تمہارے ساتھ نکاح پر آمادہ ہو جائیں۔

[2] یعنی اگر مرد یا عورت مشرک ہو تو اس کا نکاح مسلمان سے درست نہیں یا نکاح کے بعد کوئی مشرک ہو گیا تو نکاح سابق ٹوٹ جائیگا اور شرک یہ ہے کہ علم یا قدرت یا کسی اور صفت خداوندی میں کسی کو خدا کا مماثل سمجھے یا خدا کے مثل کسی کی تعظیم کرنے لگے (باقی صفحہ ۲۷۷)

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ (بقرہ ۲۷/۲)

جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ مسلمان لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرکہ) تم کو بھلی لگے۔

مشرک سے

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ (بقرہ ۲۷/۲)

اور (مسلمان عورت کا) مشرکین سے نکاح نہ کردو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آویں۔ البتہ مشرک سے غلام مسلمان بہتر ہے۔ اگرچہ وہ (مشرک) تم کو بھلا لگے۔

بدکار کے نکاح سے بچنا چاہیئے

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً

بدکار[۲] زانی، مرد نکاح نہیں کرتا۔

(بقیہ حاشیہ ص۲۷۶) مثلاً کسی کو سجدہ کرے یا کسی کو مختار سمجھ کر اس سے اپنی حاجت مانگے (موضح الفرقان)

[۱] مشرکہ بہ سبب حسن و جمال یا دولت و شرافت تمہیں پسند ہو۔ تو بھی اس پر لونڈی کو ترجیح دو۔ اور مشرکہ سے نکاح نہ کرو۔ اور اسی طرح شرک کی بابت سمجھ لو۔

[۲] اس آیت کی مفسرین نے مختلف تفسیریں کی ہیں سہل ترین مطلب یہ ہے کہ زنا کی غایت شناعت کا بیان ہے۔ یعنی جو مرد یا عورت اس عادت شنیعہ میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی عفیف مسلمان سے ان کا تعلق ازدواج قائم رہا (باقی ص۲۷۸)

Marfat.com

اَوْ مُشْرِكَةً زَّانِيَةً لَّا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (نور ۱/۱۸)	مگر بدکار (زانیہ) عورت سے یا مشرکہ سے۔ اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص۲۷۷) کیا جائے ان کی پلید طبیعت اور میلان کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار مرد و عورت سے یا اُن سے بھی بدتر کسی مشرک و مشرکہ سے انکا تعلق ہو یہ جداگانہ امر ہے کہ حق تعالےٰ نے دوسری مصالح کی بنا پر کسی نام نہاد مسلمان کا مشرک و مشرکہ سے عقد جائز نہیں رکھا یا مثلاً بدکار مرد کا پاکباز عورت سے نکاح ہو جائے تو بالکل باطل نہیں ٹھیرایا۔

اس تفسیر پر لا ینکح کے معنے وہ کئے گئے ہیں جو لا یکذب السلطان وغیرہ محاورات میں لئے جاتے ہیں۔ یعنی نفی لیاقت فعل کو نفی فعل کی حیثیت دے دی گئی۔

لہ اگر ذالک کا مشار الیہ زنا ہو جب تو مطلب واضح ہے کہ زنا مومنین پر حرام کیا گیا ہے اور اگر نکاح کی طرف اشارہ ہو تو مطلب یہ ہے کہ زانیہ سے نکاح کرنا پاکباز مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ جو حقیقی معنوں میں مومنین کہلانے کے مستحق ہیں یعنی تکوینی طور پر اُن کے نفوس کو ایسی گندی جگہ کی طرف مائل ہونے سے روک دیا گیا ہے اس وقت حرم کے معنے وہ ہوں گے جو حرمنا علیہ المراضع وغیرہ میں لئے گئے ہیں۔

Marfat.com

نکاح کن سے جائز ہے؟

نومسلمہ سے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ط (ممتحنہ ۲/۲۸)

اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں سے (جو مسلمان ہو کر دارالسلام میں آجائیں) نکاح کر لو۔ بشرطیکہ ان کو ان کے مہر ادا کرو۔

مسلمان لونڈی سے

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ط (نساء ۴/۵)

اور جو کوئی تم میں آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی قدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں[1] سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں۔ نکاح کر لے۔

---

[1] یعنی جس کو اس بات کا مقدور نہ ہو کہ آزاد عورت سے نکاح کر سکے اور اس کے مہر اور نفقہ کا تحمل کر سکے تو بہتر ہے کہ ایسا شخص آپس میں کسی کی مسلمان لونڈی سے نکاح کر لے کہ اس کا مہر کم ہوتا ہے اور نفقہ میں بھی سہولت ہے کہ اگر مالک نے اس کو اپنے یہاں رکھا جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو زوج اسکے نفقہ سے فارغ البال رہیگا۔ اور اگر زوج کے حوالے کر دیا۔ تو بھی بہ نسبتِ نفقہ حرہ تخفیف ہوگی (موضح الفرقان) (باقی ص۲۸۰)

Marfat.com

کتابیہ سے

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ ..... اُحْصِنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ (مائدہ ۱/۶)

آج حلال ہوئیں تم پر ان میں سے پاکدامن عورتیں جن کو کتاب دی گئی۔

غیر حرام شدہ عورت سے

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ (نساء ۴/۵)

اور تم پر ان کے سوا جن کا ذکر پچھلے صفحہ پر آچکا ہے، سب عورتیں حلال ہیں۔

غیر مدخولہ مطلقہ کی بیٹی سے

فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ (نساء ۴/۵)

اگر تم نے اُن سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷۹) لونڈیوں سے نکاح کرنے کی رعایت صرف اس کے لئے ہے جسے اپنی قوت شہوانیہ پر غلبہ نہ پانے اور زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور اگر وہ صبر سے کام لے سکے۔ تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ غلام سے اولاد بھی غلام نکلے گی اور آزاد سے آزاد۔ مگر اتنا واضح رہے کہ جو آزاد عورت سے نکاح کرنے کی مقدرت رکھتا ہو۔ اس کیلئے لونڈی سے نکاح کرنا امام شافعیؒ کے نزدیک حرام اور امام اعظمؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے۔ مگر آزاد عورت کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح کرنا سب کے نزدیک حرام ہے۔

Marfat.com

احکامِ نکاح کیا ہیں؟

عدت میں نکاح نہ کرے

لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى	اور نہ ارادہ کرو نکاح کا یہاں تک
يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ (بقرہ ۳۰/۲)	کہ پہنچ جاوے عدت مقررہ اپنی انتہا کو

عدت میں صریح پیغامِ نکاح بھی نہ بھیجے

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ	اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان
بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ	(بیوہ) عورتوں کو پیغامِ نکاح اشارہ
فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ	میں کہو۔ یا اپنے دل میں پوشیدہ
سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا	رکھو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ البتہ تم
تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ	ان (بیوہ) عورتوں کا ذکر کرو گے
تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ	لیکن ان سے چھپ کر نکاح کا وعدہ
(بقرہ ۳۰/۲)	نہ کر رکھو مگر یہ کہ کوئی بات رواج
	شریعت کے مطابق کہہ دو۔

ایام عدت میں کسی بیوہ یا مطلقہ کو پیغامِ نکاح بھیجنا یا اس سے وعدہ لینا درست نہیں۔ اگر اشارۃً اس پر اپنا مطلب واضح کر دے تو کوئی حرج نہیں۔ تاکہ کوئی دوسرا اس سے پہلے پیام نہ دے بیٹھے اور جہاں ایک کا پیام پہنچا ہوا ہوتا وہ فیصلہ اسکو جواب نہ مل جائے دوسرا اپنا پیام نہ بھیجے۔

Marfat.com

نکاح اعلانیہ کرے

فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ۔ (نساء ۵)	سو ان (لونڈیوں) سے ان مالکوں کی اجازت سے نکاح اور ان کو دستور کے موافق مہر قید (زوجیت) میں آنے والی نہ مستی نکالنے والیاں نہ چھپی یاری کرنے والیاں۔

لہ چھپی یاری سے منع فرمایا۔ تو نکاح میں شاہد لازم ہوئے (موضح القرآن)

نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عو شاہد ہوں اور وہ اپنی آنکھوں سے نکاح ہوتا دیکھیں اور اپنے کانوں سے ا وقبول کے الفاظ سنیں (ہدایہ صفحہ ۲۸۶)

اور نکاح صرف ان دو لفظوں سے ہو جاتا ہے کہ جیسے کسی نے گواہان کے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا میں نے قبول البتہ اگر کئی لڑکیاں ہوں تو نکاح میں جانے والی لڑکی کا نام لینا ضروری ہے (قاضی خاں

اور اگر مرد و عورت جوان ہیں۔ تو وہ دونوں اپنا نکاح گواہوں کے روبرو کر ہیں کہ ایک کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہہ دے کہ میں قبول کیا۔ بس نکاح ہو گیا (قاضی خاں ص ۱۵۱)

اگر کوئی نکاح خود نہیں کرتا اور کسی دوسرے کو کہتا ہے کہ میرا نکاح فلاں کر دو اور اس نے گواہوں کے روبرو کر دیا تو بھی نکاح ہو گیا (فتاوی عالمگیری جلد ا

Marfat.com

حسب پسند نکاح کرے

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء ۴/۳) سو جو اور عورتیں تم کو پسند ہوں[1] ان سے، نکاح کر لو۔

حلال عورتوں سے مہر کے عوض نکاح کرے

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا (النساء ۴/۵) اور تم کو ان (حرام شدہ عورتوں) کے سوا سب عورتیں حلال ہیں بشرطیکہ ان کو طلب کرو (یعنی دونو طرف سے ایجاب و قبول زبان سے ہو جائے)

مہر ادا کرے

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ (النساء ۴/۵) بشرطیکہ ان کو طلب کرو اپنے مال[2] (مہر) کے بدلے۔

---

[1] رفیقِ زندگی کے انتخاب میں فریقین کی پسند کا احترام جائز حد تک ضرور ہونا چاہیئے کیونکہ آج ہزاروں زندگیاں محض اس مسئلہ میں بے احتیاطی کے باعث خراب ہو رہی ہیں۔ اور بموجب صحیح احادیث بخاری۔ ترمذی۔ مسلم۔ ابوداود۔ اجنبی عورت کو نکاح کیلئے دیکھنے اور تفصیلی نظر سے دیکھنے کا حکم ہے اور ایسا کرنا شرعاً جائز ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بموجب روایت سہل بن سعد ایسا فرمایا (بخاری باب النظر الی المراۃ)

[2] نکاح میں مہر مقرر کرنے سے نکاح ہو جاتا ہے مگر مہر کی ادائیگی معاف نہیں ہوتی (باقی صفحہ ۲۸۴)

خانہ آبادی مطلوب ہو

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ (نساء ۴) — بشرطیکہ ان کو اپنے مال کے قید (زوجیت) میں لانے کی طلب کرو۔

شہوت مقصود اصلی نہو

اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ ط (نساء ۴) — بشرطیکہ ان کو اپنے مال کے بدلے بیوی بنانے کے لئے طلب کرو صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو۔

چار سے زیادہ نکاح نہ کرے

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج (النساء ۴) — سو جو اور عورتیں تم کو خوش آویں (ان سے) نکاح کر لو۔ دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں

(بقیہ حاشیہ صـ۲۸۳) ہر حالت میں دینا پڑیگا خواہ نکاح مہر نہ دینے کی شرط پر بھی ہو۔

لہ نکاح کے وقت صرف یہی پیش نظر ہو کہ اتباع سنت کرتے ہوئے زوجین ہیں (تا حیات) کے لئے اکٹھا رہیں گے۔ یہ نہو کہ جو عورت بھی پسند آئے یا جس پر دل خود بخود لگے اس سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنے کیلئے نکاح کرے اور اسکے بعد چھوڑ دے نکاح کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہونی چاہیئے اور یہ آیت کریمہ متعہ حرام ہونے پر صاف دلالت ہے جس پر اہل حق کا اجماع ہے۔

سے اور چار چار[1] عورتوں سے۔

ہمت انصاف نہ ہو تو صرف ایک نکاح کرے

ن خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا	پھر اگر ڈر ہو کہ ان (چار عورتوں میں)
حِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح
كَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ	کرو۔ یا لونڈی جو اپنا مال[2] ہے۔
(النساء ۴)	اس میں امید ہے کہ ایک طرف
	نہ جھک پڑو گے۔

---

[1] احادیث صحیحہ کے مطابق آزاد مسلمان کے لئے زیادہ سے زیادہ چار نکاح تک اور غلام کے لئے دو تک اجازت ہے۔

[2] کیونکہ زوجات کے جو حقوق ہیں وہ اپنی مملوکہ لونڈی کے نہیں کہ ان میں عدل کرنے سے تم پر مواخذہ ہو۔ نہ ان کے لئے مہر ہے نہ معاشرت کے لئے کوئی حد مقرر ہے جس کے کئی عورتیں ہوں تو اس پر واجب ہے کہ کھانے پینے اور لینے دینے میں ان کو برابر رکھے اور رات کو ان کے پاس رہنے میں باری برابر باندھے اگر برابری نہ کریگا تو قیامت کو وہ مفلوج ہوگا۔ ایک کروٹ ڈھلتی چلے گی اور کسی کے نکاح میں ایک حرہ اور ایک لونڈی ہو۔ تو لونڈی کو حرہ سے نصف باری ملے گی۔ اور جو لونڈی اپنی ملک میں ہو۔ اس کا باری میں کوئی حق مقرر نہیں مالک کی خوشی پر ہے۔

(موضح الفرقان)

احکامِ مہر کون سے ہیں؟

مہر خوشی سے ادا کیا جائے

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (نسا ۱/۴)

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کردو۔

اس کی واپسی کی کوشش نہ کی جائے

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝ (نسا ۱/۴)

پھر اگر وہ اس میں سے کچھ اپنی خوشی سے تم کو چھوڑ دیں تو اس کو مزہ دار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ۔

غیر کی مملوکہ لونڈی کو بھی مہر دیا جائے

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

سو اُن (لونڈیوں) سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کر

---

[1] شرعاً کم سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپے بھر چاندی ہے۔ اس سے کم کسی صورت میں نہیں ہو سکتا خواہ اس سے کم ہی مقرر کیا جائے مگر ادا اتنا کرنا پڑے گا اور زیادہ کی کوئی حد نہیں (شرح وقایہ ص ۹۶)

[2] عورت خوشی سے سالم یا جزوی مہر معاف کردے تو اور بات ہے مگر غاؤنڈ کردے ڈال کر یا ڈرا دھمکا کر معاف کرا لینے سے شرعاً اسے معاف نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہوگی (شامی جلد ۲ ص ۲۳۸)

Marfat.com

(نساء ۴) اور دستور کے موافق ان کے مہر دو۔

مقررہ مہر پر رضامندی کم و بیش ہو سکتا ہے

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ اور مقرر ہونے کے بعد بھی جس (مہر) پر
مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ ط تم باہم رضامند ہو جاؤ تو اس میں
(نساء ۴) تم پر کوئی گناہ نہیں۔

غیر مقررہ مہر کے عوض کچھ خرچ دیا جائے

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اگر تم عورتوں
لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ کو اس وقت جبکہ ان کو ہاتھ بھی نہ
فَرِيضَةً ج وَمَتِّعُوهُنَّ ج عَلَى لگا ہو (مجامعت نہ کی ہو) اور ان
الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى کے لئے کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو۔
الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ ج مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ ج طلاق دے دو (تو) ان کو کچھ خرچ
حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ (اس تکلیف کے عوض) دو مقدور

ہ بعد از نکاح زوجین باہمی رضامندی سے مقررشدہ مہر میں کمی یا بیشی کر سکتے ہیں لیکن
زوج از خود مقررہ مہر میں کمی کر سکتا ہے اور نہ عورت اس سے زیادہ طلب کر سکتی
ہے۔ ایسا کرنا ناجائز ہے۔ اور جہاں شوہر نے بعد از نکاح اپنی خوشی سے کچھ مہر
اور بڑھا دیا اور کہہ دیا کہ وہ اب مقررہ مہر کے بدلے اتنا مہر ادا کرے گا۔ تو جس قدر
اس نے مہر میں ایزادی کی۔ اس کی ادائیگی اس کے ذمہ واجب ہو گئی اور نہ دینے
پر گنہگار ہوگا (قدوری قیومی ص۲۱۰)

Marfat.com

(بقرہ ۲۳۶)

والا اپنی وسعت کے مطابق او
تنگدست اپنی حیثیت کے موافق
نیکی کرنے والوں پر قاعدہ کے موافق
یہ خرچ[1] واجب ہے۔

خلوتِ صحیحہ کے بعد مہر کم نہیں ہو سکتا

وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ
أَفْضٰى بَعْضُكُمْ إِلٰى بَعْضٍ
وَّأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا

اور تم اس (مہر) کو (واپس) کیسے
لیتے ہو۔ حالانکہ تم بے حجابانہ ایک
دوسرے سے مل چکے ہو۔ اور وہ
عورتیں تم سے پختہ عہد[2] لے چکی ہیں

(نساء ۳)

غیر مدخولہ مطلقہ نصف مہر کی مستحق ہے

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ

اور اگر ان کو ہاتھ لگانے سے قبل

---

[1] اگر نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا۔ اور بلا مہر نکاح کر لیا۔ تو (بعد میں مہر مقرر کرنے سے قبل)، اور ہاتھ لگانے سے پہلے یعنی مجامعت اور خلوت صحیحہ سے پہلے ہی طلاق دے دی تو مہر کچھ لازم نہ ہوگا۔ لیکن زوج کو لازم ہے کہ اپنے پاس سے عورت کو کچھ دے دے کم سے کم یہی تین کپڑے کرتہ۔ سربند۔ چادر اپنی حالت کے موافق اور خوشی سے دیدے (موضح الفرقان)

[2] مرد عورت تک پہنچا تو اس کا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اسکے چھوڑے نہیں چھوٹتا اور پختہ عہد یہی کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضہ میں آئی والا اسکا مالک نہیں (موضح القرآن)

تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (بقرہ ۳۷/۲)

طلاق دو۔ اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے۔ تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو۔ اس کا نصف (مطلقہ کا حق) ہے۔

معافی مہر زوجہ کے اختیار میں ہے

إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ (بقرہ ۳۷/۲)

مگر یہ کہ وہ عورتیں معاف کر دیں (تو اور بات ہے)

مہر پورا کرنا شوہر کے لئے افضل ہے

أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ (بقرہ ۳۷/۲)

یا وہ شخص (خاوند) درگزر کرے (یعنی نصف کی بجائے سالم مہر ادا کر دے) جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارا (مرد کا) نصف مہر معاف کر دینا تقویٰ کے بہت قریب ہے

عورت سے کب مقاربت منع ہے؟

دورانِ حیض میں

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی یَطْهُرْنَ ۚ (بقرہ ۲۹½)

سو تم عورتوں سے حیض میں علیحدہ رہا کرو۔ اور ان سے قربت مت کیا کرو۔ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جاویں۔

اعتکاف میں

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ (بقرہ ۲۳½)

اور جب تک کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کرو۔ عورتوں کے نہ لو۔ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان کے نزدیک نہ جاؤ۔

احرام حج میں

فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ ..... فِی الْحَجِّ ؕ (بقرہ ۲۵½)

پھر جس نے ان (حج کے مہینوں میں حج (پر جانا) لازم کر لیا۔ تو حج کے زمانہ میں عورت سے بے حجاب ہونا جائز نہیں۔

Marfat.com

رضاعت کے متعلق کیا ہدایات ہیں؟

بچے کو دو برس تک دودھ پلایا جائے

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ط (بقرہ ۲۰/۲)

اور بچوں والی عورتیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں۔ یہ مدت اس کے لیے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے۔

یہ مدت مصلحتہً کم کی جا سکتی ہے

فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا (بقرہ ۲۰/۲)

پھر اگر ماں باپ اپنی رضا و مشورہ سے دودھ (دو برس کے اندر ہی) چھڑانا چاہیں۔ تو ان پر کچھ گناہ نہیں۔

دایہ سے دودھ پلایا جا سکتا ہے

وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط (بقرہ ۲۰/۲)

اور اگر تم چاہو کہ اپنی اولاد کو کسی دایہ سے دودھ پلواؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بشرطیکہ جو تم نے (حق الخدمت) دستور کے موافق دینا ٹھیرایا تھا۔ (وہ ان کے) حوالے کر دو۔

مطلقہ بھی دودھ پلا سکتی ہے

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ط

(طلاق ۱۲)

پھر اگر وہ (مطلقہ عورتیں تمہاری خاطر) بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کا حق دے دو۔ اور باہم مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو۔ اور اگر آپس میں ضد کرو گے، تو اس کی خاطر اور کوئی عورت دودھ پلائے گی

دودھ پلانے والی کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط

(بقرہ ۳۳)

اور لڑکے والے یعنی باپ پر ہے ان عورتوں کا کھانا اور کپڑا دستور کے موافق

لہ اگر آپس کی ضد اور تکرار سے عورت دودھ پلانے پر راضی نہ ہو تو کچھ اس پر موقوف نہیں کوئی دوسری عورت دودھ پلانے والی مل جائے گی۔ اس کو اتنا گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے اور اگر مرد خواہ مخواہ بچے کو اس کی ماں کا دودھ پلوانا نہیں چاہتا تو بہرحال کوئی دوسری عورت دودھ پلانے کو آئے گی۔ آخر اس کو بھی کچھ دینا پڑے گا پھر وہ بچہ کی ماں ہی کو کیوں نہ دے (موضح القرآن)

لہ یعنی باپ کو بچہ کی ماں کو کھانا کپڑا بہرحال دینا پڑے گا۔ اس لئے کہ وہ اس کے نکاح میں ہے

Marfat.com

ایک دوسرے کے نقصان کی نہ ٹھانی جائے

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا	بچہ کی وجہ سے اسکی ماں کو نقصان[1]
مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق	نہ پہنچایا جاوے اور نہ کسی باپ
(بقرہ ۳۰/۲)	کو اس بچہ کی وجہ سے تکلیف دینی
	چاہیئے۔

وارث بھی ان باتوں کے پابند ہیں

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ج	اور وارثوں[2] پر بھی یہی (احکام)
(بقرہ ۳۰/۲)	لازم ہیں۔

---

[1] بچہ کے ماں باپ کی وجہ سے ایک دوسرے کو تکلیف نہ دیں مثلاً ماں بلا وجہ دودھ پلانے سے انکار کرے یا باپ بلا سبب بچہ کو ماں سے جدا کر کے کسی اور سے دودھ پلوائے۔ کھانے کپڑے میں تنگی کرے (موضح الفرقان)

[2] یعنی اگر باپ مرجائے۔ تو بچہ کے وارثوں پر بھی یہی لازم ہے کہ دودھ پلانے کی مدت میں اس کی ماں کے کھانے کپڑے کا خرچ انصاف سے اور تکلیف نہ پہنچائیں اور وارث سے مراد وہ وارث ہے جو محرم بھی ہو (موضح الفرقان)

طلاق کا کیا قانون ہے؟

طلاق دینا گناہ نہیں

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ — اگر تم عورتوں کو طلاق دو تو تم پر کچھ

(بقرہ ۳۱) — گناہ[1] نہیں۔

طلاق حالتِ طہر میں دیجائے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ — اے نبیؐ جب تم عورتوں کو طلاق

فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ — دو تو ان کو ان کی عدت[2] پر طلاق

(طلاق ۱/۲۸) — دو۔

---

[1] حلال چیزوں میں صرف طلاق ہی ایسی چیز ہے جس کا استعمال حق تعالیٰ و سبحانہ کو ناگوار گذرتا ہے اور حرام چیزوں میں سے عضہ ایک ایسی چیز ہے جس کا کھانا مولا پاک کو بہت پسند ہے۔ بموجب روایت ابن عدی نکاح کرو اور طلاق دو۔ اسلئے کہ طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے۔

[2] یہ خطاب دراصل تمام امت مسلمہ کو ہے کہ طلاق اس عرصہ میں دی جائے کہ وہ حیض سے پاک ہو چکی ہو۔ اور تم نے اس سے صحبت نہ کی ہو۔ واضح رہے کہ طلاق دینے کا حق صرف مرد کو ہے۔ مرد کے طلاق دینے کے بعد عورت کی منظوری یا نامنظوری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔

طلاق رجعی دو بار تک ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ص (بقرہ ۲۹/۲) طلاق رجعی[1] دو بار تک ہے۔

اس میں رجوع ہو سکتا ہے

فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ط (بقرہ ۲۹/۲)

اس کے بعد (بصورت صلح و موافقت) اس کو دستور کے موافق رکھ لینا یا اچھے[2] طریق سے رخصت کر دینا۔

مغلظ طلاق پر عورت حلال نہیں رہتی

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ (بقرہ ۲۹/۲)

پھر اگر اس عورت کو (تیسری بار) طلاق دی۔ تو اس کے بعد اب اس کو وہ عورت حلال نہیں۔

---

[1] جس نے بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں۔ تو اس کو اختیار ہے کہ وہ عدت تک عورت کو روک رکھے۔ اور اگر کوئی صورت صلح نکل آئے تو اس میں بدون نکاح کئے اور عورت کی رضا یا ناراضی کی پرواہ کئے بغیر اسے اپنے پاس بطور بیوی رکھ سکتا ہے اور اگر عدت گزر گئی اور عدت گزرنے کے بعد اور تیسری طلاق دینے سے قبل کوئی صورت بہتر نکل آئے اور دونوں راضی ہوں تو حلالہ بغیر دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

[2] اسلام سے پہلے دستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے۔ پھر جب چاہتے طلاق دیدیتے اور پھر رجعت کر لیتے اس طرح بعض شخص عورتوں کو بہت ستاتے اسلئے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دو بار ہے۔ رجعت کرے تو موافقت و حسن معاشرت کے ساتھ رہے

حلالہ سے حلال ہو سکتی ہے

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ۗ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۗ (بقرہ ۲۹/۲)

پھر اگر کوئی عورت کو طلاق دیدے تو اس کے بعد پھر وہ اس کیلئے حلال نہ رہے گی جب تک کہ وہ اس کے سوا ایک اور خاوند سے نکاح[1] نہ کرے۔ پھر اگر یہ (نیا خاوند) اسے (بخوشی خود) طلاق دے دے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور پھر (بذریعہ نکاح جدید) مل جاویں بشرطیکہ دونوں کو گمان غالب ہو کہ وہ خداوندی[3] ضابطوں کو قائم رکھ سکیں گے۔

---

[1] حدیث کی رو سے دوسرے شوہر سے ہمبستری کا کرنا ضروری ہے یعنی جب تک دوسرے خاوند سے صحبت نہ ہو نکاح نہیں ہو سکتا۔

[2] طلاق دینے کی شرط پر نکاح کرنا حرام اور موجب لعنتِ الٰہی ہے

[3] یعنی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کا خیال اور اس پر اعتماد ہو ورنہ ضرور نزاع باہمی اور اتلاف حقوق کی نوبت آئے گی اور گناہ میں مبتلا ہوں گے۔

(موضح الفرقان)

Marfat.com

عورت سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانے پر اختتام میعادِ قسم پر طلاق ہو جاتی ہے

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(بقرہ ۲۸/۲)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم کھا لیتے ہیں ان کے لئے (رجوع کرنے کی) چار ماہ تک مہلت ہے۔ پھر اگر یہ باہم مل جائیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر بالکل چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ سننے جاننے والا ہے۔

لہ اگر کوئی شخص اس بات کی قسم کھائے کہ وہ عورت کے پاس نہ جائیگا تو اگر وہ اندر میعاد چار ماہ بیوی کے پاس چلا گیا تو اسے قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر اس نے چار مہینے عورت کے پاس نہ جانے میں گزار دیئے تو طلاق پڑ جاتی ہے گو خاوند طلاق نہ دے بعض کے نزدیک یہ طلاق رجعی ہے کہ بلا نکاح ثانی وہ باہم رجوع کر کے مل جائیں اور بعض کے نزدیک یہ طلاق بائن ہے کہ دوبارہ اپنے خاوند سے نکاح کرنا پڑے گا۔ چار ماہ یا زائد یا بلا قید مدت قسم کھائی تو شرعی ایلا ہو گی اگر چار ماہ سے کم مدت کی قسم کھائی تو ایلا نہ ہو گی۔

عدت کی میعاد کتنی ہے؟

مطلقہ کی تین حیض تک

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ (بقرہ ۲۲۸/۱)

اور طلاق والی عورتیں اپنے آپ (عدت گزارنے کے لئے) تین حیض[1] تک انتظار میں رکھیں۔

جس کو حیض نہ آئے اس پر تین ماہ تک

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ (طلاق ۴/۱)

اور تمہاری عورتوں میں سے عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تم کو شبہ ہو تو ان کی عدت[2] تین مہینے ہیں اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض نہیں آیا

بیوہ کی چار ماہ دس دن تک

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ

اور تم میں سے جو لوگ مر جاویں (پیچھے) اپنی عورتیں چھوڑ جائیں

---

[1] لونڈی کے لئے حیض آنے کی صورت میں میعاد عدت دو حیض ہے۔

[2] اور جس لونڈی کو حیض نہ آتا ہو۔ اس کے لئے میعاد عدت ڈیڑھ ماہ ہے۔

اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج	چاہیئے کہ وہ عورتیں اپنے آپ کو چار
(بقرہ ۳۰/۲)	مہینے اور دس دن تک انتظار
	میں رکھیں۔

حاملہ کی بچہ جننے تک

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ	اور جن کے پیٹ میں بچہ ہے ان
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ط	کی عدت یہ ہے کہ پیٹ کا بچہ
(طلاق ۴/۶۵)	جن لیں۔

محروم تنہائی کیلئے کوئی عدت نہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ	اے ایمان والو جب تم مسلمان
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ	عورتوں کو نکاح میں لاؤ۔ پھر ان کو
اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ	چھوڑ دو (طلاق دے دو) قبل اس
مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ج	کے کہ ان ہاتھ لگاؤ تو ان کو عدت
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا	میں بٹھلانے کا تم کو حق نہیں کہ گنتی
جَمِيْلًا ۝	پوری کراؤ بلکہ ان کو کچھ فائدہ پہنچا کر
(احزاب ۶/۳۳)	احسن طریق سے رخصت کر دو۔

لہ جب بچہ پیدا ہو گیا۔ تو عدت فوراً ختم ہو گئی خواہ وہ طلاق ملنے کے تھوڑی ہی دیر بعد پیدا ہو (شروح وقایہ ص ۱۲۲)

عدت کی شرائط کیا ہیں؟

عدت کے دن گنتے رہیں

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ج (طلاق ۱/۲۸) اور عدت (کے ایام) کو گنتے رہو[1]

عدت میں عورت کو گھر سے نہ نکالیں

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے
مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ اور ان (مطلقہ عورتوں) کو انکے
(طلاق ۱/۲۸) گھر سے نہ نکالو۔

نہ عورت اپنے گھر سے نکلے

وَلَا يَخْرُجْنَ (طلاق ۱/۲۸) اور وہ (عورتیں) بھی (گھر سے) نہ نکلیں

بے حیائی کرنے والی نکال دیجائے

وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ ... ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط ہاں اگر وہ صریح[2] بے حیائی کریں

---

[1] گنتی اسلئے کہ مرد و زن کی غفلت و سہو کی وجہ سے کچھ گڑبڑ نہ ہو جائے۔

[2] یعنی عورت نہ نکالی جائے مگر جب صریح بے حیائی کرے تو نکالی جائے۔ اور صریح بے حیائی زنا ہے جیسا کہ ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور سعید بن مسیب وغیرہ کا قول ہے اور اس کو بھی (یہ حکم) شامل ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں سے بدزبانی کرے جیسا کہ ابی بن کعب اور عکرمہؓ وغیرہ نے کہا (ابن کثیر)

(طلاق ۲۸/۱) تو اور بات ہے۔

حاملہ پیٹ کا راز چھپائے

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (بقرہ ۲۸/۲)

اور ان (طلاق یافتہ عورتوں) کو حلال نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے جو ان کے پیٹ میں پیدا کیا ہے اسے چھپا رکھیں۔ اگر وہ اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہیں۔

عدت میں رجوع ہو سکتا ہے

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (بقرہ ۲۸/۲)

اور اس مدت (عدت) میں انکے خاوند (جنہوں نے طلاق رجعی دی ہے) ان کو لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اگر سلوک سے رہنا چاہیں۔

بعد عدت عورت نکاح کر سکتی ہے

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (بقرہ ۳۴/۲)

پھر جب اپنی عدت کو پورا کر چکیں تو تم پر اس بات میں کچھ گناہ نہیں کہ کچھ اپنے حق میں قاعدہ کے موافق کریں

احکامِ وصیت کیا ہیں؟

ضروری امور کی وصیت کرنا فرض ہے

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۖ الْوَصِيَّةُ (بقرہ ۲۲/۲)

تم پر وصیت[1] کرنا فرض کر دیا گیا جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ (وہ) کچھ مال چھوڑ رہا ہو۔

وصیت کو بدلنا گناہ ہے

فَمَنْ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (بقرہ ۲۲/۲)

پھر جو شخص وصیت سن لینے کے بعد تبدیل کریگا۔ تو اس کا گناہ انہیں پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے

---

[1] جس حد تک مرنے والے کے جائیداد کی تقسیم کا سوال ہے اس حد تک وصیت غیر ضروری ہو گئی ہے۔ کیونکہ مولا پاک نے خود تمام ترکہ کی تقسیم کا طریقہ مقرر فرما دیا ہے۔ البتہ لین دین داد و ستد کے جھگڑے وغیرہ اور دیگر امورات قابل تصفیہ وغیرہ کے متعلق وصیت کرنا اب بھی فرض ہے۔

[2] عام طور پر لوگ طبع نفسانی میں آکر بزرگوں کی وصیتوں کا احترام کرنے کی بجائے ان سے انحراف کرتے ہیں یا ان میں رد و بدل کر دیتے ہیں گو اس وقت وصیت (باقی ص

غیر مشروع وصیت بدلنا جائز ہے

مَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا
اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
(بقرہ ۲/۲۲)

ہاں جس شخص کو وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو یہ شخص ان میں باہم مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

وصیت روبرو گواہان ہونی چاہیئے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ

اے ایمان والو تمہارے درمیان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۲) کرنے والا موجود نہیں ہوتا مگر سب کا حال جاننے والا اس وقت بھی اس حرکت کو دیکھ رہا ہوتا ہے جس نے ایک دن اس بے ایمانی کی پرسش کرنی ہے۔ اسلئے اس معاملہ میں خاص احتیاط برتنی چاہیئے۔

بسا اوقات خاص اثر کے ماتحت لوگ غیر شرع وصیت کرتے ہیں اور اس طرح حقداروں کو محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں یہ ثابت ہو جائے اولاً تو جسکے حق میں وہ وصیت ہے اسے دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہوئے اس سے احتراز کرنا چاہیئے۔ اگر اس میں ایسی ہمت نہ ہو تو معلوم ہو جانے والوں کو باہمی صلح و پیار سے اس وصیت کو مشروع طریق سے بدل کر اس پر عمل کرانا چاہیئے۔

بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ (مائدہ ۱۲ ع)

وصی ہونا مناسب ہے۔ جبکہ تم میں کسی کو موت آنے لگے۔ وصیت کے وقت دو معتبر شخص ہونے چاہئیں (وہ گواہ) تم میں سے ہوں یا تمہارے سوا دو اور شاہد ہوں

لہ یعنی مسلمان گواہ ہوں کیونکہ غیر مسلم عادل نہیں ان کی گواہی معتبر نہیں اگر حالت سفر میں مرنے لگے اور مسلمان موجود نہ ہوں تو دو کافر بھی روا ہیں۔

Marfat.com

ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟

مرد و زن کے حصے مقرر ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا

مردوں[1] کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ اور قرابت والے چھوڑ مریں اور عورتوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو ماں باپ یا قریبی رشتہ دار چھوڑ مریں خواہ وہ (ترکہ) قلیل ہو یا کثیر (ہر ایک کا) حصہ (اللہ تعالےٰ نے) مقرر کیا ہوا ہے۔

محروم الوارث غریب رشتہ داروں کو باجازت وارث کچھ دیا جائے

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ

اور جب تقسیم کے وقت رشتہ دار

---

[1] ماں باپ اور دیگر قرابت والوں کے ان متروکہ میں سے مردوں یعنی بیٹوں کو خواہ وہ بچے ہوں یا جوان ان کا حصہ ملے گا اور عورتوں یعنی بیٹیوں کو بھی بالغ ہوں یا نابالغ ماں باپ وغیرہ اقارب کے ترکہ میں سے ان کا حصہ دیا جائیگا اور یہ حصے مقرر کئے ہوئے ہیں جن کا دینا ضروری ہے۔ خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت (موضح الفرقان) مولا پاک نے تو اہل حقوق کی حفاظت کا اس طرح بہترین انتظام فرما دیا۔ مگر حرص کے بندوں نے لڑکیوں کو جائداد سے محروم کرنے کی خاطر اللہ کے قانون کے مقابلہ میں ہزار سے قانون تیار کرالئے۔

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ (نساء ۱۲)

یتیم اور مسکین[1] حاضر ہوں تو ان[2] اس (مالِ ترکہ) میں سے کچھ کھلا

محرومِ میراث سے حسن سلوک کیا جائے

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

اور ان کو معقول[3] بات کہہ دو۔

ترکہ بعد تکمیل وصیت و ادائے قرض تقسیم کیا جائے

مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط (نسآء ۱۲)

بعد (تکمیل) وصیت[4] جو مرنے وا
کر مرا یا بعد ادائے قرض (ترکہ تقسیم
کیا جائے)

---

[1] تقسیم میراث کے وقت برادری اور کنبہ کو جمع کر کے مرنے والے کا ترکہ تقسیم کرنا چاہ
تاکہ بعد میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔

[2] جن کو میراث سے حصہ نہیں پہنچتا یا جو یتیم و محتاج ہوں ان کو کچھ کھلا کر رخصت کر
کوئی چیز ترکہ میں سے حسب موقعہ ان کو بھی دیدو کر یہ سلوک کرنا مستحب ہے (موضح الفرقا
بشرطیکہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو۔

[3] میراث نہ پانے والوں کے لئے اگر مال میراث سے کچھ دینے کی صورت نہ ہو۔ مثلاً
یتیموں کا مال ہے اور مرنے والے نے وصیت بھی نہیں کی۔ تو ان حالات میں
معقول طریقہ سے یہ عذر پیش کر کے سمجھا دیا جائے کہ مال یتیم کا ہے اور میت نے وص
بھی نہیں کی اسلئے لاچار مجبوری ہے بہر صورت ان کی دل شکنی نہ ہونے دینی چاہیے

[4] وصیت میراث پر جب مقدم ہوگی جب اوروں کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ وارثوں
چونکہ اندیشہ تھا کہ ترکہ میت میں سے میت کا دین اور وصیت ادا نہ کریں (باقی ص

Marfat.com

تقسیم الٰہی پر حرف زنی نہ کی جائے

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (نساء ۲)

تمہارے باپ (دادا) اور بیٹے (پوتے یا) تم کیا جانو کہ تم کو زیادہ نفع[1] کون پہنچائے گا، اللہ تعالیٰ کا (ہر ایک کے لئے) حصہ مقرر شدہ ہے بیشک اللہ تعالیٰ خبردار اور حکمت والا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۶) بلکہ تمام مال آپ ہی رکھ لیتے۔ اس لئے (سورہ نساء) میراث کے ساتھ بار بار دین اور وصیت کا حکم تاکیداً بیان کیا گیا ہے اور وصیت چونکہ تبرع اور احسان ہے اور بسا اوقات کوئی شخص معین اس کا مستحق نہیں ہوتا اور اس وجہ سے اس کے ضائع ہونے کا احتمال قوی تھا۔ تو اسلئے بغرض اہتمام و احتیاط وصیت کو ہر جگہ دین سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔ حالانکہ وصیت کا درجہ دین کے بعد ہے (موضح القرآن)

یہ آیت کریمہ تقسیم حصص کی تقریباً ہر آیت کا جزو ہے۔ اس لئے ہر حصہ کی تقسیم کے وقت اس کا زیر نظر رہنا ضروری ہے۔

[1] چونکہ یہ بات تم کو معلوم نہیں کہ کس سے تم کو نفع پہنچے گا اور کتنا نفع پہنچیگا۔ اسلئے تم کو اس میں دخل نہ دینا چاہیئے۔ جو کچھ کسی کا حصہ حق تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے۔ اس کی پابندی کرو کہ اس کو تمام چیزوں کی خبر بھی ہے اور وہ بڑا حکمت والا ہے۔ (موضح الفرقان)

Marfat.com

والدین کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟

با اولاد مرحوم کے ماں باپ کا چھٹا حصہ

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ج (نسا ۲/۴)

اگر مرنے والے کی اولاد ہو۔ تو اسکے ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے

بلا اولاد کی ماں کا تہائی حصہ

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ج (نسا ۲/۴)

اور اگر اس (مرنے والے) کی اولاد نہیں ہے اور (صرف) اسکے ماں باپ وارث ہیں۔ تو اس کی ماں کا تہائی (حصہ) ہے (اور باپ کے دو تہائی)

برادران مرحوم کی موجودگی میں ماں کا چھٹا حصہ

فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ (نسا ۲/۴)

پھر اگر مرنے والے کے کئی بھائی ہیں (اولاد نہیں) تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے۔

Marfat.com

زوجین کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟

عورت کے مال میں مرد کو نصف حصہ بشرطیکہ اولاد نہ ہو

لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ	اور تمہارا اس ترکہ میں جو تمہاری
نْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ج	عورتیں چھوڑ مریں آدھا مال ہے
(نساء ۴)	بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو۔

بصورت اولاد چوتھائی

فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ	اور اگر ان کی اولاد ہے تو اس میں
لرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ	سے جو چھوڑ گئیں تمہارے واسطے
(نساء ۴)	چوتھائی (حصہ) ہے

مرد کے مال میں عورت کو چوتھائی بشرطیکہ اولاد نہ ہو

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ	اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو عورتوں کیلئے
يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج (نساء ۴)	چوتھائی مال ہے اس میں سے جو تم چھوڑ مرو

بصورت اولاد آٹھواں حصہ

فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ	اور اگر تمہاری اولاد ہے۔ تو ان
الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ	(عورتوں) کے لئے آٹھواں حصہ ہے
(نساء ۴)	اس میں سے جو کہ تم نے چھوڑا۔

Marfat.com

اولاد کا میراث میں کتنا حصہ ہے؟

لڑکے کا دو تہائی لڑکی کا ایک تہائی

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ اَوْلَادِكُمْ ق لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ج (نسا ۲/۴)

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں تم کو حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے حصہ کے۔

اگر صرف لڑکیاں ہوں تو انکا دو تہائی

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ج (نسا ۲/۴)

پھر اگر (لڑکا نہ ہو اور) صرف دو سے زیادہ عورتیں (لڑکیاں) ہی ہوں تو ان کے لئے اس ترکہ میں سے دو تہائی حصہ ہے۔

اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا نصف

وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (نسا ۱/۲)

اور اگر ایک ہی (لڑکی) ہو تو اس کے لئے آدھا (حصہ) ہے۔

لہ مثلاً ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو کل مال کے تین حصے بنا کر ایک لڑکی کو اور دو لڑکے کو دیے اگر صرف بیٹا ہوگا تو وہ سب لیگا اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ اسکو بجملہ مساوی تقسیم کرینگے

Marfat.com

اخیافی بھائی بہن کا کیا حصہ ہے؟

صرف ایک بھائی یا بہن ہو تو چھٹا حصہ

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ج (نسا ۲ ع ۲)

اور اگر کوئی مرد یا عورت ایسی ہے کہ جس کی میراث ہے اور (اس کا) باپ بیٹا یا ماں اور بیٹی (کوئی) نہیں ہے۔ اور اس مرنے والے کی ایک بہن[1] یا بھائی ہے تو دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔

اگر ان سے زائد ہوں تو تہائی حصہ

فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ .... وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ط (نسا ۲ ع ۲)

اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہیں یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ جاننے اور تحمل کرنے والا ہے

---

[1] بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) عینی جو ماں باپ دونوں میں شریک ہوں (۲) علاتی وہ سوتیلے جن کا باپ ایک ہو (۳) اخیافی وہ سوتیلے جن کی ماں ایک ہو۔

اولاد نہ ہو تو ترکہ کیسے تقسیم ہو؟

ایک بہن ہو تو نصف حصہ لے

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ (نسا ع۲)

آپ سے کلالہ[1] کا حکم پوچھتے ہیں سو کہہ دیں کہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی (ایسا) شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو۔ اور اس کی ایک بہن ہو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا۔

بہن کا وارث بھائی ہے اگر اسکی اولاد نہ ہو

وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ (نسا ع۲)

اور وہ (حقیقی یا علاتی) بھائی وارث ہے اس بہن کا اگر اس کی اولاد نہ ہو۔

---

[1] کلالہ دراصل ضعیف کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ مرنے والا مراد ہے کہ جس کے اصلی وارث یعنی باپ بیٹا نہ ہوں۔ اس لئے اصلی ورثاء کی عدم موجودگی میں حقیقی بھائی بہن بیٹے کے حکم میں آئیں گے۔ اگر حقیقی بھائی بہن نہ ہو تو علاتی سوتیلوں کے لئے یہی حکم ہوگا۔ بھائیوں کا حصہ معین نہیں۔ اب باقی رہ گئے (خیافی (ماں شریک) بہن بھائی ان کا حصہ معین ہے جو پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

Marfat.com

دو سے زیادہ بہنیں دو تہائی حصہ لیں

فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ ۔ (نسا ع۲)

اور اگر دو بہنیں ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملے گا۔

بھائی بہن دو اور ایک کی نسبت سے لیں

وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ (نسا ع۲)

اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد اور کچھ عورت تو ایک مرد کا حصہ برابر ہے دو عورتوں کے حصہ کے اللہ تمہارے واسطے (یہ احکام) بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

لہ بندہ کو جملہ احکام کی تابعداری لازم ہے اگر ایک معمولی اور جزوی امر بھی خلاف کرے گا۔ تو گمراہی ہے۔ پھر جو لوگ اس کی ذات پاک اور اس کی صفات کمال میں اس کے حکم کا خلاف کرتے ہیں اور اپنی عقل و خواہش کو اس کے مقابلہ میں اپنا مقتدا بناتے ہیں ان کی ضلالت اور خباثت کو اس سے سمجھ لیجئے کہ کس درجہ کی ہوگی۔

(موضح الفرقان)

پردہ کے احکام کون سے ہیں؟

مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (نور ۳۰/۱۸)

آپ ایمان والوں کو کہہ دیں کہ ذرا اپنی نگاہیں[1] نیچی رکھیں۔

اپنے ستر کو ڈھانپے رہیں

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ[2] (نور ۳۰/۱۸)

اور اپنی شرمگاہوں[2] (ستر) کی حفاظت کریں۔

---

[1] نظر بد بدکاری و بے حیائی کی چابی ہے جس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔ اس سے پہلے اس کی حفاظت کا اہتمام کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے کہ انسان کو بلا ضرورت شدید ادھر ادھر نہ دیکھنا چاہیئے اور نظریں نیچی رکھنی چاہئیں تاکہ دانستہ یا نادانستہ کسی پر نظر غلط انداز پڑ کر اپنا خرمن سکون نہ جلا دے۔ اسی کے ساتھ اس احتیاط مزید کا بھی حکم ہے کہ اگر اتفاقاً ایک نظر کسی عورت یا مرد پر پڑ گئی ہے تو دوسری نظر اس پر نہ ڈالے کہ یہ گناہ ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہے کہ وہ بھی مردوں پر نظر نہ دوڑائیں خواہ وہ اسے دیکھ رہے ہوں یا نہ دیکھ رہے ہوں۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو نابینا سے بھی پردہ کرنے کی تعلیم فرمائی ہے کہ اگر نابینا تم کو نہیں دیکھتا تو کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو (ترمذی)

[2] یعنی حرامکاری نہ کریں اور اپنا ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ واضح رہے کہ مرد کا ستر زیر ناف سے گھٹنوں تک ہے (دار قطنی و تفسیر کبیر) مرد کو اس حصہ کا پردہ (باقی ص ۳۱۵)

Marfat.com

عورت بھی نظر نیچی رکھے

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (نور ۳۱/۱۸)

اور آپ ایمان والوں کو کہہ دیں کہ ذرا اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

اپنے ستر کی حفاظت کریں

وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ (نور ۳۱/۱۸)

اور اپنی شرمگاہوں[1] کی حفاظت کریں۔

گھروں میں باپردہ رہیں

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى (احزاب ۳۳/۲۲)

اور اپنے گھروں میں قرار[2] پکڑو اور (خود کو) دکھلاتی نہ پھرو۔ جیسا کہ جہالت کے زمانہ میں خود آرائی کا دستور تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۴) کرنا لازمی ہے اسی ضمن میں نگر کا پہننا بھی ممنوع ہوتا ہے کہ اس سے بالعموم زینیں نظر آتی ہیں ثانیاً اسلئے بھی کہ وہ غیر قوم کا لباس ہے جس سے مشابہت ممنوع ہے

[1] یعنی بدکاری سے بچیں اور اپنا ستر کسی کو نہ دکھلائیں۔ عورت کا ستر عورت کیلئے ناف کے نیچے سے زانو کے نیچے تک ہے۔ یعنی عورت اپنے جسم کا یہ حصہ دوسری عورتوں سے چھپائے اور ستر عورت حرہ کا بہ نسبت مرد اجنبی کے سارا بدن ہے۔

[2] یعنی بے پردہ پھرنے کی بجائے اپنے گھروں کی چار دیواری کے اندر اپنے حسن و جمال کو فتنہ پردوں سے چھپائے رکھو۔

Marfat.com

اسلئے گھر میں بدوں اجازت کوئی داخل نہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا	اے ایمان والو اپنے گھروں
بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا	سوا کسی کے گھر میں نہ جایا کرو جب
وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ	تک کہ اجازت[1] حاصل نہ کرلو۔ او
(نور ۲۴/۲۷)	ان گھر والوں پر سلام نہ کرلو

تین وقت نابالغ اور غلام بھی بدوں اجازت اندر نہ آئیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ	اے ایمان والو۔ تمہارے مملوکو
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	(غلام۔ لونڈی) کو اور ان کو جو
وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ	میں سے حد بلوغ کو نہیں پہنچے
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ	(گھر میں آنے کے لئے تین وقتوں
الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ	میں اجازت لینی چاہیئے۔ نماز
مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ	صبح سے پہلے۔ اور دوپہر کو جب

[1] کسی کے گھر میں بدوں اجازت داخل نہ ہوجائے ممکن ہے وہاں پردہ دار مستورات ہوں یا وہ خود ایسے حال میں ہو کہ اس وقت آپ کا آنا پسند نہ کرے اور اجازت کا بہترین طریقہ السلام علیکم ہے تین بار سلام کرنے پر اگر اجازت نہ ملے تو واپس آجانا چاہیئے اپنے گھر میں بھی یوں اندھا دھند داخل نہ ہونا چاہیئے۔ بالکل کھنکار کر یا سلام کہہ کر اطلاع کے بعد داخل ہونا چاہیئے تاکہ جو بے سر بیٹھی ہو وہ دوپٹہ اوڑھ سکے۔

[2] کیونکہ یہ اوقات عموماً کپڑے بدلنے یا بیوی سے مخالطت کے ہوتے ہیں۔

الْعِشَآءِ ۚ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۚ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ
بَعْدَهُنَّ ۚ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ
بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ

(نور ۵۸)

اپنے کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور
نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت
تمہارے (ان سے بھی پردے کے
ہیں۔ ان اوقات کے سوا نہ تم پر
کوئی الزام ہے اور نہ ان پر کچھ الزام
ہے (کیونکہ) ان وقتوں کے بعد ایک
دوسرے کے پاس پھرا ہی کرتے ہو۔

بالغ لڑکے اجازت لے کر گھر آئیں

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ
فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

(نور ۵۹)

اور جب تم میں کے وہ لڑکے حد
بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح
اجازت لینا چاہیئے جیسے ان سے
اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں۔

مطلوبہ چیز پردہ کے باہر سے مانگیں

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا
فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۚ
ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۚ

(احزاب ۵۳)

اور جب کچھ کام کی چیز مانگنے جاؤ
تو پردہ کے باہر سے مانگ لو اس
میں خوب ستھرائی ہے تمہارے
دل کو اور ان کے دل کو۔

عورت نزاکت سے بات نہ کرے

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ — سو تم بولنے میں نزاکت مت کرو
الَّذِي فِي قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ — ایسے شخص کو خیالِ (بد) ہونے لگے
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ — ہے جس کے قلب میں خرابی
(احزاب پ۲۲) — (بلکہ) معقول (طریقہ سے) بات کہ

جب باہر نکلنا ضروری ہو تو اپنے چہرے ڈھانپ کر باہر نکلیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ — اے نبیؐ آپ اپنی ازواج (مطہرات
وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ — کو اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں
عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ — کی عورتوں کو کہہ دیں کہ اپنے اوپ
اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۝ — تھوڑی سی اپنی چادریں نیچے

لہ نرم اور دلکش لہجہ میں کلام نہ کرو۔ بلاشبہ عورت کی آواز میں قدرت نے طبعی طور پر ایک نزاکت اور نرمی رکھی ہے لیکن پاکباز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہیے کہ حتی المقدو غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں قدرے خشو درد کھاپن ہو۔ اور کسی بد باطن کو اپنی طرف جذب نہ کرے (موضح الفرقان)

۲ حضرت ابن عباسؓ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتو کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں (تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ صفحہ ۲۹) بلکہ امام بن سیرینؒ کو حضرت عبیدہؓ بن سفیان بن الحارث الحضرمیؒ نے خود چادر اوڑھ کر دکھائی

(احزاب ۵۹) لیں اس سے جلدی (پاک باز عورتوں کی) پہچان[1] ہو جایا کریگی۔ ان کو کوئی (بدنیت) نہ ستائے۔

اوڑھنی سر سے لاکر گریبان پر ڈالیں

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ (نور ۳۱) اور اپنے دوپٹے اپنے گریبان پر ڈال لیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۸) اپنی پیشانی۔ ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر دکھایا صرف ایک آنکھ کھلی رکھی (احکام القرآن جلد سوم صفحہ ۴۵۵) تفسیر بیضاوی تفسیر کبیر اور تفسیر غرائب القرآن والے بزرگان نے بھی یہی لکھا ہے۔

[1] علامہ ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر یوں لکھتے ہیں کہ اے نبیؐ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ جب اپنے گھروں سے کسی حاجت کیلئے نکلیں۔ تو لونڈیوں کے سے لباس نہ پہنیں کہ سر اور چہرے کھلے ہوئے ہوں۔ بلکہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں سے گھونگھٹ ڈال لیا کریں تاکہ کوئی فاسق ان سے تعرض نہ کر سکے اور سب جان لیں کہ وہ شریف عورتیں ہیں۔

[2] ایام جاہلیت میں موجودہ تہذیب یافتوں کی طرح رواج تھا کہ عورتیں اپنے سینہ کے ابھار کی نمائش کے لئے اوڑھنی سر پر ڈال کر اسکے دونوں پلے پشت پر ڈال دیتی تھیں جیسے آج گلے میں ڈال کر اسکے دونوں پلے پشت پر ڈال دئے جاتے ہیں۔ اسلئے مولا پاک نے حسن کے اس مظاہرہ کی روک تھام کیلئے فرمایا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر گریبان پر ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ کان۔ گردن اور سینہ پوری طرح پردہ میں رہے۔

اپنی زیبائش کی نمائش نہ کریں

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (نور ۳۱)

اور اپنی زینت[1] (زیبائش خلقی و کسبی) نہ دکھائیں مگر جو اسمیں سے کھلی چیز[2]

زیور کی آواز بھی نہ ہونے دیں

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ (نور ۳۱)

اور (راہ چلتے) اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں[3] کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔

ناقابل نکاح بوڑھی اپنا پردہ کم کر سکتی ہے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح

---

[1] زینت دو قسم کی ہوتی ہے ایک پیدائشی اور دوسری کسبی پیدائشی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حسن و جمال دیا ہو کسبی یہ کہ لباس و زیور سے آرائش کی گئی ہو اسلئے غیر محرم کو اپنی زینت دکھلانا ممنوع ہے کہ یہ بھی بالعموم موجب فتنہ ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ غیر اجنبیوں میں زینت کے ساتھ ناز و ادا سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے روز قیامت کی تاریکی کہ اس میں کوئی نور نہیں (ترمذی)

[2] یعنی جو زینت کہ اضطراراً یا اتفاقاً ظاہر ہو جائے یا بقول حضرت عائشہ صدیقہ زینت ظاہرہ سے مراد ہاتھ اور چوڑیاں اور کنگن اور انگوٹھیاں ہیں یا چہرہ جس کو بقدر ضرورت شدید ظاہر کرنا پڑے ارادۃً ہرگز نہیں۔

[3] راہ چلتے اس طرح چلیں کہ انکے زیورات کی جھنکار نہ آئے کیونکہ یہ بھی نفسانی جذبات کے لئے جاذب توجہ و دلکش ہوتی ہے اور مسلمان کو تحریک کرتی ہے۔

Marfat.com

لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ (نور ۸/۱۸)

کی کچھ امید نہ رہی ہو۔ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ وہ اپنے کپڑے[1] اتار رکھیں۔

مگر اپنی زینت ظاہر نہیں کر سکتی

غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ۭ (نور ۸/۱۸)

مگر یہ نہیں (ہو سکتا) کہ اپنا سنگار دکھاتی پھریں۔

اس رعایت سے بچیں تو بہتر ہے

وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (نور ۸/۱۸)

اور اس[2] سے بھی بچیں تو ان کیلئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سب باتیں سنتا جانتا ہے۔

---

[1] یعنی وہ کپڑے جن سے منہ ہاتھ چھپایا جاتا ہے۔ زینت میں چونکہ سارا بدن داخل ہے اور زینت کے ظاہر کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ اس لئے بوڑھی کے لئے بھی اظہار زینت منع کر دیا گیا ہے۔

[2] بوڑھی عورتوں کے لئے مولا پاک نے جو مذکورہ بالا رعایت فرمائی ہے اس کے باوجود از راہِ شفقت انہیں احساس دلاتے ہیں کہ بوڑھی عورت کے لئے پورا پردہ رکھنے میں اور بھی بہتری ہے۔

کن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے

خاوند سے

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا — اور اپنی زینت[1] ظاہر نہ ہونے دیں
لِبُعُولَتِهِنَّ (نور ۳۱) — مگر اپنے خاوند پر۔

باپ سے

أَوْ آبَائِهِنَّ (نور ۳۱) — یا اپنے باپ[2] پر

خسر سے

أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ (نور ۳۱) — یا اپنے خاوند کے باپ پر

بیٹے سے

أَوْ أَبْنَائِهِنَّ (نور ۳۱) — اپنے بیٹے پر

---

[1] جن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے ان کے سوا باقی تمام غیر محارم ہیں خواہ وہ پیر ہو یا جیٹھ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی پاک و اطہر ہستی بقول حضرت عائشہ صدیقہؓ عورتوں سے صرف زبانی بیعت لیتے تھے اور آج کل کے خود غرض پیروں کی طرح ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہ لیتے تھے بلکہ آپ نے کبھی کسی عورت کو ہاتھ سے مس نہیں کیا جو اپنے نکاح میں نہ تھی (بخاری۔ مسلم۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ باب بیعۃ النساء)

[2] چچا و ماموں بھی اسی حکم کے تحت آتے ہیں مگر جس زینت کا اظہار خاوند کیلئے ضروری ہے دوسروں کیلئے ممنوع ہے ان کے مدارج دوسری کتب سے دیکھ لئے جائیں۔

سوتیلے بیٹے سے

اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے خاوند کے بیٹے پر

بھائی سے

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے بھائی پر

بھتیجے سے

اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے بھتیجوں پر

بھانجے سے

اَوْ بَنِیْٓ اَخَوٰتِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنے بھانجوں پر

مسلمان عورتوں سے

اَوْ نِسَآئِهِنَّ (نور ۳۱) یا اپنی عورتوں[1] پر

لونڈی غلام سے

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ (نور ۳۱) یا اپنے ہاتھ کے مال[2] پر

فاتر العقل خدمتگاروں سے

اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ یا کاروبار کرنے والوں پر جو مرد کہ

---

[1] بدچلن اور بدآوارہ عورتوں کے سامنے بھی اظہار زینت ممنوع ہے۔ بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں کافر عورتیں اجنبی مرد کے حکم میں ہیں۔

[2] جمہور ائمہ اور بعض سلف کے نزدیک غلام سے پردہ کرنا چاہیئے۔

مِنَ الرِّجَالِ	کچھ غرض نہیں رکھتے (اور اپنے کام
(نور ۳۱/۲۴)	کاج میں لگے رہتے ہیں[1])

نسوانی اسرار سے ناواقف لڑکوں سے

اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى	یا ان لڑکوں پر جنہوں نے ابھی
عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص (نور ۳۱/۲۴)	عورتوں کے بھید کو نہیں پہچانا[2]

[1] یعنی کمیرے خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق ہوں۔ شوخی نہ رکھتے ہوں۔ یا فاتر العقل پاگل جن کے حواس وغیرہ بھی ٹھکانے نہ ہوں محض کھانے پینے والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں (موضح الفرقان)

[2] یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی سوائر کی کوئی تمیز نہیں۔ نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں۔ (موضح الفرقان)

Marfat.com

بیوی کو ماں کہہ دینے کا کیا اثر ہے؟

بیوی ماں نہیں بن جاتی

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ (احزاب ۱/۲۱)

(جس طرح) اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے (اسی طرح) تمہاری جوروؤں کو جن کو (تم) ماں کہہ بیٹھے ہو تمہاری سچی (سچ مچ) ماں[1] نہیں بنا دیا۔

بیوی کو ماں کہنا بحق نکاح بے اثر ہے

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں وہ ان کی مائیں نہیں ہو جاتیں۔ ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا۔ اور وہ لوگ بلاشبہ ایک نامعقول

---

[1] ایام جاہلیت میں جو شخص اپنی زوجہ کو ماں کہہ بیٹھا وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی۔ حالانکہ ایسا کہنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی مگر اس گستاخی کا کفارہ دینا پڑتا ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ عورت کو ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہیں۔

Marfat.com

لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ (مجادلہ ۲ع۱)

اور جھوٹ بات کہتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالےٰ معاف کرنے والے اور بخش دینے والے ہیں۔

مگر کفارہ دینا پڑے گا

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ (مجادلہ ۲ع۱)

جو لوگ اپنی عورتوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہیں۔ تو ان کو ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا چاہیئے۔ قبل اس کے کہ آپس میں (ایک دوسرے کو) ہاتھ لگائیں۔ اس سے تم کو نصیحت ہوگی اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی خبر رکھتا ہے پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو متواتر دو مہینے روزے رکھے پیشتر اس کے کہ آپس میں چھوئیں۔ پھر جو کوئی یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے۔

Marfat.com

متبنّے بنانا کیسا ہے؟

منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں بن سکتا

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ (احزاب ۱/۲۱)

اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنا دیا۔ یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے۔

اسے باپ کی نسبت سے پکارا جائے

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب ۱/۲۱)

منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی پورا انصاف ہے۔

اسے دینی بھائی اور رفیق پکارا جائے

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ (احزاب ۱/۲۱)

پھر اگر انکے باپ کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دین میں بھائی اور رفیق ہیں

اس میں بھول چوک معاف ہے

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ (احزاب ۱/۲۱)

اور تم سے اس میں بھول چوک ہو جائے تو تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو دل کے ارادہ سے کرو وہ (گناہ) ہے۔

باب ہفتم

گھر میں آنے جانے کی کیا شرائط ہیں؟

داخلہ کے وقت السلام علیکم کہے

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط (نور ۶۱/۱۸)

جب تم گھروں جانے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام[1] کر لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں برکت والی عمدہ اور نیک دعا ہے۔

کسی دوسرے کے گھر اجازت سے جائے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا

اے ایمان والو تم اپنے گھروں

---

[1] سلام کرنا ایک تو موجب برکت و رحمت ہے ثانیاً اس کا یہ فائدہ ہے کہ بسا اوقات گھر میں کوئی پردہ دار عورت آئی ہوئی ہے یا گھر والی کسی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہے کہ اچانک مرد کا اندر چلا آنا اس کیلئے ناگواری کا باعث ہوتا ہے اسلئے سلام کہہ کر چند ثانیہ اندر جانے کے لئے توقف کرے اور پھر اندر جائے۔

بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰٓى أَهْلِهَا (نور ۲۷/۱۸)

کے سوا دوسرے[1] گھروں میں (اس وقت تک) داخل مت ہو جبتک کہ اجازت حاصل نہ کرلو اور انکے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔

گھر میں کوئی نہ ہو تو نہ جائے

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ج (نور ۲۸/۱۸)

پھر اگر ان گھروں میں تم کو کوئی معلوم[2] نہ ہو۔ تو ان گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ تم کو اجازت نہ دی جائے۔

اندر جانے کی اجازت نہ ملے تو واپس جائے

وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

اور اگر تم سے یہ کہہ دیا جائے کہ

---

[1] کسی دوسرے کے گھروں میں بھی بے خبر نہ چلا جائے۔ بلکہ اجازت حاصل کرے۔ اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اذن کی طلب السلام علیکم سے کرے اور بقول ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تین بار اجازت لینا چاہیئے۔ اور حدیث سے بھی ایسا ہی ثابت ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی یہی ہے۔ کہ السلام علیکم کہے اگر جواب نہ آئے تو دوسری دفعہ کہے۔ پھر جواب نہ آئے تو تیسری دفعہ کہے۔ اس کے بعد بھی اگر جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے۔

[2] اور جس گھر میں آدمی موجود معلوم نہ ہوتا ہو۔ اس میں تو ہرگز داخل نہ ہو کیونکہ اس میں کئی احتمالات اور نقصانات ہیں۔

هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ط (نور ۲۸/۲۴)

لوٹ جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے۔

جو رہائش گاہ نہ ہو وہاں بلا اجازت جائے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝ (نور ۲۹/۲۴)

اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ایسے مکانات[1] میں چلے جاؤ جن میں کوئی نہیں رہتا اور اس میں تمہارے (استعمال کی) کچھ چیز ہے اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

---

[1] یعنی جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا۔ نہ کوئی روک ٹوک ہے۔ مثلاً مسجد، مدرسہ۔ خانقاہ۔ سرائے وغیرہ اگر وہاں تمہاری کوئی چیز ہے یا تم کو چند ہے اس کے برتنے کی ضرورت ہے۔ تو بیشک وہاں جا سکتے ہو۔ اس کے لئے استیذان کی ضرورت نہیں۔ (موضح الفرقان)

آدابِ مجالس کون سے ہیں؟

مجلس میں آنے والے کو بیٹھنے کی جگہ دے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ج (المجادلہ ۲/۲۸)

اے ایمان والو جب کوئی تم کو کہے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل[1] جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم کو کھلی جگہ دیگا۔

مخالفت میں معقول گفتگو کرے

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (حٰمٓ سجدہ ۵/۴۴)

جواب میں وہ کہہ جو اس (سوال) سے بہتر[2] ہو۔

بلحاظ مراتب گفتگو کرے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبرؐ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور نہ ان[3] سے تڑخ کر بولو۔ جیسے ایک

---

[1] یعنی اس طرح بیٹھو کہ دوسرے کے لئے بیٹھنے کی جگہ نکل آئے۔

[2] برائی کا جواب بھلائی سے دے غصہ کی بجائے تحمل و بردباری سے کام لے گفتگو تہذیب و شائستگی سے کرے اور حسن اخلاق سے پیش آئے۔

[3] بلکہ آپ سے گفتگو کرو تو پورے احترام اور تعظیم سے۔ حضور کے وصال کے بعد حضور کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی آداب چاہیئے اور (باقی ص ۳۲۲)

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ (الحجرات ۲/۲۶) دوسرے سے ترخ کر بولتے ہو۔

لاف زنی نہ کرے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ (صف ۱/۲۸)

اے ایمان والو (ایسی بات) منہ سے کیوں کہتے ہو۔ جو نہیں کرتے (جس پر خود عمل نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑی بیزاری کی بات ہے کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو۔

بے تحقیق بات نہ کرے

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ (بنی اسرائیل ۱۵/۴)

جس بات کی تجھے خبر نہیں (اسکے پیچھے نہ پڑ۔

(بقیہ حاشیہ صـ۳۳۱) قبر شریف کے پاس حاضر ہوں تو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے نیز آپ کے خلفاء علماء ربانین اور اولوالامر مسلمانوں کے ساتھ بھی درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہیئے۔ تاکہ جماعتی نظام قائم رہ سکے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔

لہ بندہ کو لاف زنی اور دعویٰ کی بات سے ڈرنا چاہیئے کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں اللہ تعالیٰ اس شخص سے سخت ناراض و بیزار ہوتا ہے جو زبان سے بہت کچھ کہے اور کرے کچھ نہیں (موضح الفرقان)

Marfat.com

جانے کی اجازت ملے تو بہتر

وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (مجادلہ ۲۸/۲)

جب یہ کہا جائے کہ اٹھ[1] کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔

ورنہ اجازت لے کر جائے

وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ط (نور ۹/۱۸)

(ایمان والے) جب اس کے پاس کسی ایسے کام کے لئے جمع ہوتے ہیں جس کے لئے مجمع کیا گیا۔ تو جب تک آپ سے اجازت نہ لیں۔ نہیں جاتے۔

اجازت دینا بلانے والے کے اختیار میں ہے

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ (نور ۹/۱۸)

پھر جب آپ سے اپنے کسی کام کے واسطے اجازت مانگیں تو جس کو ان میں سے چاہیں اجازت دیں۔

---

[1] حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ آداب ہیں مجلس کے کوئی آئے اور جگہ نہ پائے۔ تو چاہئے سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں تا مکان حلقہ کا کشادہ ہو جائے یا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوں اور) پرے ہٹ کر حلقہ کر لیں (یا بالکل چلے جانے کو کہا جائے تو چلے جائیں، اتنی حرکت میں غرور (یا بخل) نہ کریں۔ خوئے بنگ پر اللہ مہربان ہے اور خوئے بد سے بیزار۔

بوقت دعوت کونسی احتیاط ضروری ہے؟

بن بلائے نہ جائے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ

(احزاب ۵/۲۲)

اے ایمان والو نبیؐ کے گھروں میں مت جایا کرو مگر جس وقت کہ تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے تب جایا کرو۔

کھانا کھا کر چلا جائے

فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ط

(احزاب ۵/۲۲)

پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھا رہا کرو۔

Marfat.com

کھانا کھانے میں کہاں مضائقہ نہیں؟

اپنے گھر سے

وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ (نور ۶۱)

تمہارے لئے اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اپنے گھروں سے کھانا کھالو۔

باپ کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنے باپ[1] کے گھر سے

ماں کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنی ماؤں کے گھر سے

بھائی کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنے بھائیوں کے گھر سے

بہن کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنی بہنوں کے گھر سے

چچا کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ (نور ۶۱)

یا اپنے چچا کے گھر سے

---

[1] یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں نہ کھانے والا حجاب کرے (موضح الفرقان)

Marfat.com

پھوپھی کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ (نور ۶۱/۱۸) یا اپنی پھوپھیوں کے گھر سے۔

ماموں کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ (نور ۶۱/۱۸) یا اپنے ماموں کے گھروں سے

خالہ کے گھر سے

اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ (نور ۶۱/۱۸) یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے

حسب دستور مالِ تصرف سے

اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ (نور ۶۱/۱۸) یا ان گھروں[1] سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار (یا تصرف) میں ہیں

دوستوں سے

اَوْ صَدِيْقِكُمْ (نور ۶۱/۱۸) یا اپنے دوستوں[2] کے گھروں سے

---

[1] مثلاً کسی نے اپنی چیز کا محافظ یا وکیل بنایا اور بقدر معروف اس میں سے کھانے پینے کی اجازت دے دی (موضح)

[2] بشرطیکہ دلالۃً وعادۃً معلوم ہو کہ دوست ناراض نہ ہوگا اور نہ کسی شخص کی چیز بغیر رضا کے کھانی ہرگز درست نہیں ہے۔

Marfat.com

ناپ تول کیسا ہو؟

ناپ تول منصفانہ ہو

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ (انعام ۱۹/۲) اور ناپ تول انصاف[1] کے ساتھ پوری پوری کیا کرو۔

کسی کو چیز کم نہ دی جائے

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ (اعراف ۱۱/۸) اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔

ترازو اور بٹے درست ہوں

لَا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ ۝ (رحمٰن ۱/۲۷) یہ کہ ترازو میں زیادتی نہ کرو (اس کے پلڑے اور بٹوں میں کمی بیشی نہ ہو)

---

[1] حضرت شعیب علیہ السلام کی اُمت محض ناپ تول میں بے ایمانی کرنے کے باعث ان واحد میں ہلاک کر دی گئی اور بقول ابن کثیرؒ اس قوم پر تین قسم کے عذاب نازل ہوئے۔

(۱) کڑک (فرشتہ کی چیخ)

(۲) زلزلہ

(۳) بادلوں کی شکل میں عذاب کا محیط ہو جانا۔

Marfat.com

ترازو کو جھوک نہ مارے

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ[1] یہ بھی ترازو سے تولو (دونو پلڑے
(بنی اسرائیل ع ۴) برابر ہوں)

ماپ درست ہو

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ اور جب ماپ کر دینے لگو تو پورا
(بنی اسرائیل ع ۴) ماپ (پیمانہ) بھر دو۔

ماپ تول میں کمی نہ کی جائے

وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ ماپ اور تول کو نہ گھٹاؤ۔
(ھود ع ۶)

---

[1] یعنی جھونک نہ مارو۔ ماپ تول میں کمی کرنے سے معاملات کا نظام مختل ہو جاتا ہے

لین دین کن اصولوں پر ہو؟

معاملہ ضبط تحریر میں ضرور لایا جائے

وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ (بقرہ ۳۹/۲)

معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے میں کاہلی نہ کرو۔ اس کی میعاد تک

نقد سودا کے لئے تحریر ضروری نہیں

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا (بقرہ ۳۹/۲)

مگر یہ کہ جو دست بدست ہو جس کو باہم لیتے دیتے ہو تو اسکے نہ لکھنے پر تم کو کچھ گناہ نہیں۔

مگر گواہ کے سامنے سودا ہونا بہتر ہے

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ (بقرہ ۳۹/۲)

اور جب تم سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔

لہ جو سودا بھی طے ہو اور اس کے متعلق جو دستاویز لکھی جائے اس میں میعاد وغیرہ کی تفصیل ضرور درج ہو۔

گہ دست بدستی سودا کیلئے تحریر کی تو کوئی ضرورت نہیں مگر گواہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ اگر بعد ازاں کوئی نزاع پیدا ہو تو وہ کام آسکے اور بہتر یہ ہے کہ نقد سودا کی رسید لے لے۔

ادھار کی نسبت تحریر ضروری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ

(بقرہ ۲۶/۳)

اے ایمان والو جب تم آپس میں کسی وقت مقرر کیلئے ادھار کا معاملہ طے کرو۔ تو اس کو لکھ لیا کرو تاکہ بعد میں نزاع نہ پیدا ہو)

ضرورۃً مال گرو بھی رکھ سکتا ہے

وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ مَّقْبُوضَةٌ

(بقرہ ۳۹/۲)

اور اگر تم سفر میں ہو (اور قلم ضرورت پڑ گئی ہے اور کوئی دینے والا بھی مل گیا ہے تو) اگر کوئی لکھنے والا نہ پاؤ تو (بغرض ضمانت یا اعتبار) جو چیزیں قبضہ میں ہوں۔ گرو رکھی جائیں۔

بصورت اعتبار گرو کی ضرورت نہیں

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ

(بقرہ ۳۹/۴)

اور اگر ایک (صاحب دین) دوسرے (مدیون) کا اعتبار کرے (اور بلا تحریر قرض دیدے) تو جس پر اعتبار کیا گیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وہ دوسرے کا حق ادا کرے۔

Marfat.com

سود لینا کیسا ہے؟

سود حرام ہے

حَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ (بقرہ ۳۸/۳) سود[1] (کا لینا دینا) حرام کیا ہے۔

[1] مولا پاک نے قیامت تک کیلئے تمام بنی نوع انسان کیلئے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے اور قریباً ہر جگہ سود کے تذکرہ کے ساتھ ہی وعید فرمائی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سود خواری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا جرم ہے جس کی سزا دیگر جرائم کے مقابلہ میں ضرور غیر معمولی ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے اس کا مستحل نص قرآنی کا منکر اور قطعاً کافر ہے۔ یہ آیت کریمہ قرآن پاک میں بڑی خوفناک ہے کیونکہ جس آگ کو اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے تیار کیا ہے اسکی وعید مومنوں کو سنائی ہے۔ تقویٰ سود خواری کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ البتہ بعض کا فتویٰ ہندوستان کے دارالحرب ہونے کی آڑ لے کر سے جائز بتلاتا ہے۔ ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔ دارالحرب ہونے کی صورت میں امام ابو یوسف اور امام شافعیؒ کے نزدیک سودی لین دین کی ہرگز اجازت نہیں اور من حیث الدلیل یہی قول راجح ہے امام اعظمؒ کے ہاں دارالحرب میں اجازت ہے مگر اس کیلئے چند شرائط ہیں جو ہندوستان میں متحقق نہیں ہیں تفصیل کے لئے حضرت تھانوی رح کا رسالہ "رافع الشک عن منافع البنک" ملاحظہ ہو۔ بہرحال ہندوستان کو دارالحرب سمجھ کر سود کھانے والوں کی مثال ایسی ہے جیسے یہود کو اتوار کے دن مچھلی کا شکار کرنے سے منع کیا گیا تو انہوں نے احکام الٰہی میں ہیر پھیر کی گنجائش نکالی کہ دریا کے کنارے بڑے بڑے تالاب بنوالئے ان کو کھول رکھتے مچھلی ان میں آجاتی اور ممنوعہ دن دریا سے شکار کھیلنے کی بجائے وہ اس تالاب سے مچھلی پکڑ کر اپنا مطلب پورا کر لیتے ان کے اس فعل کی بدولت انکے ساتھ جو کچھ ہوا وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں (باقی ص ۳۴۲)

سود نہیں لینا چاہیئے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ (بقرہ ۳۸)	اے ایمان والو اللہ (کے قہر و غضب) سے ڈرو اور جو کچھ سود[1] باقی (وصول کرنا) رہ گیا ہے (وہ لینا) چھوڑ دو اگر تم کو اللہ کے فرمانے کا یقین ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۱) بلکہ آج بھی ہر جگہ ذلت و مسکنت ان کے استقبال کیلئے بیتاب ہے۔

[1] اس آیتہ کے نزول کے وقت مکہ معظمہ دار الحرب تھا مگر اس کو اس حکم سے مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ جو لوگ بینکوں میں روپیہ رکھتے ہیں مگر اس پر سود نہیں لیتے وہ سود خواری سے بھی زیادہ برا کرتے ہیں کیونکہ اول الذکر بینک کے قانون کے مطابق اس رقم پر سود جمع ہوتا ہے اور جو اسے نہ لے وہ جمع ہوتا رہتا ہے۔ ایسا لاکھوں روپیہ سالانہ جمع کر کے مسیحی مشنریوں کو تبلیغ کے لئے دیا جاتا ہے۔ جو مسلمانوں کو عیسائی بنانے پر صرف کرتے ہیں ثانیاً ان کے روپیہ کو الگ نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ سودی کاروبار میں لگایا جاتا ہے اس لئے وہ روپیہ سودی کاروبار میں امداد و اعانت کرتا ہے۔ اور معین علی المعصیت بھی ویسا ہی گناہگار ہے۔ جیسا اصل گناہ کرنے والا۔ باقی رہا یہ سوال کہ لاکھوں روپوں کی گھر میں حفاظت کیسے ہو۔ تو اس کا علاج سہل ہے کہ اس میں مال حرام ایک پائی شامل نہ کی جائے اور اس سے زکوٰۃ پوری پوری ہر سال نکالی جایا کرے۔ پھر اسے گھر میں ہی محفوظ کر کے رکھ دے۔ اس کا اللہ تعالےٰ خود محافظ ہوگا۔ جس سے بڑھ کر کوئی محافظ نہیں ہو سکتا۔ یہ محض تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے مگر تجربہ شرط ہے بشرطیکہ احکام الٰہی پر یقین ہو۔

Marfat.com

خواہ دوگنا بھی ملے

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰٓوا	اے ایمان والو سود مت کھاؤ۔
اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ص (آل عمران ۱۳۰)	(خواہ وہ) دونے پر دونا (بھی ہو)

سود خوار کو قہر الٰہی کا انتظار کرنا چاہیئے

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ	باایں ہمہ اگر (سود لینا) نہیں چھوڑتے
مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ج	تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے
(بقرہ ۳۸)	جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ

سود سے بچنے میں ابدی نجات ہے

فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ	پھر جس شخص کو اپنے رب کی طرف
رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ط	سے نصیحت پہنچی اور وہ (سود کھانے
وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ط	سے) باز آگیا۔ تو جو کچھ پہلے ہو چکا
(بقرہ ۳۸)	وہ اسی کا رہا اور معاملہ اس کا خدا
	کے حوالے رہا۔

۱؎ گناہوں میں سے صرف دو گناہ ایسے ہیں جن کو اللہ جل جلالہ نے اپنے سے جنگ کرنے کے مترادف فرمایا ہے ارلاً سود کھانا ثانیاً اولیاء اللہ سے دشمنی رکھنا مشکوٰۃ بخاری۔ فتح الباری۔ درمنثور۔ حاکم مستدرک وغیرہ) اس سے ان گناہوں کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اس سلسلہ میں صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں کہ اللہ سے بندہ کی لڑائی خاتمہ بد پر دلالت کرتی ہے۔

سود کی رغبت داخلہ دوزخ کا پروانہ ہے

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (بقرہ ۳۸/۳)

اور جو کوئی پھر سود لیوے تو وہی لوگ دوزخی[1] ہیں۔ وہ اس (دوزخ کی آگ) میں ہمیشہ رہیں گے۔

---

[1] اللہ جل شانہٗ کا فرمان قطعاً بیجا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سود خواروں کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں جو اس فرمان کی صداقت کا بزبانِ حال یقین دلاتی ہیں۔

بقول حضرت قبلہ مولانا ابوالکلام آزاد سود خوار ایک درندہ سے بھی خوفناک تر خون آشام اور بھیڑیے اور جنگلی سور سے بھی بڑھ کر حیاتِ انسانی کا دشمن ہے۔ پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے بھی کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے پر یہ محال قطعی ہے کہ اس کی قساوت و شقاوت کبھی بھی کسی تڑپتے ہوئے جسم اور کسی پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحے۔ ایک دقیقے اور ایک عشر دقیقے کے لئے بھی ترس کھائے۔

Marfat.com

قسمیں کھانا کیسا ہے؟

بیہودہ قسم نہ کھائے

لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا کَسَبَتْ قُلُوْبُکُمْ (بقرہ ۲۸/۲)

اللہ تعالیٰ تمہاری بیہودہ[1] قسموں پر تم کو نہیں پکڑتا۔ لیکن تم کو ان قسموں پر پکڑتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے قصد کیا ہے۔

اللہ کو قسموں کا نشانہ نہ بنائے

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا

اور اللہ تعالیٰ کے نام کو اپنی قسموں کھانے کا نشانہ نہ بناؤ۔ تاکہ تم نیکی

---

[1] لغو اور بیہودہ قسم وہ ہے کہ منہ سے عادت اور عرف کے موافق بے ساختہ اور ناخواستہ نکل جائے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ ایسی قسم کا نہ کفارہ ہے نہ اس میں گناہ مگر اس سے بچنا چاہیے کیونکہ مومنین کی شان یہ ہے والذین ھم عن اللغو معرضون البتہ اگر کوئی بالقصد الفاظ قسم مثل "واللہ" اور "باللہ" کہے اور اس سے محض تاکید مقصود ہو۔ قسم کا قصد نہ ہو۔ تو اس پر ضرور کفارہ لازم ہوگا۔ کفارہ کا بیان آگے آجائے گا۔ (موضح الفرقان)

[2] یعنی خدا کی قسم اچھے کام چھوڑنے پر نہ کھائے۔ مثلاً ماں باپ سے نہ بولونگا۔ یا اس فقیہ کو نہ دونگا اور اگر کھا بیٹھے تو قسم توڑ دے اور کفارہ دیوے (موضح الفرقان)

بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (بقرہ ۲۲۴)

کرنے سے اور پرہیزگاری سے اور لوگوں میں صلح کرانے یا اصلاح کرنے سے بچ جاؤ۔

حیلہ سازی کیلئے قسم نہ کھائے

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ۝ تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا[1] بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ۝ (النحل ۱۳/۱۴)

اور تم اس عورت کے مشابہ نہ بنو جس نے اپنا کاتا ہوا سوت مضبوط کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تم اپنی قسموں کو آپس میں دغا دینے کا ذریعہ اس واسطے بناؤ کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے بڑھ جائے۔

مستحق کی اعانت نہ کرنے کی قسم نہ کھائے

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ

اور جو لوگ تم میں بزرگی اور وسعت

---

[1] یعنی عہد یا باندھ کر توڑ ڈالنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنا کاتا ہوا سوت ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ جیسا کہ آج کل خود غرض قوموں کا دستور ہے کہ کسی کو کمزور پایا۔ فوراً معاہدے منسوخ کر کے اس پر چڑھ دوڑا۔

[2] یعنی معاہدوں اور قسموں کو فریب و غداری و مکاری و حیلہ سازی کا آلہ مت بناؤ (موضح القرآن)

Marfat.com

وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(نور ۲۲)

والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (امداد) دینے سے قسم نہ کھائیں اور چاہیئے کہ اگر ان سے کوئی قصور ہوا ہے تو معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم (بالکل معصوم ہو یا) یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اعتبار کیلئے قسم سے عمل بہتر ہے

قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ

آپ کہہ دیجئے قسمیں نہ کھاؤ حکمبرداری[2]

---

[1] یہ بہادری اور جوانمردی سے قطعاً بعید ہے کہ اگر کسی کی آپ امداد و اعانت کر رہے ہیں اور اس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو آپ اس کی خبر گیری سے دست کش ہو جائیں بلکہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دینا چاہیئے اور اس امر کے لئے اگر کوئی قسم کھائی ہے تو کفارہ ادا کر کے اسے توڑ دینا بہتر ہے۔

[2] عموماً قسمیں یقین دلانے کی خاطر کھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ اگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی جائے تو انسان کی معاملت اور دیانت اتنی صاف و بین ہو جاتی ہے کہ یقین دلانے کیلئے قسموں کی ضرورت نہیں رہتی۔

Marfat.com

(نور ۲۲/۱۸) چاہیئے جو دستور ہے۔

زیادہ قسمیں کھانے والا قابل اعتبار نہیں

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ اور آپ کسی قسمیں کھانے والے

(قلم ۱۰/۶۸) بے قدر کا کہنا نہ مانیں۔

سچی قسم نہ توڑی جائے

وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ اور قسموں کو مستحکم کرنے کے بعد

تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ نہ توڑو (کیونکہ قسم کھانے سے

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۝ تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا ضامن

(نحل ۱۳/۱۶) بنایا ہے۔

اس کی حفاظت کی جائے

وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ۝ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو

(مائدہ ۱۲/۵)

۱؎ قسم کھانا اللہ تعالیٰ کو درمیان میں لانا ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ اس جو بار بار قسمیں کھائے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے دل میں خدا کے نام کی کوئی عظ نہیں جس کے باعث اس کی قدر و منزلت نہیں رہتی۔

۲؎ قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ بے ضرورت بات بات پر قسمیں نہ کھائے یہ عادت بھلی نہیں اور اگر قسم کھائی تو تا مقدور پوری کرے اور اگر کسی وجہ سے توڑے تو کفارہ دے (موضح الفرقان)

Marfat.com

بضرورت قسم توڑنے پر کفارہ دیا جائے

فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۔ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ ۔ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۔

(مائدہ ۱۲)

(اس) قسم توڑنے کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجہ کا کھانا دینا ہے۔ جیسا کہ اپنے گھر والوں کو دیتے ہو۔ یا دس محتاجوں کو کپڑا پہنا دینا۔ یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ پھر جس کو یہ میسر نہ ہو تو تین دن کے (متواتر) روزے رکھنے۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھا بیٹھو (اور توڑنا چاہو)

لہ یا صدقۂ فطر برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت ادا کر دے (موضح الفرقان)

ٹہ جس سے بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے مثلاً کرتہ اور یا جامہ یا لنگی اور چادر (موضح الفرقان)

سہ قسم توڑنے سے قبل کفارہ دینا صحیح نہیں ہے دوبارہ دینا پڑیگا (ہدایہ صـ۴۹۱)

Marfat.com

گواہان کب ضروری ہیں؟

نقد سودا کے وقت

وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ (بقرہ ۳۹/۳)	اور جب تم (کوئی بڑا) سودا کرو تو گواہ کر لیا کرو۔

تحریر دستاویز کے وقت

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ط (بقرہ ۳۹/۳)	(تحریر دستاویز کے وقت) اپنے مردوں میں سے دو شخصوں کو گواہ[2] کر لیا کرو۔ پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے (ہوں) جن کو تم پسند کرتے ہو (قابل اعتبار سمجھتے ہو) تاکہ گواہوں میں سے ایک بھول

---

[1] ضرورت کے درجات مختلف ہیں کہیں شرط کے درجہ میں ہے جیسے نکاح کہ بدوں گواہوں کے صحیح نہیں اور کہیں شرط کا درجہ نہیں جیسے بیع، شراء وغیرہ

[2] یعنی اگر سوداگری کا معاملہ ہو دست بدست ہو جنس کے بدلے جنس یا نقد کی طرح معاملہ ہو مگر ادھار کا قصہ نہ ہو تو اب نہ لکھنے میں گناہ نہیں مگر گواہ بنا لینا اس وقت بھی چاہیئے کہ اس معاملہ کے متعلق کوئی نزاع آئندہ پیش آئے تو کام آئے (موضح الفرقان)

Marfat.com

جائے تو اس کو دوسری یاد دلائے

نکاح کے وقت

فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ	سو ان (لونڈیوں) کے مالکوں کی
وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ ج	اجازت سے ان سے نکاح کرو۔
(النساء ۴)	(وہ) چھپی یاری[1] کرنے والیاں
	نہ ہوں۔

وصیت کے وقت

حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ	وصیت کے وقت تم[2] میں سے دو
مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ	معتبر شخص (گواہ) ہونے چاہئیں
(مائدہ ۱۴)	یا تمہارے سوا[3] دو اور شاہد ہوں۔

حوالگی مال کے وقت

فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ	اور پھر جب ان (یتیموں) کو ان
فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ	کے مال حوالے کرو تو اس پر گواہ
(نساء ۱۰)	کر لو۔

---

[1] یعنی وہ چھپ کر یاری کرنے والی نہ ہوں بلکہ ان کا اعلانیہ نکاح کرایا جائے اعلان نکاح کے لئے دو گواہان کا ہونا ضروری ہے۔

[2] مسلمانوں میں سے [3] یعنی غیر مسلم

اثباتِ جرم کے وقت

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ (نسا ۴/۳)	اور تمہاری عورتوں میں سے جو کوئی بدکاری کرے تو ان پر اپنوں میں سے چار مرد گواہ لاؤ۔

نزاعِ تہمت کیسے ختم ہو؟

حاکم شرعی کے سامنے لعان کریں یعنی خاوند اپنی صداقت کی قسمیں کھائے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ	جو لوگ اپنی بیویوں کو (زنا کی)
يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ	تہمت[1] لگائیں اور ان کے پاس
فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ	بجز اپنے اور کوئی گواہ نہ ہوں۔ تو
شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ	ان کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ

[1] یعنی جب مرد بیوی پر تہمت لگائے کہ اس نے زنا کیا ہے یا لڑکا اس کا نہیں ہے تو اس تہمت کو ثابت کرنے کے لئے اسے چار گواہ ضرور پیش کرنے ہونگے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو چار دفعہ اپنے دعویٰ کی صداقت کی قسم کھائے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی پھٹکار پڑے۔ ان پانچ گواہوں کے بعد قاضی یا حاکم شرعی عورت سے اسی طرح اس کی تصدیق یا تکذیب کرائے یعنی عورت چار دفعہ قسماً کہے کہ یہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ اللہ کا غضب اترے اس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعویٰ میں سچا ہو جب دونوں اس طرح قسمیں کھائیں تو حاکم ان دونوں میں تفریق کر دے یعنی اتنا کہے کہ میں نے ان میں تفریق کی اور اس سے طلاق بائن پڑ جائیگی یعنی ان کو آپس میں دوبارہ بطور میاں بیوی رہنے کیلئے نکاح کرنا ہوگا واضح رہے کہ اگر عورت مرد کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو اس پر حد زنا پڑیگی۔ اگر خاوند یا بیوی میں سے کوئی تہمت کے اثبات یا نفی کی خاطر حلف اٹھانے سے انکار کرے تو ان کو اس غرض کیلئے حبس (قید) میں رکھا جائیگا اور انہیں دعویٰ کی تصدیق تکذیب کیلئے مجبور کیا جائیگا شرعی اصطلاح میں اس حلف لینے کو لعان کہتے ہیں۔

لِمَنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَۃُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ (نور ۸/۱)

وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ میں (اپنے دعویٰ میں) سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر میں (الزام لگانے میں) جھوٹا ہوں مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

بیوی اپنی بے گناہی کے لئے قسم اُٹھائے

وَیَدْرَؤُا عَنْہَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْہَدَ اَرْبَعَ شَہٰدٰتٍ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ وَالْخَامِسَۃَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیْہَا اِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ (نور ۸/۱)

اور اس عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم کھا کر کہے کہ بیشک یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو۔ اگر یہ سچا ہو۔

بے بنیاد تہمت پر اسی دُرّے لگائے جائیں

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ

جو لوگ پاکدامنوں[1] کو عیب (تہمت)

---

[1] یعنی جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعی سے ثابت نہ ہو کسی نے ان کو بری باتوں میں مشغول دیکھا ہو تو ایسوں پر تہمت لگانے والے کیلئے اسی دُرّے سزا ہے بشرطیکہ وہ اپنی تہمت کو چار گواہوں کی شہادت سے ثابت نہ کرے پاکدا مرد پر تہمت لگانے والے کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ طبرانی کی ایک حدیث کہ محصنہ پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ڈھا دیتا ہے۔

يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً (نور ۱/۱۸)

لگائیں۔ اور پھر چار گواہ نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے لگاؤ۔

سزا یافتہ کو مردود الشہادۃ سمجھا جائے

وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ (نور ۱/۱۸)

اور ان کی کوئی گواہی[1] کبھی نہ مانی جائے اور یہ فاسق لوگ ہیں۔

توبہ کے بعد اسے بدکار نہ کہا جائے

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (نور ۱/۱۸)

لیکن جو اس کے بعد توبہ[2] کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں (تو انہیں بدکار نہ کہا جائے) اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

---

[1] ایسے شخص کی گواہی کبھی قابل قبول نہیں کیونکہ اگر دیدہ دانستہ جھوٹی تہمت لگائی ہے تو مرتکب فسق ہوا اور اگر واقعہ صحیح تھا لیکن اس کا کوئی گواہ نہ تھا تو پردہ دری کا مرتکب ہوا جو دونوں کبیرہ گناہ ہیں۔

[2] توبہ کرلینے کے بعد بھی حنفیہ کے نزدیک وہ بدستور مردود الشہادت رہیگا یعنے گواہی اس کی قابل قبول نہ ہوگی۔

قصاص کے احکام کون سے ہیں؟

قصاص فرض ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ط (بقرہ ۲۲/۲)

اے ایمان والو تم پر مقتولوں کے بارہ میں قصاص[1] فرض کیا جاتا ہے۔

آزاد کے بدلے آزاد

اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ (بقرہ ۲۲/۲)

آزاد کے بدلے آزاد (مارا جائے نہ کہ غلام)

غلام کے بدلے غلام

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ (بقرہ ۲۲/۲)

اور غلام کے عوض غلام (مارا جائے)

عورت کے بدلے عورت

وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ط (بقرہ ۲۲/۲)

اور عورت کے بدلے عورت (ماری جائے)

---

[1] جان کے بدلے جان لینا قصاص کے لغوی معنی برابری اور مساوات کے ہیں سب کی جانیں برابر ہیں غریب ہو یا امیر شریف ہو یا رذیل عالم و فاضل ہو یا جاہل جوان ہو یا بوڑھا درست تندرست ہو یا بیمار قریب المرگ صحیح الاعضا ہو یا ناقص الاعضا (روح الفرقان)

جان کے بدلے جان

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ[1] (مائدہ ۵) جان کے بدلے جان (لی جائے)

آنکھ کے بدلے آنکھ

وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ (مائدہ ۵) آنکھ کے بدلے آنکھ (پھوڑی جائے)

ناک کے بدلے ناک

وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ (مائدہ ۵) اور ناک کے بدلے ناک (کاٹی جائے)

کان کے بدلے کان

وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ (مائدہ ۵) کان کے بدلے کان (تراشا جائے)

دانت کے بدلے دانت

وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ (مائدہ ۵) اور دانت کے بدلے دانت اکھاڑا جائے

زخم کی جگہ ویسا زخم

وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ط اور زخموں کے بدلے (اگر ہو سکے)

---

[1] امام ابوحنیفہؒ اور اکثر اہل علم نے اس آیت سے یہ بات ثابت کی ہے کہ خواہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے۔ خواہ کسی کافر ذمی کو قتل کرے یا کسی غلام یا عورت کو قتل کرے خواہ بڈھے یا لڑکے یا بیمار کو قتل کرے ان سب کے بدلے قاتل کو قتل کیا جائیگا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جان کے بدلے جان فرمائی ہے اور جانیں سب کی برابر ہیں (تفسیر عثمانی)

(مائدہ ۴)

ایسے ہی زخم[1] لگائے جائیں

خونبہا بھی لیا جا سکتا ہے

فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

(بقرہ ۲۲)

پھر جس کو اس (مقتول) کے فریق کی طرف سے کچھ معافی[2] ہو جائے تو معقول طور پر مطالبہ کرنا اور خوبی کے ساتھ اس کے پاس پہنچا دینا یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف ہے اور رحم ہے پھر جو شخص اس کے بعد تعدی کا مرتکب ہوا تو اس کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔

---

[1] مگر جس زخم کے لگنے سے اندیشہ موت ہو یا جسکی لمبائی چوڑائی اور گہرائی معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں زخم نہ لگانا امر مجبوری ہوگا اور اس سے تاوان لیا جاویگا۔ جسے شرعی اصطلاح میں ارش کہتے ہیں جس کی تفصیل کتب فقہ سے دیکھ لی جائے۔

[2] اگر مقتول کے ورثاء قصاص کی بجائے مال پر فیصلہ کریں تو قاتل کو چاہئے کہ ان کو معقول طریق سے راضی کرے اور منت سے خونبہا پہنچا دے۔ اگر یونہی معاف کر دیں تو اور اچھی بات ہے واضح رہے کہ پہلی امتوں کو یہ معافی اور خونبہا کی رعایت حاصل نہ تھی۔ امت مسلمہ پر مولا پاک کا یہ خاص احسان ہے اسکے باوجود یعنی معاوضہ لینے کے بعد اگر کوئی قاتل کو قتل کر دے تو اس کے لئے عذاب دردناک ہے۔

Marfat.com

قتلِ خطا کی کیا سزا ہے؟

مسلمان کا قتل گناہِ عظیم ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَاً ۚ (نساء ۱۳/۵)

اور مسلمان کا کام نہیں کہ مسلمان کو قتل کرے مگر غلطی[1] سے

مسلم کے قتلِ خطا پر مسلمان بردہ آزاد کرے

وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (نساء ۱۳/۵)

اور جو مسلمان غلطی[2] سے قتل کرے تو ایک مسلمان غلام یا لونڈی کی گردن آزاد کرے۔

نیز خونبہا ادا کرے

وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ

اور اس کے گھر والوں کو

---

[1] کیونکہ جو مسلمان کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا کفارہ نہیں ہوگا اور اسے بروئے آیات قصاص سزا اس دنیا میں دی جائے گی اور آخرت میں اسکے حصہ میں لعنت جہنم اور عذاب عظیم آئیگا۔

[2] مسلمانوں کو غلطی سے قتل کر دینے کی کئی صورتیں ہیں مثلاً غلطی سے مسلمان کو شکار سمجھ کر مار ڈالا یا تیر اور گولی شکار پر چلائی۔ چوک کر کسی مسلمان کے جا لگی یا مسلمان کافروں میں ہو اور اس کو کوئی مسلمان کافر سمجھ کر ہلاک کر دے (موضح الفرقان) ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کی شکل و شباہت مسلمان کی سی معلوم نہ ہو اور وہ مسلمان ہو جیسا کہ (باقی صفحہ ۳۶۰)

اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ط	خونبہا[1] پہنچائے مگر یہ کہ وہ معاف
(نسا ۱۳/۵)	کریں۔

قوم دشمن کے مسلم مقتول کے عوض صرف بردہ آزاد کرے

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ	پھر اگر مقتول ایسی قوم میں سے تھا
وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ	جو تمہاری دشمن ہے مگر خود وہ مسلمان[2]
مُّؤْمِنَةٍ ط	تھا۔ تو (صرف) ایک مسلمان (غلام
(نسا ۱۳/۵)	یا لونڈی) کی گردن[3] آزاد کرے۔

معاہد قوم سے ہو تو خونبہا دے

وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ	اور اگر وہ ایسی قوم میں سے تھا
وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ	کہ تم میں اور ان میں عہد (ہو چکا
اِلٰٓى اَهْلِهٖ	ہے تو اس کے گھر والوں کو خونبہا
(نسا ۱۳/۵)	پہنچائے۔

(بقیہ حاشیہ صـ۳۵۹) آج کل نئے فیشن کے ہندو مسلمان کا امتیاز بمشکل ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات قطعاً نہیں ہوتا۔

[1] مذہب حنفی میں خونبہا تخمیناً دو ہزار سات سو چوالیس روپے ہوتے ہیں جو مقتول کے ورثاء کو تین سال کے اندر ادا کرنے پڑتے ہیں۔

[2] یعنی مارنے والا اسے بھی دشمن ہی سمجھا اور اس کے مسلمان ہونے کا اسے علم نہ تھا۔

[3] اس کے لئے دیت یعنی خونبہا دینا لازمی نہیں۔

نیز مسلمان بردہ بھی آزاد کرے

وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ج (نسا ۱۲/۵)

اور ایک مسلمان (غلام یا لونڈی) کی گردن آزاد کرے۔

بردہ میسر نہ ہو تو متواتر دو ماہ روزے رکھے

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ (نسا ۱۳/۵)

پھر جس کو میسر نہ ہو تو اللہ سے گناہ بخشوانے کے لئے دو مہینے متواتر روزے رکھے (یعنی کوئی ناغہ نہ کرے کیونکہ ناغہ والے دن سے پھر دو مہینے رکھنے پڑیں گے۔

لہ اس آیت میں قتل خطا کے دو حکم بتلائے گئے۔ ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان کا اور اس کا مقدور نہ ہو تو دو مہینے متصل روزے رکھنا۔ یہ کفارہ ہے۔ خدا تعالیٰ کی جناب میں اپنی خطا کا۔ دوسرے اس مقتول کے وارثوں کو خوں بہا دینا۔ یہ ان کا حق ہے۔ ان کے معاف کرنے سے معاف بھی ہو سکتا ہے اور کفارہ کسی کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ جس مسلمان کو غلطی سے قتل کیا۔ اس کے وارث مسلمان ہوں گے یا کافر۔ اگر کافر ہیں تو ان سے مصالحت ہے یا دشمنی۔ اول دونوں صورتوں میں مقتول کے وارثوں کو خوں بہا دینا پڑیگا۔ تیسری صورت میں خوں بہا لازم نہ ہوگا۔ اور کفارہ سب صورتوں میں ادا کرنا ہوگا۔

(موضح الفرقان)

Marfat.com

قتل عمد کی کیا سزا ہے؟

سزائے موت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ

(بقرہ ۲۲/۲)

اے ایمان والو تم پر مقتولوں میں برابری کرنا فرض ہے (یعنی) آزاد کے (قتل کے) بدلے آزاد اور غلام کے (قتل کے) بدلے غلام اور عورت کے (قتل کے) بدلے عورت (کو قتل کیا جائے)

عذاب جہنم

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ۝

(النساء ۱۳/۵)

اور جو کوئی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ تو اس کی (مزید) سزا دوزخ ہے کہ اس میں پڑا رہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔ اور اس کو لعنت پڑیگی اور اس کے واسطے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

بدکاری کی کیا سزا ہے؟

زانیہ وزانی کو سو سو دُرّے لگائے جائیں

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ص (نور ۱/۱۸)

بدکاری کرنے والی عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو سو دُرّے[1] مارو۔

لواطت کیلئے اذیت پہنچائی جائے

وَالَّذٰنِ یَاْتِیٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ج (نساء ۳/۱۶)

اور تم میں سے جو دو مرد آپس میں بدکاری کریں تو ان کو ایذا دو[2]۔

---

[1] یہ سزا اس زانیہ اور زانی کی ہے جو آزاد۔ عاقل۔ بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو یا نکاح کر چکنے کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں (موضح القرآن)، اگر بیاہے ہوئے مرد اور عورت بدکاری کریں تو اس کا حکم سنگسار کر لینے کا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر ان (بے بیاہوں) کی بدکاری حد سے متجاوز ہو تو حاکم اپنی رائے سے ان کو جلاوطن بھی کر سکتا ہے۔ مگر ایک برس کے لئے دیس نکالا حاکم کی رائے پر موقوف ہے۔ خواہ نکالے یا نہ نکالے (ابن کثیر۔ خازن۔ ابن جریر)

[2] دو شخص اگر فعل بد کریں تو ان کی سزا مجملاً ایذا دینا ارشاد فرمایا زبان سے (باقی صفحہ ۳۶۴)

سزا دیتے وقت ترس نہ کھایا جائے

وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (نور ۱/۸)

اور اللہ کا حکم چلانے میں تم ان پر ترس[1] نہ آئے اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو۔

سزا منظر عام پر دی جائے

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (نور ۱/۸)

اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت[2] حاضر رہنا چاہیئے۔

(بقیہ حاشیہ صـ۳۶۳) ہاتھ سے بقدر مناسب ان کو تنبیہ و تادیب کرنے کا حکم اس سے معلوم ہوا کہ پہلے دونوں کا حکم یہی تھا کہ حاکم اور قاضی کے نزدیک زنا عبرت کے لئے جتنی سزا اور شتم و ضرب مناسب ہو اتنی سزا دے لیکن جب حد نازل ہوئی تو لواطت کے لئے کوئی جدا حد بیان نہ فرمائی۔ اس میں علماء اختلاف رہا کہ لواطت کی وہی سزا باقی رہی جو پہلے تھی یا اس کی سزا وہی ہے جو زنا کے لئے بیان ہوئی۔ یا اس کی سزا تلوار سے قتل کرنا یا کسی دوسرے طریقہ سے مار ڈالنا ہے (موضح الفرقان)

[1] ہلکی سزا نہ دیں یا ایسا طریقہ اختیار نہ کریں کہ سزا کا مقصد ہی فوت ہو جائے

[2] تاکہ دیکھنے والوں کے لئے سامان عبرت ہو۔

لونڈی و غلام کو پچاس دُرّے لگائے جائیں

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَی الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ط (نساء ۴/۵)

پھر جب وہ قید نکاح میں آچکیں تو اگر (وہ) بے حیائی کا کام کریں۔ تو بیبیوں کی سزا سے ان پر آدھی[1] سزا ہے۔

لوطی کو توبہ پر معاف کیا جائے

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء ۴/۳)

پھر اگر وہ دونوں (مرد) توبہ کریں[2] اور اپنی اصلاح کرلیں تو ان کا خیال چھوڑ دو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

---

[1] لونڈی یا غلام کو ہر حالت میں پچاس کوڑے لگائے جائینگے خواہ انہوں نے قبل از نکاح کیا ہو یا بعد از نکاح

[2] یعنی لوطی کے توبہ کرنے اور اپنی اصلاح کرلینے کے بعد اسے چھوڑ دینا چاہیئے ورستانا نہیں چاہیئے کیونکہ اللہ تعالےٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

بغاوت اور بدامنی پھیلانے کی سزا

پھانسی دینا

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا (مائدہ ۵)

جو لوگ اللہ تعالیٰ سے لڑائی کرتے ہیں اور اُسکے رسولؐ سے لڑائی کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں۔ ان کی یہی سزا ہے کہ ان کو قتل[۲] کیا جائے

سولی چڑھانا

اَوْ یُصَلَّبُوْٓا (مائدہ ۵)

یا سولی[۳] چڑھائے جائیں

---

[۱] بقول ابن عباسؓ و سعید بن المسیبؒ و مجاہدؒ و عطاؒ و حسن بصریؒ و ابراہیم نخعی وغیرہم اسلام کے خلاف ہتھیار اُٹھانا مسافروں کو چھیڑنا لوٹنا مارنا اللہ سے لڑائی کرنا ہے

[۲] یعنی قتل۔ راہزنی۔ دھوکا دہی۔ مجرمانہ سازش بغاوت پروپاگنڈا وغیرہ وغیرہ کرنا۔ ہمہ کے جرائم اس وسیع المعنی لفظ کے تحت میں آتے ہیں اسی لئے علامہ قرطبی فرماتے کہ گو یہ آیت کسی کے حق میں نازل ہو مگر عموم الفاظ کا لحاظ کیا جاویگا خصوص سبب کو نہ دیکھا جا

[۳] اگر بغاوت یا بدامنی میں کسی نے قتل کیا ہو تب وہ یہ سزا پائیگا ورنہ نہیں اسی طرح دوسری سزائیں بھی جرم کی نوعیت کے مطابق ہوں گی۔

[۴] قتل کے ساتھ اگر مال بھی لوٹا ہے تو ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی پر لٹکایا جائیگا اسکی تشہیر دوسروں کی عبرت کا سامان بنے۔

Marfat.com

ہاتھ پاؤں کاٹ لینا

اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ	یا مخالف[1] جانب سے ان کے ہاتھ
مِّنْ خِلَافٍ (مائدہ ۵)	اور پاؤں کاٹے جاویں۔

قید کر دیا جائے

اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ	یا اس جگہ سے دور[2] کر دیئے جائیں
خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ	یا ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور
عَذَابٌ عَظِیْمٌ (مائدہ ۵)	آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا

قبل از گرفتاری توبہ کرلے والا قابل معافی ہے

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ	مگر جو لوگ قبل اس کے کہ تم ان کو
تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا	گرفتار کرو۔ توبہ کرلیں۔ تو جان لو
اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ	کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخش دینگے۔
(مائدہ ۵)	مہربانی فرمائیں گے۔

---

[1] یعنی داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں

[2] دیس نکالا دیا جائے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دوسری جگہ لے جا کر قید کیا جائے ڈاکوں کے احوال چار ہو سکتے ہیں (۱) قتل کیا ہو مگر مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو (۲) قتل بھی کیا ہو اور مال بھی لیا ہو (۳) مال چھین لیا ہو مگر قتل نہ کیا ہو (۴) نہ مال چھین سکے اور نہ قتل کر سکے قصد اور تیاری کے بعد ہی گرفتار کئے گئے چاروں حالتوں میں بالترتیب یہی چار سزائیں ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں۔

چور کس سلوک کا مستحق ہے؟

چور کے ہاتھ کاٹے جائیں

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (مائدہ ۶/۶)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونو کے ہاتھ[1] اللہ کی طرف سے ان کے کردار کے عوض[2] بطور سزا کے کاٹ ڈالو۔

[1] حدیث سے یہ ثابت ہے کہ چور کا داہنا ہاتھ پنچے سے کاٹا جائے جب دوسری بار چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ یہ سزا معمولی چور کے لئے نہیں۔ بلکہ امام ابو حنیفہؒ اور ثوری نے بعض احادیث اور اقوال صحابہ اور ان کے معاملات پر غور کر کے کم از کم دس درہم یعنی اڑھائی روپیہ تک کے مال کی چوری کو چوری قرار دیا ہے اور امام مالکؒ و احمدؒ و اسحاقؒ نے تین درہم یعنی بارہ آنے تعداد قائم کی ہے اگر چور دو سے زائد مرتبہ ارتکاب جرم سرقہ کرے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک پھر اسے قید کر دینا چاہیے۔

[2] یعنی یہ سزا مال مسروق کا بدلہ نہیں بلکہ اس کے فعل سرقہ کی سزا ہے تاکہ اسے اور دوسرے چوروں کو تنبیہ ہو جائے۔ بلاشبہ جہاں کہیں یہ حدود جاری ہوتی ہیں وہاں ہی کی سزایابی کے بعد چوری کا دروازہ قطعاً بند ہو جاتا ہے آجکل کے مادیین نہذیب اس سزا کو وحشیانہ سزا سے موسوم کرتے ہیں مگر ان کی "مہذب سزا" اس غیر رستبرد کے استیصال میں کامیاب نہیں ہو سکتی (توضیح الفرقان)

Marfat.com

اس کی توبہ میں آخرت کی بھلائی ہے

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ	پھر جس نے اپنے ظلم کے بعد توبہ
وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ	کرلی اور (اپنی) اصلاح کرلی۔ تو
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝	اللہ قبول کرتا ہے اس کی توبہ
(مائدہ ۶)	بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لہ یعنی توبہ اگر ٹھیک ہو جس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ چوری کا مال مالک واپس کرے اور اگر تلف ہو گیا تو ضمان دے اور ضمان نہ دے سکے تو معاف کردے اور اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لئے اس سے مجتنب رہنے کا عزم رکھے۔ تو اس طرح کی توبہ سے امید ہے کہ حق تعالےٰ اخروی عقوبت جس کے مقابلہ میں دنیوی سزا کی کچھ حقیقت نہیں۔ اس پر سے اٹھالے

(موضح الفرقان)

Marfat.com

احکامِ الٰہی پر نہ چلنے کا کیا اثر ہوگا؟

کافر ہو جائے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ (مائدہ ۷)

اور جو کوئی اس (قرآنِ حکیم) کے موافق جو کہ اللہ تعالےٰ نے اتارا حکم نہ کرے۔ سو وہ لوگ کافر[1] ہیں۔

کافر کا صدر مقام دوزخ ہے

ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ لیکن جو

---

[1] منصوص احکام کے وجود سے انکار کر کے اپنی رائے اور خواہش پر چلنے والا حقیقتاً کافر ہوگا اور قرآن کو عقیدۃً صحیح و ثابت مان کر عملاً اس کی خلاف ورزی کرنے والا عملاً کافر ہوگا۔ اس کی تمام محنت (نیکیاں) اکارت جائے گی۔ مشکلات کی دلدل میں پھنستا چلا جائے گا اور بالآخر دوزخ میں پہنچ کر آگ کی خوراک بن جائے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو قوم کسی بدعت کو اختیار کرتی ہے تو اللہ جلشانہٗ ایک سنت ان سے اٹھا لیتے ہیں جو قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹتی (مشکوٰۃ شریف) اسی طرح جو شخص سنت کو ہلکا اور خفیف سمجھتا ہے۔ اسے محرومی فرائض کی سزا دی جاتی ہے اور جو فرائض کو ہلکا سمجھتا ہے وہ معرفت کی محرومی (کفر) میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ

(آل عمران ۱۹۸)

لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہتے احکامِ قرآن پر چلتے ہیں۔ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ جلشانہٗ کی طرف سے مہمانی ہوگی۔ اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں وہ نیک بختوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں۔

لہ قرآن پاک کے اندر ترغیبات و ترہیبات کے مضامین معہ امثال موجود ہیں انہیں "بصائر قرآنی" میں الگ جمع کیا گیا ہے۔ ان پر ضرور نظر دوڑا لینی چاہیئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہی ہوگا۔

(شبیر محمد کاتب بیٹھک کاتبان ملتان شہر)

تعارف قرآنی خود قرآن کی زبانی

مرتبہ:۔ ایم عبدالرحمٰن خاں۔ چہلیک ملتان شہر

اردو زبان میں آج تک قرآن پاک کے متعلق جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں ایسی کتابیں بہت کم ہیں جو عام فہم و آسان ہونے کے باعث عوام کیلئے مفید ہوں "تعارف قرآنی" اس ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ یہ اپنے اسلوب کی پہلی کتاب ہے۔ اس میں عوام سے قرآن کی زبانی قرآن کا تعارف کرایا گیا ہے۔ مختصر عنوانات کے تحت قریباً ان تمام آیات کو باترجمہ جمع کر دیا گیا ہے۔ جن سے قرآن کے نام۔ کام اور پیغام پر روشنی پڑتی ہے اور جا بجا ضروری حواشی بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے فی الفور مضامین قرآن مجید کا ایک بہترین عکس اور اس کی عظمت و برتری کا پورا نقشہ پڑھنے والے کے ذہن میں آجاتا ہے۔ مقتدر علماء کرام نے اس کی جامعیت اور اختصار کے پیش نظر اسے نہ صرف اساتذہ طلباء اور عام تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے مفید بتلایا ہے بلکہ اسے اسلامی سکولوں کے نصاب تعلیم میں داخل کرنے کا مشورہ بھی دیا ہے۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (۱۲/۱)

ایم۔ ثناء اللہ خاں بک سیلر و پبلشر ۲۶ ریلوے روڈ لاہور

Marfat.com

سلسلہ تعلیماتِ قرآن نمبر ۳

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے

کہ تیری زندگی قرآن کی تفسیر ہو جائے (اسد ملتانی)

احکامِ قرآنی

184

مُرتبہ

ایم عبدالرحمٰن خاں

چہلیک۔ ملتان شہر

ناشر

ایم ثناءُ اللہ خاں سلیشر و بک سیلر ریلوے روڈ ۲۶ لاہور